

جُرم کا دائرہ



شیاق احمد

Arshad

ڈر لگ رہا ہے

رئیس سالاری کے دروازے کی گھنٹی بجی تو وہ چونک اٹھے۔۔۔
 اس وقت ان کے عادوں کھر میں کوئی نہیں تھا۔۔۔ ان کی بیکم اور بیٹی کی
 عزیز کے پاس گئی بھولی تھیں اور ملازم آج دیے ہی تھیں پر تھا۔۔۔ اللہ
 انسیں ہی اپنے پڑا، چہرے پر ناخوشگواری چھا گئی۔۔۔ بن بلاتے صہانوں اور
 بے وقت کے ماقاتیوں سے انسیں سخت کوفت ہوتی تھی۔۔۔ وہ ایک
 بڑے سرکاری آفسر تھے اور ان میں افرانہ نمائندہ باشہ بست زیادہ
 تھے۔۔۔ کبھی بھی تو وہ خرا اور غور بھی کرنے لگتے تھے۔۔۔
 دروازہ کھلتے سے پہلے انہوں نے قدرے جھائے ہوئے انداز
 میں کہا۔

"کون ہے بھائی؟"

"میک"۔۔۔ باہر سے کہا گیا۔

"میک۔۔۔ کون میک امیں کسی میک کو نہیں چانتا"۔۔۔ وہ بولے۔۔۔

"نامملن"۔۔۔ باہر سے فوراً کہا گیا۔

"نامملن"۔۔۔ انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

"دروازہ کھوئیں گے تو پتا ٹپے گا ہا۔" باہر سے بھی جھلا کر کہا

پوچھس نے گرفتار کر لیا تھا.... اور میرے سلان کی ٹالشی لی تھی.... اس وقت میرے بڑی کیس میں سے ہیروئن کے پیکٹ لٹک تھے.... مجھے دہل سے بچ لیس اسٹینشن لایا گیا تھا.... پھر فوراً میرا چالاں رک کے مجھے بیل بیج دیا کیا تھا.... میں لاکھ چیخا چالیا کہ ان پیکنوس کے پارے میں مجھے پکوہ بھی معلوم نہیں.... لیکن میری ایک دنی گئی.... بیل میں بند ہونے کے بعد میرا دل بیٹھنے لگا۔ میں نے چال چال کر کہا کہ یہ بالاصل بہتے.... مجھے اپنا دیکل کرنے کا موقع نہیں دیا گیا.... میرے شور اور ماسس چیزوں نے آخر بیل دکام کو میری طرف ٹھپ کر لیا۔۔۔ بیل پر نہذانت نے میری کمالی سنی۔ اور اس نے وحده کیا کہ وہ ضرور میرے لئے کسی دلیل کا بندوبست کرے گا۔۔۔ پھر اس نے مجھے آپ سے مانیے۔۔۔ میرے دوست یہ آپ تھے جنہوں نے غیر مطہر میں بے سرو سلانی کی حالت میں اور اس خوفناک صیبتوں میں میری بد کی۔۔۔ میرا کیس لایا۔۔۔ مجھے بیل سے نجات دلوالی۔۔۔ پھر پنڈ دن اپنے گر بطور مہمان رکھا۔۔۔ میں بھلا آپ کو بھومن سکا ہوں۔۔۔ لیکن میک میرے دوست یہ آپ اس طرح اپنائک یہاں کیسے آ گئے۔۔۔ اگر آپ کا یہاں آنا حقیقت آپ نے نہ سے پلے کیوں مجھے اطلاع نہیں دیئی تھی۔۔۔ نہیں آپ کو لیئے ایزپو دوست پر آتی۔۔۔ آپ کو خود گھر نہ کہا تا۔۔۔

"مجھے اپنائیں۔۔۔ بھیر پر دکرام کے آنا پڑا۔۔۔ میرا کا بھائی یہاں مشکل میں اُرفتار ہو کر رہے۔۔۔ میں اس کو اس مشکل سے بکالئے۔۔۔

امروں نے فوراً تکملائے ہوئے انداز میں دروازہ کھول دیا۔۔۔ پھر جو نہیں باہر کھڑے نیز علی پر ان کی نظریں پڑیں۔۔۔ ان کی ساری تکملاہت فتح ہو گئی۔۔۔

"میک میرے دوست۔۔۔ یہ آپ ہیں۔۔۔ جیسے ہے۔۔۔ اتنے عرصہ بعد آپ آئے اور وہ بھی اطلاع دیے بغیر۔۔۔ اس نے میں پہچاننے کا۔۔۔ پہچانت بھی کیے۔۔۔ تم زندگی میں صرف ایک ہی بار تو طے ہیں۔۔۔ آج دوسری بار ملاقات ہو رہی ہے۔۔۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔۔۔ میک سکر دیا۔

"آپیے۔۔۔ میک۔۔۔ اندر آ جائیے۔۔۔ مجھے افسوس ہے۔۔۔ میں نے فوراً دروازہ کیوں نہ کھوالا۔۔۔ لیکن آپ جانتے ہی نہیں۔۔۔ آج کل ملاقات بہت خراب ہیں۔۔۔ دہشت گردی اتنا کو تھی پھیلی ہے۔۔۔ دروازے پر دستک وی باتی ہے۔۔۔ گھر کا مالک دروازہ کھوتا ہے اور گویاں اس کے جسم میں اتر جاتی ہیں۔۔۔"

"باندھ لیک ہے۔۔۔ یہ ملاقات میری نظر میں ہیں۔۔۔ مجھے آپ سے کوئی گا نہیں۔۔۔"

"مکریے دوست۔۔۔ آپ سے پہلی ملاقات ہوتی ہے اور آتی ہے۔۔۔ بہب میں۔۔۔ بھیس کی ایک سڑک پر چلا جا رہا تھا۔۔۔ وہ مجھے اچھا

لئے یہاں آؤ ہوں۔"

"آپ کا بھائی..... اور یہاں.... کیا مطلب۔۔۔ اگر آپ کا کوئی

کا بھائی یہاں آؤ ہوا تھا۔۔۔ تو آپ نے مجھے کیوں خبر فرمیں کی۔۔۔"

"وہ گھر سے تباہے بغیر چلا آیا تھا۔۔۔ اور یہ آج کی نئیں مت کی
بات ہے۔۔۔ نہیں تو نہ صورت نہیں تھا کہ وہ یہاں اسی ملک میں بے۔۔۔
یہ تو اس کی اخبار میں شائع ہونے والی تصویر دیکھ کر پڑتا چلا۔۔۔"

"اوہ اپنا۔۔۔ مجھے بتائیں۔۔۔ بات کیا ہے۔۔۔ میں خود آپ کی مدد
کروں گا۔۔۔"

"نہیں! یہ کام میں خود کروں گا جیسے بھی ہو گی۔۔۔ آپ کو
پیشان نہیں رہوں گا۔۔۔ بس آپ صرف اتنا کریں۔۔۔ کہ۔۔۔" وہ کہتے
بیٹھ رُک گیا۔

"کیونکہ آپ رُک کیوں گے۔۔۔ میں آپ کے لئے سب پچھے
کروں گا۔۔۔"

"آپ صرف مجھے یہاں رہنے کی اجازت دے دیں۔۔۔ نہ کل
ہوں گا کرایہ ہتھ بے اور میں آج کل مالی پیشانیوں کا بھی دکار
ہوں۔۔۔ اس کی تھی ایک وجہ ہے۔۔۔"

"کیا مطلب۔۔۔ وجہ۔۔۔" وہ یوں لے
پال! اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے ملک کی حکومت نے میری
وکالت کا واسطہ کیسل کر دیا ہے۔۔۔ مجھے سے ایک چیز کی شان میں کچھ

غلظاً اغلاطاً اکل گئے تھے۔۔۔ بس چیز نے حکومت کو لکھ دیا کہ میں وکالت
کرنے کے قابل نہیں۔۔۔ حکومت نے فوراً میرا لاستنس کیسل بردا۔۔۔
میں نے اس سلطے میں متنفس بھی لا۔۔۔ لیکن ناکام ہو گیا۔۔۔ اور اب
میں ایک طرح سے بیکار ہوں۔۔۔"

"آپ کو پیشان ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔ آپ جب تک تی
چاہے۔۔۔ یہاں رہیں۔۔۔ یہ گھر تو آپ کا اپنا ہے۔۔۔ اور مجھے اپنے بھائی
کے بارے میں بھی تائیں۔۔۔ میں اس کے لئے ضرور پکھو کروں گا۔۔۔
"نہیں۔۔۔ وہ کام آپ کے بین کا نہیں۔۔۔"

"ایسا مطلب۔۔۔"

"تی بال۔۔۔ وہ کام آپ کے بین کا نہیں۔۔۔"

"ایسا مطلب۔۔۔ آخر وہ کیا کام ہے اور اس کے بین کا ہے؟"

"وہ۔۔۔ کام ہے۔۔۔ وزیر خارجہ کے پیغام سینئریزی سے بس میں
ہے۔۔۔ کیا آپ اس تک جا سکتے ہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ لیکن آپ فکر
کریں۔۔۔ یہ کام میں کروں گا۔۔۔ میں اپنے ملک کے ساتھ ٹانے
بادوس کا۔۔۔ سفیر سے مول گا۔۔۔ اور کام ہو جائے گا۔۔۔"

"آپ تھے نہیں بات۔۔۔" رئیس سalararii مکار اے
"میں کچھ نہیں بتتا۔۔۔ کس بارے میں۔۔۔ آپ کیا کہنا چاہتے
ہیں؟"

"بس یہی کہ آپ کچھ نہیں جانتے۔۔۔ اگر آپ کے بھائی کا کام

وزیر خارجہ کے چیف سکریٹری کے ہاتھ میں ہے.... تو میں یہ کام پڑکی
بجاتے میں کر سکتا ہوں۔"

"ایسا مطلب ہے..... وہ کیسے؟"

"اس لئے کہ میں وزیر اعظم کا چیف سکریٹری ہوں..... اور وہ
وزیر خارجہ کے چیف سکریٹری..... کیا وہ میری بات نہیں مانیں گے۔"

"اے! یہی بات ہے..... تیس ماہیں کے۔" اس نے من بنا لایا۔
"یہ آپ کا خلیل ہے۔ میرا فرمیں اس لئے کہ آپ ایک بات

اور بھی نہیں جانتے۔"

"اوہ وہ کیا؟"

"یہ کہ ہم دونوں..... یعنی میں اور تیاری صاحب دوست ہیں۔۔۔
کمرے دوست۔"

"تک..... تک..... نہیں۔" وہ چلا اخراج۔ اس کی آنکھوں میں چمٹ
ڈا ہے۔ یعنی۔"

"تک..... کیا آپ حق کہ رہے ہیں۔"

"یاں! بالکل۔"

"اے، کے..... شب میں آپ کو ہٹاتا ہوں۔۔۔ میرے بھائی پر چند
سرکاری رازیجاتے کا الزام ہے۔" اس نے اچاک کہا۔

"ایسا..... نہیں۔" وہ پلاٹائے۔

"آپ غبرا گئے۔۔۔ لیکن میں آپ نے حج کرتا ہوں۔۔۔ میرا بھائی

ایسا کوئی جرم نہیں کر سکتا۔"

"لیکن آپ یہ بات کس طرح کہ سکتے ہیں۔۔۔ جب کہ وہ دست
پلے گھر سے بجاگ رواہر آگا تھا۔۔۔ اور پھر غالباً" اس نے یہاں دفتر
تین ملازمت اتری ہو گئی۔"

"یہی بات ہے۔۔۔ لیکن میں اپنے بھائی کو بھپن سے جانتا تو ہوں
تھا۔۔۔ وہ بہت ایمان دار ہے۔۔۔ بھگی کسی کی الماث میں خیانت نہیں کر
سکتا۔۔۔ اگر اس نے یہاں کسی دفتر میں ملازمت کر لی ہے تو اس دفتر کی
کوئی جزو نہیں چڑھا سکتا۔"

"خیر! آپ گلرنہ کریں۔۔۔ پسلے کھانا کھا لیں۔۔۔ پھر آرام
کریں۔۔۔ اور یہ کام اب بھگ پر پھرپور ہیں۔۔۔ کل میں دفتر جا کر تمام
معلومات سائل کر لوں گا۔۔۔ آپ کے بھائی کا نام کیا ہے؟"

"جیک..... جیک پانڈے۔"

"بہت ایچا میک۔۔۔ آپ گلرنہ کریں۔"

"اگر میں کوئی نظر نہیں آ رہا۔۔۔ کیا آپ بالکل اکیلے ہیں میرے
دوست؟" میک نے جوان ہو کر کہا۔

"نہیں۔۔۔ میری ایک بڑی بیوی ہے۔۔۔ روزی۔۔۔ ایک بڑی بیوی
ہے۔۔۔ نبی۔۔۔ وہ کسی سے ملنے کے لئے نبی ہیں۔۔۔ ایک سختے تک آ
جائیں گے۔۔۔ ان کے علاوہ ایک ملازم بھی ہے۔۔۔ وہ آج چھٹی پر
ہے۔۔۔"

"وزیر اعلیٰ کے پیٹ سکر مری..... اور صرف ایک مازم؟"
 "میں زیادہ مازم کی بھیز پسند نہیں کرتا..... ورنہ یہاں تو
 مازم کی قون نظر آلتی ہے۔"
 "آپ..... آپ بھیب ہیں۔"
 "عجیب نہیں..... سادہ..... میں سادہ طبیعت ہوں۔" وہ مسکرا کے
 پھر دنوس کھاتے کے لئے اٹھ گئے..... ایک کھٹے بعد دروازے کی
 کھینچی بھی۔

"لیجنے میک..... میری یہوی اور بھی آگئی۔"
 "یہ کس کروہ اٹھ کر دروازہ کھولنے کے لئے چلے گئے..... دروازہ
 کھولا ہی تھا کہ ان کا اوپر کا سانس اوپ اور نیچے کا نیچے روکیا۔

()

"میرے اف..... ارے۔" فاروق نے ٹھبرا کر کھلا۔
 "بھجو نہیں آئی بات۔" محمود نے اسے گھورا۔
 "یہ بھی بھجو داری کی بات کرے تو بات بھجو میں آئے نا۔"
 محمود بدل کیا۔

"اس کام کے لئے تم جو ہو۔" فاروق نے منہ بنایا۔
 "سنو ووستو.... میرے منہ لکو۔" میں پسلے ہی پھٹ پڑنا چاہتا
 ہوں۔"
 "ابھی تم نے..... میرے اف..... ارے کیوں کما تھا۔"

"اُسی پریشانی کے سلسلے میں کما تھا۔"
 "دیا مطلب؟" وہ پوچھ گئے
 "مطلب یہ کہ میں آج بہت پریشان ہوں۔ اور پریشان نہ
 کرو۔"
 "کانا گانے کا بھوت تو نہیں سوا ہو گیا ہے تم پر۔" فرزانہ 2
 پوچھا۔
 "میری تو آج تک اس بھوت سے ملاقات یہ نہیں ہوئی۔"
 فاروق حیران ہو کر بولा۔
 "آج ایسا جان لیٹ ہوتے نظر آتے ہیں۔" فرزانہ بولی۔
 "یہ کیسے کہہ دیا تم نے۔ ابھی تو صرف پرانے پانچ بیجے ہیں،
 جب کہ وہ پانچ بیجے آتے ہیں۔"
 "پانچ نہیں کیا بات ہے۔ میرے دل نے مجھ سے یہ بات کی
 ہے کہ آج وہ وقت پر نہیں آئیں گے۔"
 "خیر۔ دیکھتے ہیں۔ تمسارا دل کس حد تک درست کھاتا ہے۔"
 محمود بولا۔

"فاروق کی بات درمیان میں رہ گئی۔"
 "ہاں فاروق بتاؤ۔ کیا ہوا ہے؟"
 "آج میرا ماہا نلک رہا ہے۔ میرے اوسان خطا ہوئے جا رہے
 ہیں۔ شی گم ہوئی جا رہی ہے۔ اور جیوں کے نیچے سے نہیں فلی جا۔"

رہی ہے۔ آسمان گھوٹا محسوس ہو رہا ہے۔“
”تب تو تمہارے لئے فوری طور پر ڈاکٹر کو بیانہ ہو گا۔“ محمود
اکل ڈاکٹر قاضل کو فون کرو۔“
”اوہ ہاں اچھا۔“ محمود نے کہا اور فوراً فون کی طرف دوڑا۔
تمہارا خیال یا اکل غلط ہے۔ مجھے ڈاکٹر کی نہیں، تسلی کی
ضورت ہے۔ ایجاد کی آمد کے بعد ان الفاظ کی ضرورت ہے آج
کوئی کلام نہیں۔ کوئی خاص بات نہیں۔ ہمارے ذمے کوئی کس
میں ہے۔“

”اوہ۔ تو تم۔ کیس سے گھبرا رہے ہیں۔“
”یہ بات نہیں۔ کیس سے تو میں گھبرا تاہی رہتا ہوں۔ میں
آج کی گھبراہٹ بت انوکھی گھبراہٹ ہے۔ میں اس گھراہٹ کو کوئی
معانی نہیں پہنچا رہا۔“

”اڑے تو اسے قبض شلوار پہناؤ۔“ محمود نے مشورہ دیا۔
”میرا مذاق ازاز ہے ہو۔“ فاروق نے اسے گھورا۔

”نہیں۔ تمہارا مذاق تو ہرگز کوئی اڑانے کی چیز نہیں
ہے۔“ فرزانہ پت سے بولی۔

”تو کیا محمود کا مذاق اڑانے کی چیز ہے؟“ فاروق نے فوراً پوچھا۔
”اب تم سے کون مخفی مارے۔ کیس کے نام سے اگر جان نکلی
جاری ہے۔ اور باخوبی کے طویل اڑے جا رہے ہیں۔ تو تم نہ چانا

ہمارے ساتھ۔۔۔ ہم خود بیٹ لیں گے کیس سے۔“ فرزانہ نے جملے کے
انداز میں کہا۔

”حد ہو گئی۔ تم تو اس طرح کہ رہی ہو۔ مجھے ہمیں کوئی
کیس مل آئیا ہو۔“ محمود نے اسے گھورا۔

”ایسا تو ہو گا یہی خیز۔“

”جب ایسا ہو کر رہے گا تو پھر اس میں گھبرانے کی کیا بات
ہے۔“ فرزانہ نے مند بنا کیا۔

”اپنے پتا نہیں۔ میں کیا جاؤں۔ گھبرانے کی بات کس میں
ہے۔“

”دست تحریرے کی۔“ محمود نے جھلا کر ران پر پا تھا مارا۔
میں اس وقت دروازے کی گھنٹی بیکی۔ تینوں نے ایک دوسرے
کی طرف دیکھا۔

”یہ گھنٹی ایجاد نے نہیں بھالی۔“ فاروق نے ڈرے انداز میں
کہا۔

”ان کے آنے کا تو ابھی وقت ہی نہیں ہوا۔“
”تب پھر سمجھ لو۔ آگیا کیس۔“

”کیسے سمجھ لیں۔۔۔ جب تک دروازہ کھول کر دیکھ نہیں لیتے۔“
یہ کہ محمود انھا اور دروازے کی طرف چلا گیا۔

”م۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے فرزانہ۔۔۔ میں اپنے کمرے میں جا رہا
ہوں۔۔۔“

ہوں اور دروازہ اندر سے بند کر رہا ہوں۔"

"بلاق۔ بزرگ کمیں کے۔۔۔ ویسے جویں اس حد تک ڈرتے آج
تک دیکھا نہیں۔" اس نے جیران ہو کر کہا۔
میں اس وقت محمود نے دروازہ کھول دیا۔

○☆○

چیک کر لیں

رئیس سالاری نے دیکھا۔ ان کے دروازے پر ان کی بیوی بیٹی
نہیں پولیس موجود تھی انہیں اس موقعے پر بہان پولیس کی موجودگی کی
ایک فیصلہ بھی امید نہیں تھی، اسی لئے انہیں جرأت ہوتی تھی۔ ان
میں سب سے آگے ایک سب اپنکے تھے۔ اس نے فوراً رئیس سالاری
کو سلام کیا۔

"بے وقت آمد کی معافی چاہتا ہوں۔۔۔ لیکن ہم مجبور تھے۔"

"میں سمجھا نہیں۔" انسوں نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"ہمیں آپ کے گھر کی ملائی لیتا ہے۔"

"دماغ تو نہیں ہل گیا۔ جانتے نہیں، میں کون ہوں۔"

"بہت اچھی طرح جتاب عالی۔۔۔ لیکن میرے پاس واردت
ہیں۔۔۔ سب اپنکے نے کہا۔

"آپ کا ہم سب اپنکے۔" رئیس سالاری نے اپنے فٹے پر قابو
پاتے ہوئے کہا۔

"غلوم کو توحید احمد کہتے ہیں۔۔۔ مگر سرافرستی سے میرا تمدن

اگر اس کو جھی سے کوئی فرض کسی بھی طرف سے لکھا۔ اسے گرفتار کر لیا جائے گا اور یہ خیال کیا جائے گا کہ آپ نے اس موقعے سے قائدِ اخلاقے کی کوشش کی ہے۔“

”آدمی آپ فرض شناس لگتے ہیں۔“

”انپکٹر جیشید کے ماتحت اور فرض شناس نہ ہوں، یہ ہوئی نہیں سکتا۔“ اورہ مسکرا یا۔

”میک ہے۔۔۔ آپ شوق سے ایسے آدمی کو گرفتار کر لجھے گا۔“
اس نے کہ میرے گھر میں ایسا کوئی فرض موجود نہیں ہے۔“

”اوکے خر۔۔۔ اس نے سرہلا یا۔“

رئیس سالاری اندر آئئے۔ مارے الجھن کے ان کا برا حال تھا۔

”کیا بات ہے میرے دوست سالاری؟“ میک نے الجھن کے عالم میں کہا۔

”بھی ہاتا ہوں۔۔۔ میں پسلے ایک فون کروں گا۔“ وہ پریشان آواز میں بولے پھر انہوں نے آئی جی شیخ نثار احمد کے نمبر ملائے۔۔۔ دوسری طرف سے فوراً ان کی آواز سنائی دی۔

”یہ میں ہوں شیخ صاحب۔۔۔ رئیس سالاری۔“

”اوہ سر۔۔۔ آپ؟“ آئی جی صاحب کی آواز میں گھبراہٹ تھی۔

”ہاں شیخ صاحب۔۔۔ یہ سب کیا ہے۔۔۔ آپ نے میری کو جھی کی

ہے۔۔۔“

”ٹلاشی کس بنانا پڑی جا رہی ہے۔۔۔ انہوں نے پوچھا۔

”ہمیں اطلاع ملی ہے کہ ایک غیر ملکی چاؤں آپ کے گھر میں چھپا ہوا ہے۔۔۔ بلکہ آپ نے اسے پناہ دے رکھی ہے۔۔۔ توحید احمد نے سنجیدہ لبجے میں کہا۔

”ٹلاٹ۔۔۔ باکل ٹلاٹ۔۔۔ وہ ناخوٹگوار انداز میں بولے۔۔۔“

”اگر آپ ٹلاشی نہیں دینا چاہتے۔۔۔ تو انپکٹر جیشید صاحب سے فون پر بات کر لیں۔۔۔ اس کیس کے اچارچا دہ ہیں۔۔۔ اور انہوں نے آئی جی شیخ نثار احمد صاحب سے آپ کے گھر کی ٹلاشی کے وارثت حاصل کئے ہیں۔۔۔ اس نے جلدی جلدی کہا۔

”تب پھر میں شیخ صاحب سے کیوں نہ بات کروں۔۔۔ انہوں نے براسانہ بنا یا۔۔۔“

”جیسے آپ بہتر خیال فرمائیں۔۔۔ مجھے تو ان میں سے کوئی بھی اگر یہ کہہ دیں کہ ٹلاشی نہ لو۔۔۔ تو میں میں سے لوٹ جاؤں گا۔“

”بہت خوب! آپ نیمیں نہیں۔۔۔“
”ضور سر۔۔۔ کیوں نہیں۔۔۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھیں۔۔۔“

”توحید احمد مسکرا یا۔۔۔“

۱ ”اور وہ کس بات کا؟“

”میرے ماتحت آپ کی کوئی جھی کے چاروں طرف موجود ہیں۔۔۔“

ٹلاشی کے وارثت چاری کئے۔

”سراس سلسلے میں کچھ نہیں تباہ سکوں گا۔ کیونکہ مجھے کچھ معلوم ہی نہیں ہے۔ ہاں انپکڑ جیشید ضرور دشمنی ڈال سکتے ہیں۔“
”اگر آپ کو کچھ معلوم ہی نہیں ہے.... تو پھر آپ نے وارثت کیسے چاری کر دیے۔“

”انپکڑ جیشید کے مجدور کرنے پر۔“

”لکھیاہہ آپ کے آخری ہیں؟“ انہوں ناخن ٹکوار انداز میں کہا۔
”نہیں سر۔ لیکن انہیں ملک کے صدر کی طرف سے کچھ ایسے اختیارات ہیں کہ میں انکار نہیں کر سکتا۔“

”اچھی بات ہے۔ میں ان سے بات کر لیتا ہوں.... ابھی تو وہ دفتر میں ہوں گے ہا۔“

”جی ہاں! وہ دوسروں سے ایک گھنٹے بعد دفتر سے جاتے ہیں۔۔۔“

قریب پر نہ پائیج بیجے۔

”مٹکری۔ شاید آپ کو پھر فون کروں۔“

”ضرور سر۔ میں یہیں موجود ہوں۔“

فون بند کر کے انہوں نے انپکڑ جیشید کے قبر طائے اور پھر سلسلہ میں پر انہوں نے انپکڑ جیشید کی آواز سنی۔

”انپکڑ جیشید بات کر رہا ہوں۔ میرے لئے کوئی خدمت؟“

”لووہ میں وہیں سالاری ہوں۔“

”اوہ۔ سر آپ۔“

”سہاں آپ کے ایک ماتحت موجود ہیں۔ میرے گھر کی ٹلاشی لیتا چاہتے ہیں۔“

”ہاں سر۔ میں بات ہے۔ آپ کے گھر کی ٹلاشی خود آپ کے حق میں بہتر ہے۔ کیا آپ ٹلاشی دنبا پسند نہیں کرتے۔“

”یہ بات نہیں۔ لیکن بلاوجہ ٹلاشی کی کیا عکس ہے۔ اور پھر آپ اخبار والوں کو تو جانتے ہی ہیں، بیجہ بیجہ سرخیاں لکھیں گے۔“
”جی ہاں! یہ تو ہے۔۔۔ دیکھئے۔ اگر آپ ٹلاشی نہیں دیتا چاہتے تو میں مجدور نہیں کروں گا۔ لیکن یہ بات ہے آپ کے حق میں۔۔۔“
”میرے ایک خاص کارکن نے مجھے خبر دی ہے کہ آپ کے گھر میں اس وقت ایک غیر ملکی شخص موجود ہے۔“

”ارے تو کیا یہ کوئی جرم ہے۔“

”جرم نہیں ہے سر۔ لیکن اس شخص کے پارے میں میرے ایک اور کارکن نے مجھے ایک اور خبر دی ہے۔۔۔ جب میں نے دونوں خبوبوں کو ملایا تو میں ٹلاشی لیتے پر مجدور ہو گیا۔۔۔ ورنہ آپ پر ہمیں کوئی شک نہیں ہے۔۔۔ اور اگر آپ اس شخص کے پارے میں پوری طرح مطمئن ہیں۔۔۔ تو میں اپنے ماتحت کو واپس بala لیتا ہوں۔“

”ہاں! میں سو فیصد مطمئن ہوں۔“

”کیا آپ مجھے اس کے پارے میں کچھ بہانا بھی پسند نہیں کریں“

گے۔

"وہ میرے بہت اچھے دوست ہیں..... ایک موقع پر انہوں نے
میری بہت مدد کی تھی..... اپنے ملک میں۔"
"اس واقعے کی تفصیل بھی سناؤں۔ آپ کا شکرگزار ہوں
گا۔"

"چھپی بات ہے۔"

یہ کہہ کر انہوں نے تفصیل سنادی۔۔۔ انپکٹر جشید خاموشی سے
شنت رہے۔۔۔ پھر ان کے خاموش ہونے پر بولے۔۔۔

"آپ کے لئے میرا ایک مشورہ ہے۔"

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ آپ سب انپکٹر توحید احمد کو تلاش لینے دیں۔۔۔ دراصل
تلاش کا تو بس ایک بہانا ہے۔۔۔ میں تو اس غیرملکی پر ایک نظر ڈالتا
ہے۔۔۔ آپ بے قلر رہیں۔۔۔ اخیارات میں کوئی خبر نہیں لگے گی۔"

"بیسے آپ کی مرضی۔۔۔ ویسے مجھے خوشی ہوئی۔۔۔ آپ اس حد
تک چوکے رہتے ہیں۔"

"یہ میری ذہینی ہے۔۔۔ وہ سکرا دیے۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ میں توحید احمد کو بتا رہتا ہوں۔"

"ضرور۔۔۔ کیوں نہیں سمجھیں۔۔۔ اور آپ کا شکریہ۔۔۔ اور میں آپ
سے محتاج بھی چاہتا ہوں۔"

"نہیں۔۔۔ کوئی بات نہیں۔۔۔" بولے۔

پھر فون رکھ کر باہر آئے، توحید ان کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ انہیں
آتے دیکھ کر ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔۔
"ہاں جاتا ہے، آکیا رہا۔"

"انپکٹر جشید نے کہا ہے کہ اگر میں تلاشی نہ دینا چاہوں تو
ٹھیک ہے۔۔۔ ہم نہیں لیں گے، لیکن ساتھ ہی انہوں نے ایک بات
کہی۔۔۔ اس کی روشنی میں میں تلاشی دیسے پر تیار ہو گیا ہوں۔۔۔ لفڑا
آپ ضرور تلاشی لیں۔۔۔ بلکہ آئیجے۔۔۔ میں خود آپ کو ساری کوئی دلخا
دینا ہوں۔"

"شکریہ! بھی بہتر رہے گا۔"

"وہ توحید احمد کو اندر لے آئے۔۔۔ اس نے اپنے ماتحتوں کو باہر
تھی تھرنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔ رئیس سالاری انہیں کوئی کا ایک ایک
کرہ اور ایک ایک حصہ دکھاتے ہوئے آخر کار اپنے کمرے میں داخل
ہوئے۔۔۔ یہاں میک موجود تھا۔۔۔ اس کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھتے
ہوئے توحید احمد بولا۔

"یہ کون صاحب ہیں سر؟"

"میرے دوست۔۔۔ میرے صمکان۔۔۔ مژہ میک۔"

"اوہ اچھا ہے۔۔۔ کیا آپ پہلے سے مژہ میک سے واقف ہیں۔۔۔ اور
ان کا یہاں آتا پہلے سے ملے تھا۔"

نئے صورت حاصل معلوم کرنے کے لئے بھج دا گیا۔ کیا یہ کوئی بھی
بات ہے؟" توحید احمد نے دوستان کے عالم میں گلک
"بالکل نہیں۔ لیکن میں ان کا دوست ہوں۔" میک سفر کرایا۔
"آپ ابھی تک نہیں سمجھے مسٹر میک۔" توحید احمد سفر
کیا مطلب۔ میں کیا نہیں سمجھا ہملا؟"

"میک ہام کے ایک صاحب ہمارے سالاری صاحب کے دوست
ہیں۔ ان کی دعوتی کسی طرح ہو گئی تھی۔ لیکن کیا اس وقت ایسا
نہیں ہو سکا مسٹر میک کہ آپ کے میک اپ میں کوئی اور آگیا ہو اور
اس کا ارادہ تیک نہ ہو۔"

"اوہ... اوہ۔" میک اچھل پڑا۔

"ہیں۔ اصل میں تو ہم یہ اطمینان چاہیج تھے۔ سالاری
صاحب۔ آپ کی مقامات ہیون ملک مسٹر میک سے کسی مطلعے میں
ہوئی۔ وہ آپ کے دوست بن گئے اور آج اپناں۔" یہاں آپ
کے پاس پڑے آئے۔ میک بات ہے ٹا۔"

"بالکل بھی بات ہے۔" سالاری صاحب پولے۔

"لیکن اس بات کی کیا گارنتی ہے کہ یہ اصل مسٹر میک ہیں۔"
کیا۔ نہیں۔" وہ چلائے۔

"چد لئے کے لئے سنائی طاری ہو گیا۔ وہ ایک دوسرے کی
طرف دیکھتے رہے۔ آخر کار رئیس سالاری پولے۔

"میں ان سے پہلے سے واقعہ خود ہوں، لیکن ان کا یہاں
آنے کا پہلے سے پروگرام ملے نہیں تھا۔ اپنی اپناں آتا پڑا۔"
"مسٹر میک۔ کیا آپ سے کچھ پوچھ سکا ہوں؟" توحید احمد نے
کہا۔

"آپ کی تعریف؟" میک نے رئیس سالاری کی طرف رکھا۔
"یہ مگر سرافرازی کے سب اپنکی توحید احمد ہیں۔ میرے گمرا
کی ٹھانی لینے آئے ہیں۔"

"ٹھانی اور آپ کی۔ میرے دوست آپ نے تمباکا ہے کہ
آپ ذریعہ داخلہ کے چیف سکریٹری ہیں۔"

"کی ہاں! میں چیف سکریٹری ہوں۔ لیکن میں بھی اپنے ملک
کے قانون کا پابند ہوں۔ اگر قانون کو مجھے پر کوئی تک ہے۔ تو پھر
میرے گمراکی بھی ٹھانی لی جا سکتی ہے۔"

"آپ پر قانون کو کیا تک ہے؟" اس نے جرجن ہو کر پوچھا۔
انہوں نے الجھن کے عالم میں توحید احمد کی طرف رکھا، یہی
کہ رہے ہوں۔ اب میں ان سے کیا کوئی۔"

"میں عرض کرتا ہوں۔ ہمیں اطلاع ملی تھی کہ سالاری صاحب
کے گمراہیں ایک عدد غیرملکی شخص موجود ہے۔ اب یہ ایک
سرکاری عہدیدار۔ عہدیدار بھی بست خاص حکم کے۔ یعنی کسی غیرملکی
نگنس کا ان سے مالک کے حق میں خلداں بھی ہو سکا ہے۔"

میک تے من بنایا۔

"لیکن اس میں میرا کیا قصور ہے... مجھے تو معلوم بھی نہیں تھا کہ یہ صاحب یہاں اٹھریف لے آئیں گے۔ سب کچھ آپ کے سامنے ہوا ہے۔"

"بُن بی میرا فیصلہ ہے۔"

"آپ سن رہے ہیں مسٹر توحید الحمد۔"

"لیں سو۔ آپ اگر چاہتے ہیں کہ میں اپنیں چیک نہ کروں... تو میں یہیں سے واپس لوٹ جاتا ہوں۔"

"اب یہ بھی میرے لئے ملکن نہیں۔ میں اپنا اچھی طرح اطمینان کرنا پسند کروں گا۔"

"پاکل فحیک... لیکن تم چاہتے ہیں سر۔"

"خیر چیک کر لیں۔ اس کے بعد دیکھا جائے گا۔"

"میں اپنی بات پر عمل کروں گا۔" میک نے فوراً کہا۔

"آپ پسلے چیک کریں۔"

توحید الحمد اس کی طرف پوسٹھائی تھا کہ وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

○☆○

"اب میں سمجھا۔ اپکر جشید کیا چیز چیک کرنا چاہتے تھے.... وہ واقعی بہت دور اندریش ہیں۔ واقعی مجھے نہیں معلوم۔" = اصل سڑ میک ہیں یا نہیں۔"

"مسٹر ریکس سالاری۔" یہ آپ نے کیا کہ دوا۔" = "جلا اٹھے"

"مجھے انہوں ہے۔ آپ کو کم ازاں اطمینان تو کرنا ہو گا کہ آپ اصل میک ہیں۔ کیونکہ میرے گھر میں بھی اس وقت کی اہم فائلیں موجود ہیں۔ ان فائلوں پر مجھے رات گئے تک کام کرنا پڑتا ہے۔"

"بہت خوب! آخر کار آپ نے یہ بات کہہ ہی وی۔" جو اپکر جشید ہی فحص آپ سے کسلوانا چاہتے تھے۔ خیر۔ آپ اپنا اطمینان کر لیں۔ لیکن۔ ایک بات اور ہے۔" میک نے بات عجیب سے انداز میں کہا۔

"اور وہ کیا مسٹر میک؟" توحید الحمد پر سکون آواز میں بولا۔ "اگر میں اصلی میک ثابت ہو گیا تو پھر آپ کے ہاں قیام نہیں کروں گا۔ اٹھ کر کسی ہوشی میں چلا جاؤں گا۔"

"تن نہیں۔ نہیں مسٹر میک۔" یہ آپ میرے ساتھی ظلم کریں گے۔ وہ تیز آواز میں بولے۔ "اگر یہ ظلم ہے۔ تو اس ظلم پر مجھے آپ نے مجبور کیا ہے۔"

آج کا خوف

محود نے دیکھا..... دروازے پر ایک غیر ملکی کھڑا تھا۔
”آپ کی تعریف؟“ محود نے جرجن ہو کر پوچھا۔
”میرا نام ہارڈی ہے۔ ہارڈی پاؤ لے۔“
”چھا تو پھر؟“

ایک بہت ضوری سلٹے میں مجھے اسکلر جسید سے ملتا ہے۔“
”وہ ابھی دفتر سے نہیں لوٹے۔ لیکن آئندے ہی والے ہیں۔“
”تب پھر مجھے اجازت دیں۔ میں ان کا انتظار کر لوں۔“
”پھر ضور۔ آپ تشریف لائیں۔“ اس نے کما اور ملا قاتی کو
ڈرائیکٹ روم میں لے آیا۔
”تشریف رکھتے۔ کیا آپ ہننا پسند کریں گے کہ آپ کو ان
سے کیا کام ہے؟“

”تھی نہیں۔ میں یہ بات انہی کو بتاؤں گا۔“
”اگر کام بہت فوری تو عیت کا ہے۔ تو میں انہیں فون کر دوں

33

۔ شیس۔ انہیں اپنے پوگرم کے مطابق آئے دیں۔“
”اچھی بات ہے۔۔۔ آپ نے کیا نام بتایا؟“
”جی۔۔۔ ہارڈی پاؤ لے۔“
”شکریہ۔“ اس نے کما اور دہان سے صحن میں آگیا۔ فرزانہ
کی سوالیے نظریں اس پر جھی جھیں۔
”ملا قاتی کا نام ہارڈی پاؤ لے ہے۔ کوئی غیر ملکی ہیں اور انہیں
ایجاداں سے کچھ بست اہم کام ہے۔۔۔ جو وہ ہمیں نہیں بتا سکتے۔“
”کوئی بات نہیں۔۔۔ ایجاداں کی موجودگی میں بتا دیں گے۔“
فرزانہ نے کما اور پھر بلند آواز میں بولی۔
”قاروں صاحب۔۔۔ آ جاؤ۔۔۔ کوئی خطرہ نہیں ہے۔“
”یہ تم سارا کہتا ہے۔۔۔ میرا خیال ایسا نہیں ہے۔“
”کیا مطلب؟“ دونوں ایک ساتھ بولے۔
”میرا کہنا یہ ہے کہ خطرہ سر پر آ پہنچا۔“
”لیکن ہمیں تو دور دور تک خطرہ نظر نہیں آ رہا۔“ محود بولا۔
”اور تم خطرہ محسوس کر رہے ہو؟“ فرزانہ نے کہا۔
”ہاں! میرا مشورہ ہے۔۔۔ ملا قاتی کی نظریوں سے او جمل نہ رہنے
و۔۔۔ اس کے پاس جا کر بیٹھو۔“
”اور تم یہیں خود کو بند رکھو گے۔“ محود کے لمحے میں حرمت
تھی۔۔۔

"باں! میں مجبور ہوں..... میں کچھ خوف محسوس کر رہا ہوں.....
بے پناہ خوف۔"

"جیرت ہے۔ کمال ہے۔ یار تم خوف کی وجہ سے کرے میں
پند ہو گئے ہو۔ گوا تم اب خود غرضی پر اڑ آئے ہو۔"

"فاروق کو ایک بھنگا سالگا۔۔۔ پھر اس نے دلی آواز میں کمال۔

"یاد کرنے محسوس۔ فرزان۔۔۔ یاد کرو۔۔۔" فاروق نے ذرے
ذرے انداز میں کمال۔

"یاد کریں۔ آخر کیا یاد کریں۔۔۔ بھائی کیوں پریشان کر رہے
ہو۔۔۔"

"میں پریشان کر نہیں رہا۔۔۔ ہو رہا ہوں۔۔۔ میں نے کب کما ہے
کہ تم میرے پریشانی میں حصہ دار ہے۔۔۔ لیکن ذرا یاد کرنے کیا ایک بار
اسی طرح ہم سب نے خوف محسوس نہیں کیا تھا۔۔۔ اور کیا اس وقت تم
سب خود غرض شیں ہو گئے تھے۔۔۔ یہاں تک کہ ہم ایبا جان تک کو
چھوڑ کر بھاگ لٹکے تھے۔۔۔ انکل خان رحمان اور پروفسر انکل بھی انکل
پڑے تھے۔۔۔ لیکن پھر۔۔۔ ان حدود سے لٹکے کے بعد خوف کی قید سے
ہم آزاد ہو گئے تھے۔۔۔ اور پھر اس طرف پلت پڑے تھے۔۔۔"

"باں! یہ یاتم تو ہمیں بہت اچھی طرح یاد ہیں۔۔۔ لیکن ان
باتوں کا تمہارے آج کے خوف سے کیا تعلق؟" فرزان نے بے میلن ہو
کر کہا۔

"میں نہیں جانتا۔۔۔ لیکن میں بالکل اسی روز جیسا خوف محسوس
کر رہا ہوں۔۔۔"

"ہاں یاد آیا۔۔۔ وہ خوف تو ایک پھول کی وجہ سے پھیلا تھا۔۔۔
محمور پونڈ لکھ۔

"تب پھر۔۔۔ کیا خب۔۔۔ اس ملاقاتی کے پاس دیسا ی کوئی پھول
ہو۔۔۔ یا پھر اس پھول کے بچ ہوں۔۔۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"تم بھی کمال کرتے ہو۔۔۔ اب کیا پھول کے بچوں سے بھی
خوف پھیلے گا۔۔۔" محمور پہن۔

"بھی پھیلنے کو خوف کس چیز سے نہیں بھیل سکتا۔۔۔" فاروق نے
بھی شاید بھیں کر کہا۔۔۔ لیکن اس کے لیے میں بھی شامل نہیں تھی۔۔۔

"اچھا خب۔۔۔ تمیں اس کرے کی قید مبارک۔۔۔ ہم جا کر اس
ملقاتی کا اس نظر سے جائزہ لیتے ہیں۔۔۔ لور دیکھتے ہیں۔۔۔" میں خوف
محسوس ہوتا ہے یا نہیں۔۔۔ ویسے ہم پوری پوری کوشش کریں گے کہ
ہمیں خوف محسوس ہو جائے۔۔۔

"سیرا ذات اڑا رہے ہو۔۔۔" فاروق نے بھٹائے ہوئے انداز میں
کہا۔

"نہیں۔۔۔ اس وقت ہمیں اتنی فرمٹ کمال کہ تمہارا ذات اڑا
سکیں۔۔۔ یہ بے کار کا کام تو ہم اس وقت کر سکتے ہیں جب بالکل فارغ
ہوں۔۔۔"

"اے میاں جاؤ۔ بڑے آئے میرے ماق کا ماق اڑائے
والے۔ میں بھی تمیں وہ آڑے پاتھوں لوں گا کہ آئے دال کا بھاٹ
معلوم ہو جائے گا۔"

"اور یہ اچھا ہو گا۔" محمود نے فوراً کہا۔ "کیا اچھا ہی
ہو گا؟" فاروق نے پوچھا۔

"یہ کہ ہمیں آئے دال کا بھاٹ معلوم ہو جائے۔ اس لئے کہ
ہمیں آج کل واقعی معلوم نہیں۔ آئے دال کا کیا بھاٹ ہے؟"

"پھر ماق۔ خیرخی۔ کمرے سے نکل کر بنوں گا تم سے۔"
"اچھی بات ہے۔ ہم جا رہے ہیں۔ اور تمہارے کمرے سے
نکلنے کا اختیار کریں گے۔ انہوں نے تم جلد کمرے سے نکل آؤ۔"

"حد ہو گئی۔ تم جاتے ہو یا نہیں۔ یا تین بھوارے جا رہے ہو
اور اوپر وہ کوئی کام دکھایا تو؟"

"تو تم بھی برادر کے ذمے وار ہو گے۔" محمود نے جلا کر کہا۔
"ہرگز نہیں۔ میں تو اس کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے ہی
کمرے میں بند ہو چکا ہوں۔"

"اس کے ہادیوں تم پر ذمے واری عائد ہو گی۔... دیکھ لینا۔"
"اچھا دیکھ لوں گا۔... فی الحال تم تو ملو۔"

"عجیب انسان ہو۔... خود مارے خوف کے کمرے میں بھس گئے
ہو اور ہمیں اس کے پاس بیچج رہے ہو۔" فرزانہ نے تمثلا کر کہا۔

"تصیب اپنا اپنا۔" فاروق بولا۔

"آڈ فرزانہ چلیں۔ اس سے بعد میں بہت لیں گے۔"

"ضرور ضرور۔ کیوں نہیں۔" فاروق خوش ہو گیا۔

"ساری خوشی دھری کی دھری وہ جائے گی۔ بلکہ کر کری ہو
جائے گی۔" محمود نے گویا دھمکی دی۔

"ایک تمیں خوف زدہ ہوں اور پر سے تم اور دھمکیاں دے رہے
ہو۔ کچھ تو تزیی انتیار کرو۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"تزیی اور تم سے۔"

پھر دونوں پیر ٹھنٹھنے ڈراگنگ روم کی طرف مزے ہی تھے کہ نیکم
جیشید کاٹرے والا باحت سامنے آگیا۔

"کیا مہمان کو چائے بھی نہیں پاؤ گے۔" وہ سکرائیں۔

"وکیلے لیں ای بان۔" محمود بولا۔

"کیا دیکھ لوں۔ تمیں دیکھنے کی کافی ہے۔" اور تمیں دیکھنا بھی
کافی ہے۔ انہوں نے جلدی کہا۔

"حد ہو گئی۔ آپ بھی اب ہمارے رنگ میں رکھتی جا رہی
ہیں۔"

"مجھے خریزوہ کرنے کی کوشش نہ کرو۔" انہوں نے گھبرا کر کہا۔
"اک۔ کیوں ای بان۔ کیا بات ہے۔ آپ کو خریزوہ
اچھے نہیں لگتے؟" فرزانہ بولی۔

"وچھے لگتے ہیں۔ لیکن صرف کھانے کی حد تک"۔ وہ بولیں۔
دوتوں خس پڑے اور پھر رئے الحائے ڈرائیکٹر دوم میں داخل
ہوئے۔ ملا قاتل۔ آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔ ان کے قدموں کی
آہت سن کر بھی اس نے آنکھیں نہ کھولیں۔

"سوچے کیا جناب؟"

"لگ کیا۔ نہ نہیں تو"۔ وہ گزیداً گیا اور چوک کر
سیدھا ہو کر چینہ گیا۔

"آپ ہمارے گھر میں اس وقت مہمان ہیں"۔ محمود بولا۔

"شش شکریہ۔ تحریف رکھئے"۔

وہ بینہ گئے۔ محمود اس کے لئے چائے بنانے لگا۔
"آپ نے اپنا نام ہارڈی پاؤ لے بتایا ہے تا۔" فرزانہ نے یونہی
پوچھا۔

"جی ہاں! میرا نام لی ہے"۔

"اور یہ آپ ہمیں بتانا پسند نہیں کرتے کہ آپ کو ہمارے والد
صاحب سے کیا کام ہے"۔

"جی ہاں! میں اپنی ہی بتاؤں گا"۔

"کوئی بات نہیں۔ ہم نے آپ کی بات کا برا نہیں مانتا"۔

فرزانہ مسکرائی۔

"ویسے آپ پریشان لگتے ہیں"۔ محمود نے کہا۔

"ہاں! میں بست پریشان ہوں۔ میرے ساتھ ایک بنت تزادہ
بیوی واقعہ پڑا آیا ہے"۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ بھی میں انکلپ جیشید کو بتاؤں گا"۔

دونوں نے گھری پر نظر سداں۔ پانچ بجتے میں اب صرف پانچ
منٹ باقی تھے۔ گوا اسیں ابھی پانچ منٹ اور انتظار کرنا تھا۔ اوہ رہان
کی الجھن میں اضافہ ہو رہا تھا۔ دونوں نے اس کرے میں آکر بھی
کوئی خوف محوس نہیں کیا تھا۔ اسیں اس بات پر بھی میرت تھی کہ
صرف فاروق کیوں خوف محوس کر رہا ہے۔ ملا قاتل اب چائے پی رہا
تھا۔

"آپ لوگ چائے نہیں پی رہے؟" اچانک وہ بولا۔

"ہم ابھی۔ اپنے والد صاحب کے ساتھ ہیں گے"۔

"ادا اچھا"۔ اس نے کہا۔

"آخر دروازے کی تھیں بھی۔ انداز انکلپ جیشید کا تھا۔ دونوں
ایک ساتھ بولے۔

"بیجھ۔۔۔ ابجاہان آگئے"۔

"اوہ..... بست خوب"۔ وہ سکرا دیا۔

"ہم اپنیں اوہ ری لے کر آتے ہیں"۔

"نہیں نہیں۔ اپنیں کپڑے وغیرہ تبدیل کرنے دیں"۔

"اوہ ایسی کوئی بات نہیں... ہم مکلفات کے عادی نہیں ہیں۔" اب دونوں دروازے پر آئے... جوئی دروازہ کھولا اور السلام علیکم کہا۔ انپر چشید نے علیکم السلام کرنے کے قرار بعد کہا۔ "خیر تو ہے... چڑوں پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں۔" "ایک عدر ملاقاتی آپ کا انتظا کر رہا ہے۔ غیر ملکی ملاقاتی۔" پکھ پہانا چاتا ہے۔ صرف آپ کی موجودگی میں۔" "فاروق نظر نہیں آ رہا۔"

"جوئی ملاقاتی دروازے پر آیا۔ اس پر خوف حملہ آور ہوا کیا۔ اور اس نے خود کو کمرے میں بن کر لیا ہے۔" "کیا مطلب... اور کیا تم دونوں خوف محسوس نہیں کر رہے ہو؟" "تی نہیں... ہم نے اب تک بالکل بھی خوف محسوس نہیں کیا۔"

"جیب بات ہے۔" وہ بڑیڑائے۔

"تی... کیا مطلب... کون تی بات جیب ہے؟"

"خوبو... پتا آہوں۔"

یہ کہ کروہ قارون والے کمرے کے دروازے پر آئے۔

"السلام علیکم فاروق... یہ میں ہوں۔ تکلو باہر۔"

"عن نہیں... میں اس ملاقاتی کے باہر جانے پر ہی دروازہ کھولوں

گا۔"

"ارے! تو کیا تم واقعی خوف محسوس کر رہے ہو؟"

"ہاں بالکل ایجادان۔"

"اچھی بات ہے۔ پسلے میں اس ملاقاتی کو دیکھ لوں۔ پھر جیسیں دیکھوں گا۔"

"ارے باپ رے۔ آپ تو مجھے ڈرائے دے رہے ہیں۔"

"ابھی اور ڈراؤں گا۔"

"مم... مارا گیا بھرتو۔" وہ بولا۔

انہوں نے برا سامنہ ہٹایا اور پھر ڈرانگ روم کی طرف ہوتے۔ جوئی وہ کمرے میں داخل ہوتے۔ انہیں ایک جھنکا سالاگا۔ پر مشتمل پس پڑ گئے۔

"السلام علیکم جتاب۔ انپر چشید آپ کے سامنے موجود ہے۔" وہ بولے۔

"اوہ... شکریہ... میرا انتظار ختم ہوا۔ آپ آئے تو۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"میں اپنے وقت پر آیا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ آئے ہوئے ہیں۔ مجھے اطلاع ہی کی۔" وہ بولے۔

"ہاں ہاں۔ نحیک ہے۔ میں نے ہی آپ کے پچوں کو روک دیا تھا۔" اس نے فوراً کہا۔

"خیر فرمائے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں.... آپ کا نام کیا ہے.... اور کمال سے تشریف لائے ہیں؟"

"میں اپنے ایک گم شدہ بھائی کی تلاش میں آیا ہوں۔"

"گم شدہ بھائی؟" انہوں نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"ہاں۔ گم شدہ بھائی۔"

"میں سمجھا نہیں۔ مہانی فرمائے کہ وضاحت کریں۔"

"جی، بہتر۔ میرا سکا بھائی کسی بات پر ناراض ہو کر کئی سال پہلے گھر سے جاؤ کیا تھا۔ ہم نے اسے بہت تلاش کیا، لیکن وہ کہیں نہ ملا۔ اب اچانک میں نے اس کی تصوری اخبار میں دیکھی۔ تو یہاں چلا۔ وہ یہاں آپ کے محل میں۔ اس شرمن میں موجود ہے۔۔۔ لیکن۔"

کہتے رک گیا۔

"اک۔ کیا مطلب؟"

اچانک اسپکز جیشیہ بست زور سے اچھٹے۔ ان کی آنکھوں میں حرمت اور خوف دوڑ گیا۔ میں اس وقت گھن میں رکھے فون کی گھنٹی پہنچا۔ محمود فوراً اغا اور فون کی طرف لپکا۔

○☆○

دیکھو لو

توحید احمد کی تھوڑی پر ملاقاتی کا ایک بھرپور مکان تھا۔ وہ اس طے کے نئے تھا۔ "تیار نہیں تھا۔ ایک قیادہ امید بھی نہیں کر ملاقاتی ایسا کرے گا۔" وہ تو اس کے چہرے پر میک اپ تلاش کرنے کے لئے آگے پڑھا تھا۔ وہ تیورا کر گرا۔۔۔ اور ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھ مکھی تھی اور ایک ڈاکٹر اس پر چھکا ہوا تھا۔ ڈاکٹر نے اسے آنکھیں کھولتے دیکھا تو فوراً بولا۔

"آپ کو ہوش تو آیا۔ دیسے چوتھت تو اس قدر شدید نہیں تھی۔ پھر آپ بے ہوش کیوں ہوئے؟"

"اس بات پر مجھے بھی حیرت ہے۔۔۔ میں یہاں کیسے پہنچا؟" اس نے اپنی تھل کی عمارت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ریسیس سالاری کے پڑوی آپ سب لوگوں کو یہاں پہنچا کر کے ہیں۔ انہوں نے پہلے اپنی تھل فون کیا۔ ایسے یہ لیکس مٹکا تھیں اور پھر سب کو یہاں پہنچایا۔"

"کیا مطلب۔ کیا میرے علاوہ بھی کچھ لوگ بے ہوش ہوئے

ہیں؟"

"آپ کے سب ماتحت... اور رئیس سالاری صاحب بھی۔ وقت تو ختم ہو چکا تھا۔ لہذا ان کے گمراہ ملنے کا امکان تھا۔ سلسلہ
بے ہوش پائے گئے تھے... دراصل کسی کام سے سالاری صاحب کا ملنے ہی محمود کی آواز سنائی دی۔
پڑوی اوہر گیا تو آپ لوگوں کو لے لیئے دیکھا۔"

"اوہ... یہ بست برا ہوا... وہ نکل گیا۔"
"کون نکل گیا؟" ڈاکٹر نے کہا۔

"ہمیں بے ہوش کرنے والا۔"
اوہ اچھا۔ آپ کے آفسر ایک چکر لگا کر جا چکے ہیں۔ کہا۔

گئے تھے... جو نی ہوش میں آئیں۔ فون کرو جائے۔" "وہ اس وقت ایک ملاقاتی سے ڈرائیکٹ روم میں بات کر رہے
ہیں۔" محمود نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے۔ اسکنر جیشید۔"

"میں ان کا نام نہیں جانتا۔ پولیس کی گاڑی میں آئے تھے۔" "ہو سکتا ہے۔ اس ملاقاتی کے سامنے میرا بیان و دینا مناسب نہ
اس لئے کہ ہم نے آ۔ لوگوں کے یہاں لائے جانے کے بعد پہنچ ہو۔ لہذا آپ ان کے کان میں کہ دیں۔ کہ میں بات کرنا چاہتا
ہیشید کو ارز فون کیا تھا۔"

"اوہ اچھا۔ تب پھر وہاں سے کوئی آفسر آئے ہوں گے۔ من لیجیا چاہیے۔"

اسکنر جیشید صاحب کو تو ابھی اطلاع ہی نہیں ملی ہو گی۔ مہالی (A)
"اچھی بات ہے۔ اس نے کما اور کمرے کے دروازے پر آیا۔
اسکنر جیشید صاحب کو فون کریں۔ یا فون یہاں ملکوادیں۔ میں

انہیں فون کر دیا ہوں۔ معاملہ بست بیس ہے۔ ایک بست خدرا۔
مجرم ہمیں پورے گیا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ فون میں آجائما۔"

مکن میں آکر انہوں نے سوالی انداز میں محمود کی طرف دیکھا۔

"توحید احمد"۔

"اوہ اچھا"۔ انہوں نے سکون کا سانس لیا اور پھر رسیجر ادا
لیا۔
"ہیں توحید۔ کیا رہا اس کام کا۔ جس کے لئے جسیں بھکا
گیا"۔

"میں اس سلطے میں روپرٹ دنچاہتا ہوں"۔

"اچھی بات ہے۔ سناؤ روپرٹ"۔

توحید احمد نے جلدی جلدی تفصیل سنادی۔ جو نہیں وہ خاموش
ہوا، انپکٹر جمشید مارے جوت کے پولے

"تن نہیں۔ نہیں"۔

"گلک۔ کیا ہوا سر؟"

"یہ اچھا نہیں ہوا تو حید احمد۔ جسیں ہر طرح مختال رہتا ہا ہے
تھا"۔

"جیسے الفوس ہے سر۔ میں میں سچ بھی نہیں سکا کہ ایسا بگ
ہو سکتا ہے"۔

"سر افرسانی کے کاموں میں یہ بات تو سوچتی ہی نہیں ہا ہے کہ
ایسا نہیں ہو سکتا اور ویسا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ سوچنا ہا ہے کہ س
چکھے ہو سکتا ہے۔ خیر گھرنے کو۔ اور ابھی ویسی نصبو۔ قیومی
آنے کے لئے جلدی نہ کریں۔ تماری اور تمہارے ساتھیوں کی تحری

دن کی چھٹی سنکھوں"۔

"جیسے اس چھٹی کی ذرا بھی خوش نہیں ہوئی سر"۔

"اوہ..... کوئی خیال نہ کرو بھی"۔ انہوں نے ہنس کر کہا اور
فون بند کر دیا۔ پھر دہ ڈرائیکٹ روم کی طرف بڑھے۔ محمود اور فرزان
کو اشارہ کیا کہ وہ بھی ذرا ایک روم میں آ جائیں"۔

تینوں اندر داخل ہوئے۔ ملاقطی ہوں کا توں یہاں تھا۔

"اپ میری بات سن کر چوک کیوں کیوں اٹھے جاذب۔ میں کچھ
کچھ نہیں سکا۔"

"میں بعد میں وضاحت کروں گا۔ پسلے آپ اپنی بات پوری کر
لیں"۔

"اوہ اچھا۔ میں نے اپنے بھائی کی تصویر اخبار میں دیکھی۔
ساتھ میں شائع ہونے والی خبر پڑی۔ پھر میں اس طرف دوڑ آیا۔
یہاں آکر معلومات حاصل کیں۔ وہ بری طرح پھنس پکا ہے"۔

"آپ کن کی بات کر رہے ہیں۔ وضاحت کریں"۔

"جیکھ پاغڑے کیں۔ وہ یہاں دفتر خارجہ میں طازم ہو گیا تھا۔
لیکن اب اسے گرفتار کر لایا گیا ہے۔ اس پر چند سرکاری راز چوری
کرنے کا الزام ہے"۔

"اب میں سمجھا۔ آپ کس کی بات کر رہے ہیں۔ لیکن مزr
پاؤ لے۔ آپ غلط جگہ پر آ گئے ہیں۔ اس سلطے میں بھلا میں کیا کر

لکھوں..... یہ معاملہ تو اب خالص عدالتی معاملہ ہے۔"

"میں نے ساہے..... آپ بہت اختیارات کے مالک ہیں۔"

"لیکن میرے اختیارات عدالتی معاملات میں دخل اندازی نہیں کر سکتے۔" انسوں نے منہ بھایا۔

"اس کے باوجود میں جانتا ہوں کہ آپ بہت کچھ کر سکتے ہیں۔" "میں اگر کر بھی سکتا۔ تو بھی نہ کرتا۔ اس لئے کہ میں اپنے ملک کے راز چرانے والوں کے لئے کوئی ہمدردی اپنے اندر نہیں رکھتا۔"

"لیکن یہ صرف الزام ہے۔ اس لئے کوئی راز نہیں چلا۔"

اس نے جھٹا کر کہا۔

"اگر یہ صرف الزام ہے۔ تو پھر اس بات کو عدالت میں ثابت کریں۔"

"اف۔۔۔ آپ نہیں سمجھیں گے۔۔۔ جب پانی سر سے گزر جائے گا۔۔۔ اس وقت سمجھیں گے۔" اس نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔ پانی سر سے گزر جائے گا۔۔۔ کس کے؟"

"آپ کے سر سے۔"

"یہ آپ کبھی پاتھی کر رہے ہیں۔۔۔ میرا اس معاملے سے کہ تعلق۔۔۔ اور میرے سر سے کیون گزرنے لگا پائی۔"

"گزر سکتا ہے۔" اس نے پر اسرار انداز میں کہا۔

"اچھی بات ہے۔۔۔ جب پانی سر سے گزر جائے گا۔۔۔ میں خود آپ سے بات کر لوں گا۔"

"تو کیا میں جا سکتا ہوں۔"

"ہاں! جب آپ کو یہاں کوئی کام نہیں رہ گیا۔ تو آپ جائے ہیں۔"

"مٹکریں۔۔۔ آپ کو آج کی ملاقات یاد رہے گی۔۔۔ ملکہ ہار بار یاد آئے گی۔"

"کیا مطلب۔۔۔ کیا آپ مجھے دھکی دے رہے ہیں؟"

"نہیں۔۔۔ یہ دھکی نہیں۔۔۔ اطلاع ہے۔"

"تب اس اطلاع کے لئے مٹکریں۔۔۔ وہ سکرائے

وہ ایک جھٹکے سے انداز اور کھڑا ہو گیا۔۔۔ اسکے بعد جسید نے نظر بھر کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اپنی گھری میں لگا ایک بن دیا۔۔۔ اس

کام مطلب تھا۔۔۔ باہر موجود خفیہ فورس کا ایک آدمی ہوشیار ہو چاہئے اور اس کا تعاقب کرے۔

ملقاتی براسامنہ نہاتے ہوئے باہر نکل گیا اور انہوں نے دروازہ بند کر لیا۔

"آپ نے اسے جانے دیا۔"

"ہاں! فی الحال اسے یہاں دو کئے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔۔ نہیں تو دیکھنا یہ ہے کہ وہ اب کیا کرتا ہے۔۔۔ کہاں جاتا ہے۔۔۔ نہیں تو اس کا

تعاقب کرے گا۔

"بہت خوب۔ یہ ہوئی نایات۔" - محمود نے کہا۔

"اور آئے۔ زرا۔ فاروق کی خبر لیں۔"

"بہت بہت شکریہ ایا جان۔" فرزانہ نے خوش ہو کر کہا۔

"کیا مطلب۔ شکریہ کیسا؟"

"اس بات کا کہ آپ نے فاروق کی خربیتے کا فیصلہ کر لیا ہے۔"

"تم غلط سمجھیں۔ میرا مطلب تھا۔ اس کا حال پچھیں۔"

اب وہ کیا محسوس کر رہا ہے۔ اگر وہ حق چیخ خوف نہ دت ہوتا تو ہرگز

اس طرح کرے میں بندت ہوتا۔ میں اسے اپنی طرح جانتا ہوں۔"

"اوہ۔ دونوں حران رہ گئے۔"

"فاروق ذروازہ کھول دو۔ وہ جا چکا ہے۔"

"جی نہیں۔ وہ ابھی نہیں گیا۔" اندر سے فاروق بولا۔

"جی نہیں۔ کہہ جائیں۔" اپنے جشید سے بولا۔

مٹہ بٹایا۔

"اور میں نے آپ کو بتایا ہے۔ وہ ابھی نہیں گیا۔ آپ کہا تھیں۔" محمود جھلا اخواز۔

"ابھی کہا۔ کر رہا ہوں۔ ہاں تو تم گھر کی تلاشی لے ڈالو۔"

"کیا بات کرتے ہو۔ ہم نے خود ابھی ابھی اسے رخصت کا بیان کو ذروازے کے پاس ہی پھوڑ دی۔" اس نے فوراً کہا۔

"یہاں کیوں پریشان کرتے ہو۔ وہ جا چکا ہے۔" اپنے جشید سے بولا۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ وہ بیٹیں ہے۔ وہ دست میں اب نہیں ٹکل آکر کہا۔"

خوف کیوں محسوس کرتا۔" - فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"تب پھر تم وہم کا شکار ہو گئے ہو فاروق۔ وہ جا چکا ہے۔"

ذروازہ کھول دو۔" اپنے جشید سکراتے۔

"اگر آپ کہتے ہیں۔ تو میں ذروازہ کھول دھا ہوں۔ لیکن میں

جانتا ہوں۔ مجھ سے ذروازہ کھلوا کر آپ طفلی کریں گے۔"

"بھی آج تو تم ضرورت سے زیادہ عجیب ہاتھی کر رہے ہو۔"

میرا خیال ہے۔... ہمیں اس حد تک عجیب پاؤں کی ضرورت نہیں۔ کیا

خیال ہے فرزان۔"

"پاکل نجیک خیال ہے۔" فرزان نے فوراً کہا۔

"لیکن ان کا فیصلہ کرنے والی تم کون ہو؟"

"کس کا فیصلہ۔"

"اس کا فیصلہ کر۔... خیال پاکل نجیک ہے یا نہیں۔" فاروق

جسی میں نے کہا ہے۔ کہ وہ جا چکا ہے۔" اپنے جشید سے بولا۔

"کر پچھے تم ادھر ادھر کی ہاتھی۔ اور کوئی کام نہیں آتا۔"

"اوہ میں نے آپ کو بتایا ہے۔ وہ ابھی نہیں گیا۔ آپ کہا تھیں۔" محمود جھلا اخواز۔

"ابھی کہا۔ کر رہا ہوں۔ ہاں تو تم گھر کی تلاشی لے ڈالو۔"

"کیا بات کرتے ہو۔ ہم نے خود ابھی ابھی اسے رخصت کا بیان کو ذروازے کے پاس ہی پھوڑ دی۔" اس نے فوراً کہا۔

"یہاں کیوں پریشان کرتے ہو۔ وہ جا چکا ہے۔" اپنے جشید سے بولا۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ وہ بیٹیں ہے۔ وہ دست میں اب نہیں ٹکل آکر کہا۔"

"اگر وہ جا چکا ہے... تو پھر میرا خوف کیوں نہیں گیا۔" - قادری

بولتا

"یہ تم اپنے خوف سے پچھوئو۔"

"حد ہو گئی۔" - قادری کی جلی کشی آواز سنائی دی۔

"میرا خیال ہے۔" - تم دونوں گمراہی طلاشی لے لی لو۔

"اوکے۔" - دونوں ایک ساتھ بولے۔

"میں بیسی نہرتا ہوں۔"

رونوں نے سر ہلاکا اور پلے گئے۔ اور اسپکٹر جسید نے قادری

سے کہا۔

"وہ طلاشی لینے کے لئے جا چکے ہیں۔" - اب تم دروازہ کھول سکتے

ہو۔"

"میں تو مشکل ہے اب ابا۔"

"دیں مطلب۔ کیسی مشکل؟" اسنوں نے چوک کر کہا۔

"یہ کہ۔ میں دروازہ نہیں کھول سکا۔"

"حد ہو گئی۔" - آخر کیوں نہیں کھول سکتے۔

"س لئے کہ وہ ابھی بیسی ہے۔ اور جب تک وہ اس کہا

ہے۔ میں دروازہ نہیں کھولوں گا۔"

"اچھی بات ہے۔ اب ہمیں پلے چیک ہی کر لینے دو۔"

تموزی دیر بعد محمود اور فرزانہ وہاں آگئے۔

" قادری۔ کا خیال نلا ہے اب ابا۔"

"کیا مطلب؟" - وہ چوکے

"مطلب یہ کہ گمراہی کوئی بھی نہیں ہے۔ ہم پورا چھین کر
چکے ہیں۔"

"تو کے۔ اگر آپ لوگ پورا اطمینان کرچکے ہیں تو گمراہی میں آ
جاتا ہوں۔" - لیکن کہا میں اب بھی بھی ہوں۔ کہ گمراہی وہ اب تک
 موجود ہے۔ کیا نہیں۔"

"کیا تم یہ کہتا چاہیے ہو قادری کہ وہ کوئی لہاظ جیسا انسان ہے،
جو ہمیں نظر نہیں آ رہا۔" - لیکن الکی بات نہیں ہے۔ ہم سے جو شخص
ملنے کے لئے آیا تھا۔ وہ ہمیں نظر آتا رہا ہے۔ اور ہم اسے
دروازے پر رخصت کر کے دروازہ اندر سے بند کر کے لوٹے تھے۔
اب بھی تمہارا اطمینان ہوا یا نہیں؟" - محمود نے جھلانے ہوئے انداز میں
کہا۔

"نہیں۔ بالکل نہیں۔"

"ایا!!!!" - وہ ایک ساتھ بولے۔ اس بارہ تو اسپکٹر جسید بھی
چلائے تھے۔

"ہاں۔" - وہ اب تک گمراہی ہے۔ خیر میں باہر آ رہا ہوں۔ نہ
جلنے کیا بات ہے۔ میرا خوف کسی حد تک کم ہو گیا ہے۔ اگرچہ تم
نہیں ہوا۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے دروازہ کھول دیا۔

"تب پھر تم خود سارے گھر میں دیکھ لو۔"

"اس کی ضورت نہیں۔"

فاروق نے سرسری آواز منہ سے نکالی۔ اب پھر اس کے

چہرے پر بے چہہ خوف نظر آیا۔

○☆○

کیا!!!

وہ چند لمحے تک فاروق کو گھورتے رہے۔ پھر اپنے جشید نے
کہا۔

"تم نے کیا کہا فاروق اس کی کوئی ضورت نہیں۔ یعنی گھر کی
ٹلاشی یعنی کی۔"

"ہاں ایجاداں۔ اگر وہ آپ لوگوں کو نظر نہیں آیا تو مجھے کیا نظر
آئے گا۔۔۔ میری نظریں فرزانہ سے تجز نہیں ہیں۔۔۔ آپ فوراً پروفیسر
اکل کو فون کریں۔۔۔ وہ اپنی ساتھی آنکھوں سے دیکھیں گے۔"
"یار مذاق ترکڑو۔۔۔ اپنے جشید بولے۔"

"یہ مذاق نہیں ہے ایجاداں۔۔۔ میں موت کی حد تک جنیدہ
ہوں۔۔۔"

"تمہارا مطلب ہے۔۔۔ یہ جاننے کے لئے کہ ملا قاتی ہمارے گھر
میں کمال چھا ہوا ہے۔۔۔ ہم یہاں پر پوفیسر صاحب کو جاناں۔"

"یہی ہاں! میں یہی کہنا چاہتا ہوں۔"

"اد کے۔۔۔ ابھی لو۔۔۔ تو ہم یہیں پہل کر بیٹھتے ہیں۔"

نا نہیں۔ فاروق کو وہم ہو گیا ہے۔ ” محمود نے جوان ہو کر کہا۔

” بالکل نہیں ہے۔ اور مجھے وہم کا علاج آتا ہے۔ ”

” لیکن اسی جان۔ وہم کا علاج تو حکیم لقمان کے پاس بھی نہیں
قا۔ ” فرزانہ پت سے بولی۔

” مجھے۔ حکیم لقمان تک جا پہنچے۔ ” فاروق نے یہ اسم انہیاں۔

” مجھنے کام کیا ہے۔ ہم کسی بھی بخشش کئے ہیں۔ ”

” لیکن میرے پاس وہم کا علاج ہے۔ ” حکیم لقمان کے پاس وہم
کا علاج تھا یا نہیں۔ آج کل ہو سیدھی وائے وہم کا علاج بھی کر لیتے
ہیں۔ اور ہمارے گھر میں ہو سیدھی موجود ہے۔ ”

” ہاں واقعی۔ ” اسپلک جشید نے فوراً ان کی تائید کی۔

” تو آپ فاروق کی علمات دیکھ کر ایک خواراک دے دیں گے۔ ”
چاۓ بعد میں پی لیجئے گا۔ ” انہوں نے مشورہ دیا۔

” بہت بہتر بیکم۔ ”

” میں اس وقت دوسرا طرف پروفسر داؤد سے مسئلہ حل چکا تھا
اور ان کے یہ الفاظ ان کے کان میں جا پہنچے تھے۔ ”

” کیا کہا۔ ” بہت بہتر بیکم۔ ” اسی۔ ” میں بیکم کب سے ہو
گیا۔ اور کس کی بیکم۔ ارے۔ ” یہ آواز تو میرے دوست۔ اسپلک
جشید کی ہے۔ ہاں خان رحمان۔ اسپلک جشید کا فون ہے اور وہ مجھے
بیکم کر رہا ہے۔ شاید آج اس کے داش پر بھی بالکل تسامری طرح اڑ

وہ صحن میں آگئے۔ فاروق کے چہرے پر خوف نظر آ رہا تھا۔
اسپلک جشید فون کی طرف متوج ہو گئے۔

” ایسا لگتا ہے۔ میں ملاقاتی جاتے جاتے فاروق کو خوف
اچھشن لگا گیا ہے۔ ” فرزانہ نے سکرا کر کہا۔

” اڑا لو۔ اڑا لو۔ بیٹ لون گا۔ ” ذرا میں اس خوف سے
نجات پا لوں۔ ”

” میرا خیال ہے۔ پو فیر اٹکل کے ساتھ ہمیں ڈاکٹر قائم
صاحب کو بھی بلانا چاہیے۔ ” ” محمود بولا۔ ”

” وہ کس لئے؟ ”

” فاروق کے چیک اپ کے لئے۔ ”

” میں نے کہا۔ ” اڑا لو۔ اڑا لو۔ ”

” بھی کیا اڑا لیں۔ ” آج کس جیچ کے اڑاٹے کی دعوت روی
رہی ہے۔ ” بیکم جشید نے باروٹی خانے سے باہر آتے ہوئے کہا۔ ”

جو نہیں انہوں نے فاروق کی آنکھوں میں دیکھا۔ ” بہری طرح چڑی
اٹھیں۔ ”

” یہ۔ یہ فاروق کو کیا ہو گیا ہے؟ ”

” وہم۔ ” ” محمود اور فرزانہ ایک ساتھ بولے۔ ”

” اودہ اچھا۔ کوئی بات نہیں۔ ” ” بیکم جشید سکرا ائیں۔ ”
” تی۔ ” آپ نے کیا فرمایا۔ ” کوئی بات نہیں۔ ” آپ نے ا

ہو گیا ہے۔"

"کیا مطلب؟" اسکر جشید پوچھے۔

"مطلب کس بات کا پوچھ رہے ہیں جتاب؟"

"یہ آپ نے کیا کہا۔ کیا خان رحمان کے دامغ پر کچھ اثر ہو گیا ہے۔"

"بلی! اس بے چارے کو وہم ہو گیا ہے۔"

"لکھیں۔ کسی چیز کا وہم۔"

"گھر میں کسی کی موجودگی کا وہم۔ اور یہ وہم ہمت خدراں کا ہوتا ہے جشید۔ انسان راتوں کو سو شیئیں سکتا۔ اسے ہر وقت یہ خیال ستانا رہتا ہے۔ اس کے گھر میں کوئی ہے۔ نہ جانتے وہ کب کیا کر گزرے گا۔ لذانہ اس سے کوسوں بھاگ جاتی ہے۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔ کیا ہمارے دوست خان رحمان اس وہ کاٹکار ہو چکے ہیں؟"

"ہاں! اسی بات کا ذکر کرنے میرے پاس آئے تھے۔ کہ تمہارا فون آگیا ہے۔ ہاں پسلے تم = بتاؤ۔ تم نے مجھے یہ تم کیا کہا۔" تین آوازیں بولے۔

"وہ میں نے آپ کو نہیں۔ بیکم سے کہا تھا۔"

"تب پھر تم نے فون پر ہاتھ کیا ہے۔ رکھا؟"

"اس کی وجہ ہے۔۔۔ ابھی سلسلہ نہیں ملا تھا۔" اسکر جشید

سکرائے۔

"اچھا بتاؤ۔ کیا بات ہے؟"

"بس! آب کیا کروں گا بتا کر۔۔۔ وہی تو آپ نے بتا دیا ہے۔"

"کیا مطلب؟" وہ بہت زور سے اچھے۔

"اوہ فاروق یہ کہ رہا ہے کہ گھر میں کوئی ہے۔"

"نہ شیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ وہ چلاتے۔"

"بہتر ہو گا۔۔۔ آپ دونوں فوراً یہاں آ جائیں۔۔۔ یا پھر ہم وہاں

آئیں؟" انہوں نے کہا۔

"نہیں۔۔۔ ہم آ رہے ہیں۔۔۔ ہم ابھی بھی مشورہ کر کے قاریغ

ہوئے تھے۔"

"تب پھر آ جائیں۔"

اب انہوں نے محمود اور فرزانہ کی طرف دیکھا۔۔۔ مارے جیت

کے ان کا پراحال تھا۔۔۔ جب کہ فاروق کے چہرے پر ایک گردی ٹھوڑے

سکراہٹ تھی۔

"آب کیا کہتے ہو تم دونوں۔۔۔ بلکہ ایجاداں آپ بھی۔"

"بھی تمہارا وہم چا لگتا ہے۔۔۔ وہ سکرائے

"چھاؤ وہم۔۔۔ یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔" فاروق نے گمرا

کر کہا۔

"تو پھر اس میں گھرانے کی کیا بات ہے؟" فرزانہ نے منہ بیٹایا۔

"بات محقق ہے.... اب دکھنا یہ ہے کہ خان رحمان تھا خوف

محوس کر رہے ہیں یا ان کے گر کے باقی افراد کا بھی یہی حال ہے۔"

"میرا خیال ہے.... وہاں بھی صرف اکل خان رحمان ہی محوس

کر رہے ہیں۔" فاروق نے کہا۔

"تب یہ ایک انتہائی عجیب معاملہ ہو جائے گا۔" محمود نے سر

پالایا۔

"خوف ہم پہلے بھی محوس کر چکے ہیں۔ لیکن اس وقت معاملہ

ایک پودے کا تھا..... مجھے اس پودے کو آگ لگانا پڑی تھی۔ لیکن

پورے مکان کو جلانا پڑا تھا۔

"ہوں۔ ہم نے ابھی تک اپنے پائیں باغ کا جائزہ نہیں لیا۔

کیا تھا۔ وہاں کوئی ایسا ہی پودا موجود ہو۔" فرزانہ نے تجزی سے کہا۔

"اڑے بات رہے۔" وہ پوکھلا اٹھے اور پھر باغ کی طرف دوڑ

پڑے۔ انہوں نے باغ میں اوصر اور نظریں دوڑائیں۔ وہاں کوئی

پھول یا پودا اس جیسا نظر نہ آیا۔"

"نہیں۔ میرا خیال ہے۔ یہ وہ معاملہ نہیں ہے۔ اور پھر اس

وقت تو تم سب نے خوف محوس کیا تھا۔"

"معاملہ جد درجے پر اسرار ہے۔ اب پہلے خان رحمان کو آئینے

دو۔"

آخر دروازے کی حکمتی تھی۔ انداز پر فیصلہ صاحب کا تھا۔ محمود

"تمگرانے کی بات تو آج کل ہر بہت میں نظر آئے گتی ہے۔ کس کس بات کا ذکر کروں۔ کس کس بات کو نہ کرو۔ کس کس بہت کو پیش۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"حد ہو گئی یعنی کہ... یہ لگام بولنے پڑے جا رہے ہو۔" کوئی تک۔" فرزانہ جملہ اٹھی۔

"پھر نہیں کوئی تک ہے یا نہیں۔ میں تو بس اتنا جانتا ہوں۔" میں اب تک یہ محوس کر رہا ہوں کہ گھر میں کوئی ہے۔ اور اب تو پہلے سے بھی زیادہ شدت سے محوس کر رہا ہوں۔"

"جیرت ہے۔ کمال ہے۔ افسوس ہے۔" محمود نے جلدی تک

"ہو گا۔ ہو گا۔" فاروق نے بہنا کر کہا۔ "لیکن... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" فرزانہ چوک اٹھی۔

"لیا۔ کیسے ہو سکتا ہے۔ بھی وضاحت کرو۔" "گھر میں صرف فاروق کو یہی یہ بات محوس ہو رہی ہے۔" کسی کو نہیں۔ اسی طرح خان رحمان کے گھر میں صرف اپنی گمراہی ہو رہی ہے کسی اور کو نہیں۔"

"تینمارا مطلب ہے۔ اگر کبھی گھر میں یہ بات محوس ہوں۔" ب لوگوں کو ہوتی چاہیے۔" "ہاں! پاکل۔" فرزانہ فوراً بولی۔

نے فوراً دروازہ کھول دیا۔

"السلام علیکم"۔ وہ پر لے

"و علیکم السلام"۔ ان سب نے کہا۔

"خان رحمان۔ ذرا غور کر کے تنازل۔ وہ اب بھی... میرا مطلب ہے کہ یہاں آ کر بھی جیسی خوف محسوس ہو رہا ہے"۔

"ہاں بالکل ہو رہا ہے"۔ وہ پر لے۔

"پہلے کی نسبت زیادہ یا کم"۔

"بس پہلے ہتنا... شکم نہ زیادہ"۔

"اور فاروق.... انکل کے آئے کے بعد تمہارا کیا حال ہے؟"

"پہلے والا"۔

"گھوپا کوئی فرق نہیں پڑا۔ تم دونوں برابر کا خوف محسوس کر رہے ہو۔ اب میں خان رحمان سے ایک سوال کرتا ہوں"۔

"ضرور کر دیں تو خود سچ رہا تھا"۔ اج جشید کو کیا ہو گیا ہے۔ کوئی سوال یعنی نہیں کر رہا۔

"اُج تم بے کوئی ملنے آیا تھا۔ یا مگر کے کسی اور فرد سے کوئی ملنے کے لئے آیا ہو؟"

"ایک صاحب آئے تھے۔ کوئی کاروباری مشورہ کرنا چاہیے تھے۔ اصل میں وہ سونے کی کالوں کے خریدار ہیں۔ میں نے انہیں تباہ کر کر اب میں سونے کی کالوں کا مالک نہیں رہا۔ اس پر دھپٹے

کے"۔

"تم نے خوف کب محسوس کرنا شروع کیا؟"

"عجیب یہ ہے جشید۔ ہونی اس نے ہمچنان بجائی میں خوف محسوس کرنے لگا تھا"۔

"اور مگر کا کوئی اور فرد؟"

"نہیں۔ میرے علاوہ کسی نے خوف محسوس نہیں کیا۔ تیکم تو بلکہ میرا مذاق اڑاتی رہیں۔ اور پہنچ سکراتے رہے"۔

"خدا کا ٹھکر ہے۔ میں اپنی تیکم کے مذاق سے بچ گیا"۔

"آپ نے تو خوف محسوس ہی نہیں کیا۔ اگر کرتے۔۔۔ تب بھی میں آپ کا مذاق ہرگز نہ اڑاتی"۔ اس لئے کہ آپ بلاوجہ ہرگز خوف زدہ نہیں ہو سکتے"۔

"ہوں۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ خان رحمان۔۔۔ اس آدمی کا طیبہ تباو۔۔۔"

اس نے اپنا کیا نام تباہ کیا؟"

"راو۔۔۔ آتاب"۔ وہ پر لے۔

"اس کا علیہ؟"

"طیب۔۔۔ عجیب سا تھا۔۔۔ بہر حال من لو۔۔۔ شہری بال۔۔۔ سرخ دنید رہ گک۔۔۔ در میانہ قدر۔۔۔ سندوں جنم۔۔۔ ناک موٹا۔۔۔ آنکھیں نہیں تھیں"۔

"لکھ کیا۔۔۔ نہیں"۔

وہ نور سے چلا گئے۔

"ہوں خی..... اب یہ بات ثابت ہو گئی کہ خان رحمن اور
ہمارے گھر آنے والا ایک ہی شخص تھا..... اور اس کی آمد سے دونوں
گھروں کا ایک ایک قرد خوف کا ٹکار ہو گیا ہے۔ اور باقی لوگوں کو ڈرا
بھی خوف محسوس نہیں ہوا..... اور تو حید احمد ایک نئی کمائی سنا رہا
ہے۔ یہیں خفیہ ادارے کے ایک کارکن کے ذریعے اطلاع ملی تھی کہ
وزیر داخل کے سکریٹری کے ہاں ایک غیر ملکی آدمی وارد ہوا ہے۔ لہذا
اس کی پیکنگ کے لیے توحید احمد کو بھیجا گیا۔ چیف سکریٹری رئیس
سالاری نے بتایا کہ وہ غیر ملکی اس کا ایک دوست ہے۔ لہذا ملائی لینے
کی ضرورت نہیں۔ لیکن میں نے انہیں بھی کہا کہ وہ ملائی لینے
دیں۔ اس میں ان کا ہی فائدہ ہے۔ آخر انہوں نے اجازت دے
دی، توحید احمد پیک کرنے کے لیے آگے بڑھا ہی تھا کہ وہ ایک دم
اچھل کر کھرا ہو گیا۔ اور اس نے توحید احمد پر حملہ کر دیا۔ توحید تو
خورا بے ہوش ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے باقی لوگوں کو بھی بے
ہوش کر دیا اور نکل گیا۔ اس سے پہلے اس نے رئیس سالاری کو
دوست کی حیثیت میں یہ بات بتائی تھی کہ اس کا ایک سماں بھائی کچھ
دست پہنچ گھر والوں سے باراٹھ ہو کر گھر سے نکل گیا تھا۔ اب اتنا
ہر سو گزد جانے پر اس کی تصویر اخبار میں نظر آئی۔ تو پہاڑا کہ اسے
گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس نے ٹلک کے رواج چانے کی کوشش کی
تھی۔ اب وہ اپنے بھائی کو چھڑاتے آیا ہے۔ لیکن اگر وہ رئیس
صرف خوف ہی پھیلاتا ہے۔"

صرف انسپکٹر

"کیوں بھی..... تمہیں کیا ہوا؟" پروفیسر داؤڈ ان کی طرف
مرے۔

"آپ جانتے ہیں۔ انکل نے کس کا مطلب بتایا ہے۔"

"نہیں..... مجھے کیا معلوم؟" وہ پوچھے۔

"ہماروں پاؤ لے کا۔ جو ہمارے ہاں آیا تھا۔"

"کیا..... نہیں۔" وہ اچھل پڑے۔ پھر انسپکٹر جیشید بولے

"خان رحمن۔ وہ تمہارے ہاں کتنے بجے آیا تھا؟"

"شام چار بجے۔"

"اور یہاں کتنے بجے آیا تھا؟"

"پونے پانچ بجے۔"

"تب وہ وہی تھا۔ حیرت ہے۔ آخر یہ حضرت چاہجے کا
ہیں۔" انسپکٹر جیشید بڑا سائے

"خوف دہ رہا پھیلاتا۔ کیونکہ اب تک تو ان کی وجہ سے
صرف خوف ہی پھیلاتا ہے۔"

سالاری کا واقعی دوست ہوتا۔ تو پھر اسے بھائی کی ضرورت نہیں تھی۔ نہ ان لوگوں کو بے ہوش کرنے کی ضرورت تھی۔ اس کا مطلب ہے۔ وہ کوئی فلکی آدمی تھا۔ اوہ ہماری طرف جو غیر ملکی آیا۔ اس نے بھی میں کہانی سنائی۔ کہ اس کا سماں بھائی۔ گھر سے تاراض ہو کر چلا گیا تھا۔ ایک دن بعد اس کی تصویری اخبار میں دیکھ کر وہ اس طرف آئے پر مجور ہوا۔ کیونکہ اس کے بھائی کو پولیس نے گرفناک ریا ہے۔ اور یہاں سے بھی وہ شخص چاچکا ہے۔

"جانے کا موقع تو آپ نے اسے خود دی دیا تھا۔"

"ہاں! اس لئے کہ میں جانتا چاہتا ہوں۔ وہ کمال نصراء ہوا ہے۔ کون ہے۔ اس کے ارادے کیا ہیں۔ لیکن معاملہ پیش آگئی قاروق کے خوف کا اور قاروق کے بعد خان رحمان کے خوف کا۔" "آپ ہمارے خوف کو چھوڑیں۔ اس کا پاک کریں۔ نمبر نو سے روپورٹ لیں۔"

"ادہ ہاں۔ نمبر نو سے روپورٹ تو واقعی لئی چاہیے۔"

یہ کہ کر انہوں نے ایک خیریہ زانیسر کے ذریعے نمبر نو سے رابطہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن نمبر نو کے پاس موجود آئے اشارہ کچھ نہ کیا۔ اب تو ان کی پیشانی پر لیکر نمودار ہو گئی۔ انہوں نے ایک اور ماتحت کو مخاطب کیا۔

"بیلو نبردی۔ نمبر نو کا پاپے کرو۔ وہ میرے گھر سے ایک

غیر ملکی کے تعاقب میں نکلا تھا۔"

"اوے کے سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

رسیور رکھ کر وہ ان کی طرف مزے۔ چہرے پر سوچ کی گھری لیکر ابھر آئی تھیں۔

"آپ پریشان ہو گئے لیا جائیں؟"

"ہاں قدر ہے۔ لیکن گلر کی کوئی بات نہیں۔ پہلے نمبر نو کے پارے میں روپورٹ ملنے دو۔ پھر ہم کوئی قدم اٹھائیں گے۔ اس سے پہلے نہیں۔ دیے اب بھجے اس کے الفاظ یا و آ رہے ہیں۔ اس نے کہا تھا۔ پانی ہمارے سر سے گزر جائے گا۔ پھر آپ بچھتا ہیں گے۔ لیکن اس وقت بچھتا ہے سے کچھ نہیں ہو گا۔ آخر اس نے یہ الفاظ کیوں کے تھے؟"

"اس سے بھی پہلے سوال یہ ہے کہ کیا وہ واقعی جیک پاہنے تھا۔ وہی جیک پاہنے۔ ہو رہیں سالاری کے گھر گیا۔ پھر خان رحمان کے گھر گیا اور اب ہمارے گھر آیا تھا۔ یا یہ تمن الگ الگ آؤی ہیں۔ ایک اور سوال۔ رہیں سالاری کے گھر آئے کا متعدد تو کچھ میں آتا ہے۔ کسی حد تک ہمارے گھر آنا بھی بکھر میں آتا ہے۔ لیکن وہ خان رحمان کے گھر کیوں گیا۔ یہ بات بکھر میں نہیں آ رہی۔ کیوں فرزان۔"

"بھجھے خوف زدہ کرنے کے لئے۔ خان رحمان پولے۔"

"اوہو..... کی بات تو سمجھ میں نہیں آ رہی۔ کہ اسے جیسی

خوف زدہ کرنے کی ضرورت پڑی آگئی۔"

"میری سمجھ میں تو اس کیس کی ایک بات بھی نہیں آئی اب

تکس۔ ذہن الگتا جا رہا ہے۔" فاروق نے براسانہ بنا لیا۔

"گہرائی کی ضرورت نہیں۔"

میں اس وقت وائزیس پر اشارة موصول ہوا، انہوں نے مٹن دیا تو نمبروس کی آواز سنائی دی۔

"سم۔ نمبر تو سڑک نمبر تین کے آخری موڑ پر بے ہوش ملا

ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ اسے ہپتال لے جاؤ۔"

مٹن آف کر کے وہ ان کی طرف مڑے۔

"ہم اس کا سراغ کوچکے ہیں..... مجھ سے غلطی ہوئی۔ صرف

نمبر تو کو اس کے تعاقب میں نہیں پہنچا جا سکیے تھا۔ وہ سے زائد آدمی

جائے تو بہتر تھا۔"

"لیکن اب اجانتے ہمارے پاس تھیش کے راستے بند نہیں

ہیں۔"

"ہاں کیوں نہیں۔ آؤ چلیں۔ اب ہمیں حرکت کرنا ہو

گی۔"

وہ اسی وقت وزیر خارجہ کے چیف سیکریٹری تیاری صاحب کے گمرا

سچے۔ دفتر کا وقت تو قائم ہو چکا تھا۔ لذا وہ گھری ہو سکتے تھے۔

انہیں پسلے استعمالیہ کر کے میں بھایا گیا۔ ان کے کارڈ اندر بیسے گئے۔ پھر انہیں اندر لے جایا گیا۔ ملازم انہیں ڈرائیور میں سجا ہوا تھا۔ بھاکر چلا گیا۔ ڈرائیور روم احتمالی تیجی چیزوں سے سجا ہوا تھا۔ دنیادی میش و غیرت کا سامان پوری طرح کیا گیا تھا۔

انہیں پاخ منٹ انتظار کرنا پڑا۔ پاخ منٹ کا یہ انتظار انہیں بہت ناکوار گزرا۔ آخر قدموں کی آواز ابھری۔ ایک لپے تد کے اوپر گمراہی اندر داخل ہو گئے۔

"السلام علیکم جاہ۔" وہ ایک ساتھ ہو گئے۔

"جیک پانٹے کے سلسلے میں آئے ہیں۔"

"کیا مطلب۔ جیک پانٹے؟" وہ چوکے

"ہاں جتاب جیک پانٹے۔ اس ہم کا ایک شخص آپ کے دفتر میں ملازم تھا۔ اس پر چند سرکاری راز چانٹے کا اکواں ہے۔ اور اس وقت وہ خوالات میں ہے۔"

"خوالات میں نہیں۔ جمل میں۔" انہوں نے فوراً کہا۔

"اوہ اچھا۔ کیا اس کی گرفتاری کی خبر اخبارات میں بھی شائع

ہوئی تھی۔ اور خبر کے ساتھ اس کی تصویر بھی گئی تھی۔"

"بالکل یہی بات ہے۔ لیکن آپ کس لے آئے ہیں۔"

"اس شخص کو چھڑانے کے لئے کچھ قومی میدان میں آئی

ہیں۔ پر اسرارِ قومیں۔"

"پر اسرارِ قومیں.... کیا مطلب؟" وہ چوک کر بولے۔

"بہل جناب پر اسرارِ قومیں.... کیا رئیس سالاری صاحب نے اس مسئلے میں آپ سے کوئی بات نہیں کی۔"

"رئیس سالاری.... نہیں تھے۔ کیا وہ بھی اس معاملے میں شامل

ہیں کسی طرح؟"

"ان کے پاس ایک غیر ملکی شخص آیا تھا۔ اس غیر ملکی شخص سے ان کی ملاقات اس کے ملک میں ہوئی تھی۔ سالاری صاحب وہاں کسی مشکل میں پہنچ گئے تھے۔ اس غیر ملکی شخص نے ان کی مدد کی تھی۔ اب وہ اس کا بدلہ چاہتا تھا۔ یعنی وہ چاہتا تھا۔ رئیس سالاری صاحب جیک پانڈے کو ربا کروادیں۔ لیکن۔ دراصل وہ شخص ان کا غیر ملکی دوست نہیں۔ اس کے میک اپ میں کوئی اور تھا۔ لہذا جب اس کو چیک کیا جائے لگا۔ تو وہ بھاگ لگا اور چاہتے ہوئے انہیں بے ہوش کر گیا۔"

"جسکے اس واقعے کی اطلاع نہیں ملی۔" ان کے بیچے میں حیرت تھی۔

"یہ ابھی تمہری دیر پہلے کا واقعہ ہے۔"

"ادا اچھا۔ خیر۔ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔"

"ہم جیک پانڈے کے بارے میں تفصیل سے جانتا چاہتے ہیں۔"

ہیں۔"

"فائل تو آپ کو دفتر سے ہی مل سکے گی۔" وہ بولے۔

"تیس پھر آپ دفتر فون کر دیں۔"

"اس وقت تو سب لوگ جا چکے ہیں۔ صحیح آجائیے گا۔"

"اس مرحوم وقت شایخ ہو گا۔ ہم اس معاملے میں دیر نہیں کر سکتے۔"

"آپ کا مطلب ہے۔ مجھے فائل اسی وقت نکلا کرو ہا ہو کی۔"

"ہاں باکل۔"

"نہیں۔ میں اس وقت یہ کام نہیں کر سکتا۔" انہوں نے صاف انکار کر دیا۔

"اس مرحوم تھیش میں رکاوٹ پیدا ہو گی۔"

"یہیں اس معاملے میں پریشانی کیا ہے۔ بھرم تو ہمارے قبضے میں ہے۔"

"نہیں اس بھرم کے لیے گلرمند ہوں۔ جو اسے چڑائے کے لیے آیا ہوا ہے۔ وہ جیک پانڈے کو ہر حال میں چھڑایا چاہتا ہے۔"

"آپ گلرمن کریں۔ وہ جیل سے اسے نہیں نکلا سکے گا۔"

"یہیں اگر ایسا ہو گیا تو۔ پھر آپ ذمے دار ہوں گے۔" اسکے

بیشیدے سرد توازی میں کہا۔

"یہ آپ بھجو سے کیسے لجئے میں بات کر رہے ہیں؟"

"آپ تعاون نہیں کر رہے... آپ کو چاہیے تھا... فوراً مختل
آدمی کو فون کرتے... وہ دفتر بیک جاتا اور اوہر ہم بخچتے۔ فاکل ٹے
لیتھتے۔ آپ کو اس سلسلے میں کوئی زحمت نہ ہوتی۔"

"لیکن فاکل آپ کے کس کام آئے گی... آپ جیل میں باکر
اس سے مل لیں... اس کی خواست کے انتظامات کر لیں۔"

"ہم اس کے جرم کی تفصیل جانا چاہیے ہیں۔"

"ایسا کل سے پہلے ناممکن ہے۔" وہ بولے۔

"یہ جان کر حیرت ہوئی، دکھ بھی ہوا۔ آخر آپ ایسا کیلیں
چاہیے ہیں کہ ہم فاکل کل سے پہلے نہ دیکھے۔ اسکے بشید نے
سرد لبھے میں کما۔

"کیا مطلب... یہ آپ نے کیا کہا۔ آپ انپکڑیں تا۔۔۔ مگر
سراغنسانی کے صرف ایک انپکڑ۔"

"تھی نہیں... میں انپکڑ جمیش ہوں۔" وہ پر سکون آواز میں
بوالے۔

"ہاں ہاں... لیکن صرف انپکڑ۔" وہ بھنا کر بولے

"تھی ہاں! میں بات ہے۔"

"اور آپ وزیر خارجہ کے چیف سیکرٹری سے کس انداز میں بات
کر رہے ہیں؟"

73
"ایک اہم ملکی مسئلہ درپیش ہے... آپ اس مسئلے میں رکاوٹ
بن رہے ہیں۔ اس لئے میں نے ایسا لمحہ اختیار کیا۔۔۔ میں آپسے
حضرت سے بہت زیادہ زم انداز میں بات کرتا ہوں۔۔۔ اور کسی کی
شان میں ذرا اگاثی نہیں کرتا، ورنہ اس موقعے پر میں کہتا کہ فاکل میں
زندگی بھی اسی وقت حاصل کر سکتا ہوں۔"

"کیا!!! تیاری صاحب اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ ان کا چرو
تھے سے سرخ ہو گیا۔۔۔ اعضا کا پنچے لگے۔ پھر انہوں نے چلا کر کہا۔

"آپ فوراً یہاں سے چلے جائیں۔۔۔ ورنہ بھجو سے براؤ کی نہیں
ہو گا۔"

"آپ تو پھر ہم بھی نہیں جائیں گے۔" وہ بولے۔

"یہ ایک اور کہی۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔ آپ کیسے نہیں جاتے۔"

"کہ کر انہوں نے تھنھی کا بیٹھ دیا۔۔۔ وہ پر سکون انداز میں
بیٹھ رہے۔۔۔ نور آتی ایک ملازم اندر واپس ہوا۔

"بابر موجود یاڑی گارڈز کو بلاؤ۔۔۔ جلدی۔" وہ بخچتے۔

"لیں سر۔" وہ گھبرا گیا۔۔۔ اور بابر کی طرف دوڑا۔۔۔ پھر
فوراً ہی دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی۔۔۔ چار سلیخ آدمی اندر آگئے

"میں ذو میں لے لیا جائے اور نکال بابر کیا جائے۔۔۔ میں اپنے

کمر میں ان کی موجودگی برداشت نہیں کر سکتا۔"

"انجئے جتاب۔۔۔ ان میں سے ایک نے گرج کر کہا۔

وہ اب بھی اسی طرح بیٹھے رہے
”آپ نے سنائیں۔“ دوسرا بولا۔
”نہیں۔ اس لئے کہ ہم نے اپنے کان پچ کھائے ہیں۔“
”اٹھکے۔ ورنہ ہم آپ پر فائزگنک بھی کر سکتے ہیں۔“

”نہ نہیں۔ نہیں۔“
”مرہانی فرما کر پسلے فائزگنک کرنے کی اجازت لے لیں۔“ اپنے
جشید بولے
”وہ مارے خوف کے چلاعے اپنیں اس حد تک خوف زدہ دیکھے
اوہ نہیں۔“ ایک نے چونک کر کما اور پھر حاری صاحب کی نیں۔
طرف دیکھا۔

”آپ۔ آپ لوگ آخر چاہئے کیا ہیں؟“ تیاری نے چھکے تھے
انداز میں کھاپ۔ کیونکہ اس بات نے اسے جیت میں ڈال دا تھا کہ ”
راکھلوں کو دیکھ کر بھی ذرا نہیں ٹھے تھے۔

”فائل۔“ اور یہ ہم حاصل کر کے رہیں گے۔ اب اگر پر
نے اپنیں فائزگنک کا حکم دیا تو اور بات ہے۔ اس صورت میں یہاں
سے ہماری لاشیں اخائی جائیں گی اور کل کے اخبارات میں جو تفصیلات
شائع ہوں گی۔ وہ پورے ملک کو پلا کر رکھ دیں گی۔ لوگ کہنے
گے۔ ہمارا جرم بس اتنا سامنا کر ہم ایک فائل فوری طور دیکھنا چاہئے
تھے۔ اور اس بات پر۔۔۔ سرف اتنی سی بات پر ہمیں پلاک کر دیا
گیا۔۔۔ لیکن نہیں۔ ہم لوگوں کو ہتھاتے جائیں گے۔۔۔ کہ معاملہ فائل
دینے کا نہیں تھا۔۔۔ فائل اگلے دن دینے کا تھا۔۔۔ وزیر خارجہ کے پیش

لہڑی صاحب نہیں چاہئے تھے کہ ہم آج کی تاریخ میں اس فائل کا
ٹلاخ کریں۔۔۔ شاید وہ ہمیں دینے سے پسلے اس میں کچھ رو دو پل کرنا
چاہئے۔۔۔

آپ فوراً گفتی بجا دیجئے گا اور آپ یقین فرمائیں۔ اگر آپ ہمیں اپنی شوت کرنے کا حکم دیں گے تو ہم سوچے کچھ بخیر انہیں شوت کر لیں گے۔"

"میں جانتا ہوں۔ تم جاؤ۔" وہ پولے۔

"یہ اور بات ہے کہ تم میں سے کسی کی گولی ہم میں سے کسی کو نہ لے۔" قادر ق سکرایا۔

عجیب بات

"پھر وہ اپنی کری میں گرتے نظر آئے۔ یون لگا ہیسے بے،

"خیر خوب۔ موقع ملا تو تم ساری نشان بازی کو آنا ہمیں گے۔" ہونے لگے ہیں۔"

"جب آپ کامی چاہے۔"

"جاوے کہ ہو دیا۔" تیاری نے جل کر کہا۔

"خود ارجمند! آپ ان کی طرف نہ جائیں۔ کہیں آپ ان کی خوشی محسوس کرتے نہیں۔" لورڈ برے برے سے من بنا تے ٹلے گئے۔ شاید وہ انہیں باہر نہیں کر سکتا۔

"خاموش! میں انہیں کیوں نہیں کیا ہوا ہے؟"

"اب تماں۔ آپ کو کیا ہوا ہے۔" میری لان

کون سی دشمن ہے۔ ان کی حالت غمیک نہیں ہے۔"

"تھ۔ خوف۔ میں اچاک بے تھاشاخ خوف گھوس کر رہا ہوں

"نہیں۔ نہیں۔ میں غمیک ہوں۔ تم لوگ جاؤ۔" وہ پولے۔

سے بات کروں گا۔ مجھے ان سے کوئی خطرہ نہیں۔ میں بلاور۔

"تھ۔ کیا مطلب۔ آپ نے خوف انہی اور اسی وقت سے دی کرنا شروع کیا ہے یا پہلے سے۔"

"لیا۔ کیا واقعی سڑا؟" ان میں سے ایک نے کہا۔

"ہاں واقعی۔"

"او کے سر۔ لیکن اگر آپ کو ہماری ضرورت پیش آجائے۔"

مجھے فون کیا تھا۔ گھنام فون۔

"تھی۔ کیا فریبا۔ گھنام فون۔" قاروئن نور سے چٹکا۔

"میکول۔ آپ کو کیا ہوا۔ کیا آپ کو بھی کوئی گھنام فون ہے؟" انہوں نے قادری کو مگورا۔

"تھی نہیں۔ ہمیں کوئی گھنام فون نہیں ملا۔" اس نے کلمہ سے کلمہ

"تب پھر آپ اچھے کیوں؟"

"اس لیے کہ یہ کسی ناول کا ہم ہو سکتا ہے۔" قادری نے کلمہ

کلمہ

"میں سمجھا تھیں۔"

"آپ سمجھیں گے بھی نہیں۔ اس کی باتیں بس الگا

ہیں۔ قادری تم چپ رہو۔ اس وقت بت اہم بات ہو رہی۔

ہاں تو تیاری صاحب۔ فون پر آپ سے کیا کہا گی؟" اسکے بعد پونچھا۔

"یہ کہ اگر میں نے قائل آپ لوگوں کے حوالے کیں دیکھا گیا۔ آپ بار بڑی گارڈز اندر گئے

مارے خوف کے مرجاں گا اور اس کا کہنا تو یہ ہے کہ آپ اسی

لین نہیں لکھا سکتے۔ اور بڑی گارڈز منہ لٹکا کر باہر آگئے۔" دوسری

طرف سے کما گیا۔" اس نے پر اسرار ادا کلمہ

کلمہ

"تم نے ان سے بات کی۔ یہ پوچھا کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔"

"نسیں سر۔ ابھی میں نے یہ نہیں پوچھا۔"

محوس کرنا شروع کر دیا تھا؟" پروفیسر داؤڈ نے پہلی بار حیرت زدہ ہو کر کہا۔

"ہاں جناب۔ آپ کی تعریف؟"

"تھے پروفیسر داؤڈ ہیں۔ حیرت ہے۔ آپ اپنیں نہیں جانتے۔"

"ایسا۔ پروفیسر داؤڈ۔"

وہ اوچھل کر کھڑے ہو گئے۔ آنکھوں میں اب بے پناہ خوف نظر آئتے لگا۔ میں ان اس وقت فون کی تھنی بھی۔



شر کے ایک بڑے ہوٹل کی پانچ بجیں منزل کے کمرہ نمبر ۵۰۹ میں

اس وقت ایک شخص موجود تھا۔ اچھاک فون کی تھنی بھی۔ اس نے

پسکون انداز میں رسیور اٹھایا۔ دوسری طرف کی آواز سن کر وہ بولتا۔

"ہاں! کیا رپورٹ ہے؟"

"انپکٹ جیشید اس وقت تیاری صاحب کے ہاں موجود ہے۔

اور اب تک اسے لکھتے نہیں دیکھا گیا۔ ایک بار بڑی گارڈز اندر گئے

مارے خوف کے مرجاں گا اور اس کا کہنا تو یہ ہے کہ آپ اسی

لین نہیں لکھا سکتے۔ اور بڑی گارڈز منہ لٹکا کر باہر آگئے۔" دوسری

طرف سے کما گیا۔" اس نے پر اسرار ادا کلمہ

کلمہ

"تم نے ان سے بات کی۔ یہ پوچھا کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔"

"نسیں سر۔ ابھی میں نے یہ نہیں پوچھا۔"

"بے وقوف ہو تم..... فوراً ان سے ملو... اور پھر مجھے رُنگ کرو... اگر وہ کچھ دیتا نہیں... تو اپنی بزرگوں کی جملک دکھانی۔ کچھ نوت بیسبوں میں تھوڑی بھی دلطا... اس کے بعد بھی وہ قابو میں آئیں تو ترکیب نبرائیں۔" "اوکے سر... معاف چاہتا ہوں۔" "معاف کیا۔ پچھس رہو... یہ معلوم کرو... ان کے درمیان کیا ہاتھ ہوئی ہیں۔" "اوکے سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس نے فون رہا۔ دیا۔

تمن منٹ بعد پھر فون کی گھنٹی بیجی۔

"رپورٹ حاضر ہے سر۔ پہلے تیاری نے ان لوگوں کو باہر نہ دیتے کا حکم دیا تھا... لیکن وہ ذرا نہیں ڈردے... الٹا انہوں نے اپنیوں کو اور تیاری کو خوف زدہ کر دیا۔ اور اب شاید تیاری ان ہدایات پر عمل شروع کر دے۔" "یہ کیسے ہو سکا ہے... کیا میرے خوف کے تیر نے اپنا پیک فون بوتحمیں تھس گیا۔

اس نے جلدی جلدی تیاری کے نمبر ملائے۔ پھر جو نی سلسہ نہیں کیا۔" "یہ تو مجھے معلوم نہیں سر... کیونکہ میں نے انہر جا کر نہ ملا اس کی سرسری اہٹ زدہ آواز گوئی۔

○
تیاری سے ملاقات نہیں کی۔"

"ہوں.... ٹھیک ہے... میں دیکھتا ہوں اس حق انہاں کی تیاری کی آنکھوں میں اس قدر خوف سست لیا تھا۔ کہ وہ حیران نہ شاید وہ اپنی بیان سے ہاتھ دھونے پر قل گیا ہے۔" "لیکن سر... اس وقت دہان اپکل جشید ہیں۔ اگر آپ اس وقت تیاری کو فون کیا تو وہ آپ کا فون نمبر معلوم کر لے لاواں کرست۔ فون کی گھنٹی لگی۔ تیاری کے جسم کو ایک بھٹکالا گا۔ شدید بھٹکالا۔ اپنی ہاتھ لگا جیسے وہ ہوش میں آگیا ہو۔ پھر اس نے سوالی

انداز میں ان کی طرف دیکھا۔

”پلے فون من لیں۔۔۔ پھر بعد میں بات کریں گے آپ سے۔۔۔“

”اوہ۔۔۔ اچھا۔۔۔ انہوں نے کہا اور پھر فون کا رسیجور اخالیا۔

”بیلو۔۔۔ مسٹر تیاری۔۔۔“

آواز سن کر تیاری کے جسم کو ایک زبردست جھکا لگا۔۔۔ پرانے

کانچا محسوس ہوا۔

”لیں۔۔۔ لیں۔۔۔ تیاری بات کر رہا ہوں۔۔۔“

”تمیں سیرا فون یاد نہیں رہا۔۔۔“

”ہاں۔۔۔ یاد ہے سب۔۔۔ بالکل یاد ہے۔۔۔“

”تب پھر تم نے اسکل جشید سے کیوں ملاقات کی۔۔۔“

”میں نے نہیں۔۔۔ انہوں نے مجھ سے ملاقات کی۔۔۔“

”یعنی تم نے اپنی وقت کیوں دیا۔۔۔“

”میں نے ہر ممکن کوشش کی تھی کہ اپنی وقت نہ دیا جائے۔۔۔“

یہاں تک کہ میں نے تو اپنے گن مینوں کو یہاں بانا لیا تھا۔۔۔ یعنی

”میں ڈرے۔۔۔ اور مجھے تھیاڑا لانا پڑے۔۔۔“

”حد ہو گئی۔۔۔ کیا تم اپنی موت چاہتے ہو مسٹر تیاری؟“

”تینی موت بھی کوئی چاہتا ہے۔۔۔“ انہوں نے فوراً کہا۔

”تب پھر اس فاکل کو جلا کر راکھ کر دو۔۔۔ اسکل جشید کو ہر ا

وہی۔۔۔“

”بہت بہتر سب۔۔۔ ایسا ہی ہو گا۔۔۔“

”اور اگر ایسا نہ ہوا۔۔۔ تو تم خوف سے مر جاؤ گے۔۔۔ صرف اور صرف خوف سے۔۔۔ تمہاری موت اس شر کے لیے خوف ناک ترین موت ہو گی۔۔۔“

”عن شیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ میرا کوئی قصور نہیں۔۔۔“

”فاکل اگر اسکل جشید کو دے دی گئی تب تو تمہارا قصور نکلے گا۔۔۔“

”ہاں بالکل ٹھیک۔۔۔ لیکن میں فاکل ان کے حوالے نہیں کوں گا اس بات کو آپ لکھ لیں۔۔۔“

”میری نظریں تم پر ہیں۔۔۔ چاہو تو اندر ہونے والی بات چیت تک نہادوں تھیں۔۔۔“

”عن شیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ وہ چلا گئے۔۔۔“

اسی وقت فون بند کر دیا گیا۔۔۔ ان کی آنکھوں میں اب اس حد تک خوف سرت آیا کہ خود وہ بھی خوف زدہ ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔۔۔

”آپ بہت خوف زدہ ہو گئے۔۔۔ اسکل جشید نے کہا۔۔۔“

”اگر آپ میری زندگی چاہتے ہیں۔۔۔ تو پھر یہاں سے چلے جائیں۔۔۔ ورنہ وہ مجھے خوف سے ہلاک کر دے گا۔۔۔“

”کیا کمال خوف سے ہلاک کر دے گا۔۔۔“

"ہاں! خوف سے... اس نے بھی کہا ہے۔"

"اور کیا اس نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ فائل ہمارے حوالے
کریں۔"

"ہاں! اس نے بھی مطالبہ کیا ہے۔"

"اوہ.... بہت خوب۔ اچھا صرف اتنا چاہیں... آپ پروفیسر
داکو صاحب کا نام سن کر خوف زدہ کیوں ہو گئے۔"

"پہلی بار جب اس نے فون کیا تھا۔ تو کہا تھا۔ کہ کچھ ہے
جائے۔ پروفیسر داؤڈ سے طاقتات نہ کرتا۔ ورنہ تم ضور انہی چان سے
ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ اور یہ بات انہی تک تو شاید اسے معلوم نہیں
ہوئی۔ جو نہی معلوم ہو گی کہ یہاں پروفیسر داؤڈ موجود ہیں۔ وہ مجھ پر
حل کر دے گا۔ یا کرا دے گا۔ انہوں نے جلدی چلدی کیا۔

"نہیں.... سوال یہ ہے کہ آپ کا جرم کیا ہے؟"

"مجھے نہیں معلوم۔ میرا جرم کیا ہے۔ جب مجھے جیک پانڈے
پر تک ہوا تھا تو میں نے اس کے خلاف تفتیش کرائی تھی۔ وہ بھی
مجھے کے آڑی کے ذریعے۔ اور اس نے روپورت دی تھی کہ وہ راز
چرا آتا ہے۔ بس میں نے اسے گرفتار کرا دیا۔ اس کے علاوہ کوئی بات
نہیں ہے۔ اب اس کا معاملہ عدالت میں ہے۔ میں تو اسے رہا کرنا
نہیں سکتا۔ ہاں عدالت رہا کر دے تو اور بات ہے۔ اس لئے یہ لوگ

مجھے صرف اس بات کی سزا دتا چاہتے ہیں کہ میں نے جیک پانڈے کے

خلاف کا درہ اُلی کیوں کی۔"

"اوہ کے.... ہم یہاں سے جا رہے ہیں۔ آپ دفتر کے ریکارڈ
کپڑ کو فون کروں۔ ماکہ وہ دفتر پہنچ جائے۔ ہم اس سے فائل لے
لیں گے۔"

"اس صورت میں وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"آپ پاواجہ خوف زدہ ہو گئے۔ میں آپ کی خاتمت کے لئے
کوئی ٹکے اور گرد خیز فورس مقرر کر رہا ہوں۔"

"اوہ اچھا.... خیز یہ نہیں سی۔" اس نے کندھے اپکالے۔
اور پھر وہ پاہر تکل آئے۔ جو نہی وہ اپنی گاڑی میں بیٹھنے لگے۔
فرزانہ نے دبی آواز میں کہا۔

"ہماری نگرانی ہو رہی ہے۔ اور تعاقب بھی کیا جائے گا۔
میں کارس ہمارے استیبل کے لئے تیار ہیں۔ ایک ہمارے آگے چلے
گی۔ دوسری بیچھے۔ اور تیسرا اور بیچھے رہے گی۔"

"حیرت ہے۔ ہمارے خلاف اس قدر انقلات۔" انپکڑ جشید
بڑا ہے۔

"پتا نہیں کیا چکر ہے۔ ابھی تک اس پکڑ کا سریزیر بھجے میں
نہیں آیا۔" فاروق بڑا ہے۔

"اڑے ہاں! قانون تمہارے خوف کا کیا حال ہے؟"

"اوہ میرا خوف.... وہ.... وہ اپنی جگہ پر اسی طرح موجود ہے۔"

"اور خان رہمان۔ تمہارے خوف کا کیا حال ہے؟"

"وہ بھی اپنی جگہ پر موجود ہے۔"

"مطلوب یہ کہ اپنے گھر سے نکلنے کے بعد سے لے کر اب تک خوف میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔"

"نہیں۔ باقاعدہ نہیں۔" دونوں نے بیک وقت جواب دیا۔

"اور ادھر تیاری صاحب خوف میں بٹلا ہیں۔ اس نامسلم آدمی کے خوف میں۔ ارسے۔ میں نے خیہ فورس کو فون نہیں کیا۔" یہ کہ کرو و فون کرنے لگے۔ ہدایات دینے کے بعد انہوں نے سیٹ بلند کر دیا اور سرسراتی آواز میں بولے۔

"جیب بات ہے۔"

"جی۔ کون کی بات جیب ہے۔"

"م۔ م۔ م۔ م۔" میں بھی خوف محسوس کر رہا ہوں۔

"کیا!!!" وہ سب بلند آواز میں چلاستے۔



چلے جاؤ

چند لمحے سکتے کے عالم میں گزر گئے۔ بن گاڑی چلتے کی آواز آئی رہی۔ پھر پو قیصر داؤ بولے۔
"بہشید۔ کیا مذاق کر رہے ہو۔"

"نہیں۔ میں واقعی خوف محسوس کر رہا ہوں اور مزے کی بات یہ ہے۔ کہ میں نے خوف ابھی ابھی محسوس کیا ہے۔ اس سے پہلے ہم اتنی دیر تک تیاری صاحب کے گھر میں رہے۔ میں نے کوئی خوف محسوس نہیں کیا۔ اب ہم میں سے صرف محمود، فرزانہ اور پو قیصر داؤ و رہ گئے ہیں۔ جنہیں خوف محسوس نہیں ہو رہا۔"

"ہمیں بھی نہ جانتے کب محسوس ہونے لگے گا۔" محمود گمراہ کیا۔ اور وہ خوف کے باوجود مکرانے لگے۔ پھر وہ دفتر خارج پہنچ گئے۔ وہاں پوکیدار موجود تھا۔

"ادھر ریکارڈ کپر صاحب تو نہیں آئے۔"

"جی۔ جی۔ نہیں۔ اس وقت کیوں آئیں گے بھلا۔"

"تیاری صاحب نے انسیں فون کیا تھا۔ آکر وہ یہاں پہنچ

"اوہ اچھا۔ تب پاہر وہ نہیں پہنچے۔"
"آپ کو ان کے گھر کا نمبر تو معلوم ہو گا۔"
"تھی۔ تی نہیں۔" اس نے ٹھکرا کر کہا۔

"اب انہوں نے ایک سینچ سے ریکارڈ کپھر کے نمبر مل
کیے۔ پھر فون پر وہ نمبر ڈال کیے۔ دوسری طرف جھنپتی بجھن کی آواز
ستائی دی۔ جھنپتی بجھتی رہی۔ لیکن کسی نے رسیور نہیں اٹھایا۔"
فون بند ہو گیا۔

"اوہ میں قفل کر گیا۔"

"کیا مطلب۔ کیا قفل کر گئے۔ کیا تمara خوف دور ہو گیا؟"
انہوں نے چوک کر ان کی طرف دیکھا۔

"تن شیں۔ میں یہ کہتا چاہتا تھا کہ میرے خوف میں اب حد
درستے اضافہ ہو گیا ہے۔"

"اوہ نہیں۔" وہ ایک ساتھ یوں۔

"میں۔ میں اب یہاں نہیں نظر سکتا۔ میں گھر جا رہا
ہوں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی خان رحمان نے دوڑ لگا دی۔

"ارے ارسے۔ خان رحمان سنو۔ ہم جھیں گاڑی پر چھوڑ
لیتے ہیں۔" وہ چلا گئے۔

خان رحمان نے جیسے شاعر نہیں۔۔۔ بس دوڑتے رہے۔

اک دیکھا۔ تماں۔ فوراً اندر داخل ہو گئے۔ اور پھر انہیں ایک
زندگی وہچکا لگا۔ گھر کے سب افراد بے ہوش پڑے تھے۔ انہیں
ہلا جلا جایا گیا۔ لیکن وہ ہوش میں نہ آئے۔ ایسے میں خان رحمان
ذری ذری آوازیں یوں۔

"جیشید۔۔۔ م۔۔۔ مجھے۔۔۔ مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے۔"

"جسیں۔۔۔ وہ تو جھیں پلتے سے محسوس ہو رہا ہے۔" انہوں
نے مند بنا یا۔

"اوہ میں قفل کر گیا۔"

"جیرت ہے۔ کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔ اگر وہ گھر میں نہیں
ہیں اور اس طرف چل چکے ہیں۔ تب بھی گھر کے دوسرے افراد
ہوں گے۔ کیوں جتاب۔ کیا درانی صاحب اکیلے رہے ہیں۔"
"تی نہیں۔ ان کے بیوی پہنچے ہیں۔"

"اوہ! تب پھر وہاں گزر ڈالے۔ آؤ چلیں۔" انہوں نے ٹھکرا
کردا۔

"گزبر۔ کیسی گزبر؟" چوکیدار نے چوک کر گما۔

"یہ نہیں۔ ابھی معلوم نہیں۔ وہاں چل کر پہاڑ پلے گا۔"
اور پھر وہ آندھی اور طوفان کی طرح روانہ ہوئے۔ گھر کا
چوکیدار سے مل گیا تھا۔ مکان ٹلاش کرنے میں انہیں کوئی وقت
ہوئی۔۔۔ لیکن۔۔۔ وہ جیران رہ گئے۔۔۔ دروازہ چھپت کھلا تھا۔ انہوں نا

"پروفیسر صاحب آپ فوراً گاؤڑی لے جائیں۔ اور اپنی گاڑی کوئے کھوئے کھوئے انداز میں کما۔ میں بھاکر ان کے گھر چھوڑ آئیں۔ پھر آپ میں آجائیے گا۔" "یہ۔ کیا ہو رہا ہے۔ اب تو اپا جان کو بھی خوف محوس نہ کاہے۔ اگر ان کے خوف میں بھی اچھاں اضافہ ہو گیا۔ تو پھر "اوہ اچھا۔" انہوں نے کما اور گاؤڑی کی طرف دوڑ پڑے۔ "لیا ہو گیا۔"

گاؤڑی خان رحمان کے پیچے جاتی نظر آئی۔ ایسے میں قاروچ کی آڑا نے اپنیں چوتکا روا۔

"وہی ہو گا جو خدا کو مخکور ہو گا۔ فی الحال تو ڈاکٹر کو فون کرتے

"میرے معاف کجھے گا اپا جان۔ اب میں بھی یہاں نہیں، ہیں۔" اور پھر محمود نے ڈاکٹر قاضل کو فون کیا۔ صورت حال بتائی۔

گر کا پتا تھا اور سور رکھ دیا۔

"اپ فرزان۔ اب۔ اب کیا ہو گا۔"

"پہلی بات تھی ہے کہ میرا تم اف فرزان نہیں ہے۔" "اگر اپا جان کے خوف میں بھی اضافہ ہو گیا۔ تو رہ جائیں۔" "خود ہم خود چھیس چھوڑ آتے ہیں۔" یہ کہ کر انہیں کے ہم دونوں۔" محمود نے بھی اس کا جلد سنائی نہیں۔ جشید نے اسے ہاند سے پکڑ لیا۔ وہ بازو چھڑانے کے لئے زور لگا۔ "ہم دونوں نہیں۔" ہم تینوں۔" فرزان نے منہ بھایا۔

لگا۔

"عن شیں۔ مجھے چھوڑ دیں۔ میں رک نہیں سکتا۔" "آؤ۔" میں بھی چلتا ہوں۔" محمود۔ فرزان تم یہیں نہیں ساخت کیس میں کرتی پھر تھیں۔" محمود نے اسے گھورا۔

ڈاکٹر کو فون کر دو۔"

"میں اتنی پاکل نہیں۔" میں نے پروفیسر اکل کو شامل کیا ہے۔

ہمارے اس لوگ کے مجرم کی اگر شی گم ہوئی ہے تو پروفیسر اکل سے۔

انکلہ جشید اسے لے رک کی طرف چلے گئے۔ علاج اس نے فون پر بھی سی پڑیاں دی چھیں تاکہ پروفیسر داؤڈ کے پاس یقینی پر اسے پھوڑ کر آنا چاہئے تھے۔ ان کی نظروں سے لوگ ہرگز نہ جانائیں۔ درست انجام بھی اکف ہو گا۔ آخر دھوکہ محوس

کرنے والوں سے یہ کیوں چاہتے ہیں کہ وہ پروفیسر انگل کے ہی
جاہیں۔"

"ان کا ملاج دیں ہو سکتا ہے۔ کوئی ڈائکٹر ملاج میں کر کے
ہیں! یہ بات تو ہے۔"

"اس کا تو پھر ماف مطلب یہ ہے کہ اس خوف کا تعلق۔ آپ کر لیں گے۔ می ہمارا انداز ہے۔"
سائنس کی انجمن سے ہے۔ اور وہ ذرتا ہے کہ پروفیسر داؤ کیس
معلوم ت کر لیں کہ وہ کس طرح خوف میں جلا کر رہا ہے۔"

"تب پھر ہمیں فوری طور پر کام کرنا چاہیے۔ ایمان
قلطی ہوئی۔ اپنی تو پروفیسر انگل سے کہنا چاہیے تھا کہ وہ انگل ایمان اور آپ کے چانے کے بعد قاروق کی حالت بھی الگ ہی ہو
گی۔ اس نے بھی گھر کی طرف دوڑ لگادی تھی۔ ایمان اسے
دھمن کو تحریر گاہ لے جائیں۔"
تو ہم یہ بات ان سے اب کہ دیتے ہیں۔ موبائل فون، موبائل فون کر رہے ہیں۔ مگر وہ
کے پاس ہے۔"

"اور... اور خود اپنے چشمیں جو یہ خوف گھوس کر رہے تھے۔
با انکل نیک۔"

انہوں نے فوراً پروفیسر داؤ کے موبائل والے نمبر لٹائے۔
ابی اشناز گھوس کیا تو پھر اپنی بھی آپ کے ہپنٹل میں داخل
ہی پروفیسریات کر رہا ہوں۔"

"انگل۔ آپ انگل خان رحمان کو ان کے گھر کی طرف اپنے گا۔"
پھر وہ چلو گے تم دے۔ اور تم اس توکے اور خفاک ترین
رم کے لئے کیا کرو گے۔"

"ہاں بالکل۔ تم غلرت کرو۔"
لیکن ہماری درخواست ہے۔ آپ اپنی تحریر کرو۔ "تو، بن پڑا۔ وہ کریں گے۔ اور ہم وہ نہیں۔ تم نہیں ہیں۔

بھی تو ہمارے ساتھ شامل ہیں۔" محمود نے جلدی جلدی کہل
جاہیں۔"
میں ان لوگوں کو سنبھالوں گایا۔ تم دو توں کا ساتھ دوں گا۔"

"جس شخص نے ہمارے تین ساتھیوں کو خوف میں جلا کر دیا ہے۔ اس کے لئے ہمیں بھی خوف میں جلا کرنا کیا مشکل کام ہے۔" "بہت مشکل اور آسان کی نہیں۔ اس کے پروگرام کی ہے۔ اور ہمیں نہیں معلوم، اس کا پروگرام کیا ہے۔ بھاہر وہ اس لئے آیا ہے کہ جیک پانڈے کو رہا کرائے۔ لیکن اس کام کے لئے اس قدر محضہ پیغمبر اُو کیا ضرورت تھی۔ یہ بات ابھی تک سمجھ میں نہیں آئی۔"

"آجائے گی آہستہ آہستہ۔" محمود نے مسکرا کر کہا۔ پھر دہاں ڈاکٹر قاضل ہنچ کرے۔ انہوں نے بے ہوش افراد کا معاشر کیا۔ انہیں ایک ایک انجشن دیا۔ تھوڑی دیر تک انتظار کرتے رہے۔ جب ہوش نہ آیا تو ایک ایک انجشن اور دیا۔ آخر بولے۔

"یہ بے ہوشی ہیری سمجھ سے باہر ہے۔ ان لوگوں کو ہپتال لے جانا پڑے گا۔ میں ایسے یہیں کو فون کرتا ہوں۔"

"بہت خوب۔ تب پھر یہ بے ہوش لوگ آپ کے حوالے۔ ان کے ہوش میں آنے پر ہم خود ہپتال آ جائیں گے۔" "اچھی بات ہے۔" ڈاکٹر صاحب بولے

وہ دہاں سے باہر نکلے اور ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر تجربہ گاہ پہنچے۔ لیکن رہمان اور فاروق دہاں موجود تھے۔ انسپکٹر جشید اور پروفیسر راؤڈ

انہوں نے گھبرا کر کہا۔ "ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ دیکھا جائے گا۔" "اچھی بات ہے۔" انہوں نے کہا۔ اب محمود نے اپنے والد کا موبائل نمبر ڈاکٹ کیا۔ جلد فری کی آواز سنائی دی۔ "ہاں محمود۔ کیا بات ہے۔" "فاروق کا اب کیا حال ہے۔"

"وہی حال ہے۔" "تب پھر آپ ہپتال کی بجائے اسے پروفیسر اکٹل کے ہاتھ جائیں۔ اس کا طلنی دہاں ہو سکے گا۔" "اوہ ہاں۔ جرت ہے۔" یہ خیال مجھے کیوں نہیں آیا۔" "خیال کو ختم۔ آئے آئے۔ آئے نہ آئے۔" مکرایا۔

"ٹھریہ محمود۔ میں سید عادیہن جا رہا ہوں۔" محمود نے فون بند کر دیا اور فرزانہ کی طرف مڑا۔ "فرض کیا فرزانہ۔ میں یا تم بھی خف گھوس کرنے کے ہو گا۔" "لیکن ہم ابھی کوئی بات فرض ہی کیوں کریں۔" فرزانہ بیٹا۔

ساخت پیشے تھے۔

"آپ لوگوں کو کیا ہوا؟"

"ستے۔ اپنے جشید بولے۔

"کیوں.... یہ آپ کی سکتے سے کب دوستی ہو گئی۔"

"پروفیسر صاحب اتنے مجھے ابھی ابھی ایک بات بتائی ہے۔ بس اس لئے مجھے اور خود اپنیں بھی سکتے میں جلا کر دوایے۔"

"اور وہ کیا؟" محمود نے فوراً کہا۔

"دیکھ تو نہیں چل گیا۔ اپنے جشید بنا اٹھے۔

"جی کیا مطلب۔ اس میں دیکھ چلے کی بات کہاں سے تکل آئی۔" محمود کھرا کیا۔

"بھی بات تلکے کی بھی ایک ہی کسی۔ کہیں سے بھی تکل عکھا ہے۔" فرزان نے فوراً کہا۔

"بھی بات کو سن کر میں سکتے میں آگیا۔ خود سنائے والا کئے میں آگیا۔ بات وہ بات سن کر کیا کرو گے۔"

"اوہ اچھا۔ یہ بات ہے۔ لیکن اس بات میں بھی ایک بات مجھے میں نہیں آئی۔" محمود نے کہا۔

"اور وہ کیا؟"

"پروفیسر اٹکل کی کوئی بات سن کر آپ کا سکتے میں آتا تو سمجھو میر آتا ہے۔ لیکن خود پروفیسر اٹکل کا سکتے میں آتا سمجھے میں نہیں آتا۔"

"وہ بات تی انکی ہے۔"

"آخر کی؟"

"پھر وہی۔ بھی ہم نہیں چاہتے کہ تم بھی سکتے میں آجائے۔ اچھا ہاں۔ تم یہاں کیوں آگئے۔ جاؤ اور جا کر اس کیس پر کام کرو۔" کیس پر کام کرنے کے راستے بند ہیں۔ ریکارڈ کپھر کو ہوش نہیں آ سکا۔ مطلب یہ کہ جب تک وہ ہوش میں نہیں آ جائیں گے۔ ہم فاکل نہیں حاصل کر سکیں گے۔" "کوئی پرواہ کرو۔ اب فاکل کی بات جانے والے تم کام کر لے۔ بس جاؤ۔"

"آنکھ تباہیں۔ اب ہم کام کہاں سے شروع کریں۔" کہیں سے بھی۔ یہ میں تم پر چوڑھتا ہوں۔ جلدی یہاں سے نکل جاؤ۔ اس جگہ تمہارے لئے خدو ہے۔ جاؤ نکل جاؤ۔" یہ۔ یہ آپ کیا کہ رہے ہیں۔ یعنی ہمارے لئے خدو ہے۔ اور آپ کے لیے؟"

"ہمارے لئے نہیں رہا اب۔ ہم تو پہلے یہ نہ میں ہیں۔" "ابو اچھا۔ خوب۔ اور فرزانہ چلیں۔" وہ دوڑتے ہوئے باہر آگئے۔ تجوہ گھا سے نکل کر ہی انہوں نے سکون کا سائز لیا۔ پھر محمود نے کہا۔ "اب پہلے گھر چل کر کار لے لیتے ہیں۔ بار بار یہی کہنا بھی

آسکن کام نہیں۔"

"غیریک ہے۔" فرازان نے تائید کی۔

وہ فوراً گھر پہنچے۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ انہوں نے دستک دی۔ اپنی یوں لگا جیسے اندر کوئی نہ ہو۔ لیکن دروازہ اندر سے بند تھا۔ دوبارہ دستک دی۔ کوئی جواب نہ ملا۔ تیسرا بار دستک دی۔ لیکن دروازہ کھولنے کوئی نہ آیا۔ اب تو ان کی سُنی گم ہو گئی۔" تیزی سے بیکم شیرازی کے دروازے پر آئے۔ جونہی محمود نے دستک دی۔ اندر سے ایک حد درجے خوفناک آواز سنائی دی۔

"جاڑ پلے جاؤ۔"

○○

جو ہوتا ہے ہو جائے

دوں نے پوکھلا کر ایک درسرے کی طرف دیکھا۔ آواز بیکم شیرازی کی تھی۔ لیکن انہوں نے دروازہ کھولے بنتی اس طرح اچ تھ کی کو بھی نہیں کہا تھا۔ جاؤ پلے جاؤ۔ جب کہ اس کے دستک اپنے کے انداز کو وہ بخوبی پہچانتی تھیں۔ آخر محمود نے گھبرا کر کہا۔
"آنٹی میں ہوں۔۔۔ محمود۔"

"پہچانتی ہوں۔۔۔ اچھی طرح۔۔۔ اسی لئے کہا ہے تا۔۔۔ جاؤ پلے جاؤ۔"

"ہماری اسی تو آپ کے ہاں نہیں ہیں۔"

"تم ساری اتنی۔۔۔ ہاں۔۔۔ ہیں۔۔۔ پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔"

"اٹی جان۔۔۔ یہ سب کیا ہے۔۔۔ دروازہ کھول دیں۔"

"تم نے اپنی آنٹی کی بدایت نہیں سنی۔۔۔ جاؤ پلے جاؤ۔۔۔ وہ پھاگیں۔"

"گویا آپ بھی یہی کہہ رہی ہیں۔۔۔ جاؤ پلے جاؤ۔"

"ہاں۔۔۔ کیوں نہ کہوں۔۔۔ تم جاتے ہو یا پھر۔۔۔ انہوں نے دھمکی

دینے کے انداز میں کہا۔

ان کی شی گم ہو گئی۔ ان کی والدہ نے بھی آج تک ان سے

ایسے بچے میں بات نہیں کی تھی۔

"میں جان! آپ نحیک تو ہیں... دروازہ کھول دیں... تاکہ

اپنا اطمینان کر سکیں۔"

"دروازہ نہیں کھلے گا۔ چلنے پڑتے نظر آگئے درٹھ تماری وہ

سے ہم بھی مشکل میں پہنچ جائیں گے۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔"

اندر سے کوئی جواب نہ طا۔ فردا شنبے اسے اشارے میں کہ

"یوں بات نہیں بنے گی۔ آؤ میرے ساتھ۔"

وہ اسے پائیں بائیگ میں لے آئی۔ یہاں سے وہ ایک درلت

کے ذریعے اپنی چھت پر اتر کتے تھے۔ اور ایسا پہلے بھی بہت مرتب کر

پکے تھے۔ لہذا پہلے وہ اپنی چھت پر اترے۔ پھر تigm شیرازی کی

چھت پر آئے۔ وہ دبے پاؤں پر عصیاں اتر کر صحن میں آگئے۔ تigm

شیرازی والے کرے سے دونوں کی پائیں کرنے کی آوازیں آ رہی

تھیں۔ وہ دبے پاؤں دروازے تک آگئے اور پھر کان لگا فی۔ اندر

تigm جمیشہ ہنس کر کہ رہی تھیں۔

"چلنے گئے دونوں بے وقف۔ ہم نے انہیں الوہنا دیا۔

ہلہلا۔" تigm جمیشہ کہ رہی تھیں۔

"ہوئے جو والوں کے پیشے الودہ بننے تو کیا بنے۔"

دونوں کو غصہ آگیا۔ مگن پھر انہوں نے اپنے فٹے پر قابو پا لیا۔ ظاہر ہے.... وہ تو اپنے ہوش دہواس میں تھیں ہی نہیں۔ ان سے کیا بات کی جا سکتی ہے۔ لقاچ پڑا کھڑے رہے۔

"ویسے مجھے ان دونوں پر ترس آ رہا تھا۔" تigm شیرازی کی آواز سنائی دی۔

"trs... ہاں... وہ تو خر مجھے بھی آیا تھا۔ مگن ہم کیا کرتے۔ مجبور تھے۔ ان کے لیے دروازہ نہیں کھول سکتے تھے۔ اور ہم دروازہ کھولتے۔ اور ہماری موت خوف سے واقع ہو جاتی۔ لیکن کام تھا۔ اس نے فون پر۔"

"بالکل یہی کام تھا۔ مگن وہ کون تھا؟"

"نہیں۔ کون تھا۔ اتنا ہے۔ جب سے اس نے ہم سے فون پر بات کی ہے۔ اسی وقت سے ہم بے تحاش خوف محسوس کر رہی ہیں۔"

دونوں پوچک اٹھے۔ پھر گھر سے باہر کل آئے۔

"لیکن اس خوف کا تعلق فون سے ہے۔" محمود نے سرسراتی آواز منڑ سے نکالی۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر قادری نے کس کا فون سن تھا۔ اس وقت تو کسی کا فون نہیں آیا تھا۔"

"ذہن دوڑا تو شاید کوئی فون آیا ہو۔"

دونوں سوچ میں ڈوب گئے۔ آخر فرزان نے کہا۔

"نہیں۔۔۔ کوئی فون نہیں آیا تھا۔ اس نے تو بس بیٹھے تھا۔

خوف محسوس کرنا شروع کر دیا تھا۔ پہلے وہ کسی کسی کس کے شروع ہے۔

کے خیال سے پریشان تھا۔۔۔ پھر جب تمثیلی ہجی۔۔۔ تو اس پر خوف کا اندر

ہوا اور وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔ بھی ہوا تھا۔۔۔

"ہاں! بھی ہوا تھا۔۔۔ اس کا مطلب ہے۔۔۔ یہ خوف فون۔۔۔

ذریعے نہیں حل مل آور ہوتا۔۔۔ محمود نے اس کی تائید کی۔

"تب پھر۔۔۔ آخر کیسے محسوس ہوتا ہے۔۔۔ اور انکل خان رخوا

نے بھی بھی تھا ہے کہ جب وہ ملاقاتی آیا۔۔۔ اس وقت انہوں نے

خوف محسوس کرنا شروع کر دیا۔۔۔

"اور ایجاداں۔۔۔"

"ان سے بھی ہر حال اس ملاقاتی کی ملاقات ہوئی تھی۔۔۔"

"جب پھر ہم پہلے رکیس سالاری کے ہاں کیوں نہ چلیں۔۔۔ میں

یہ پچکروں سے شروع ہوا ہے۔۔۔"

"کوئی حرج نہیں۔۔۔ اب ہمیں کام تو کرنا ہو گا۔۔۔"

"اور کام بھی مسلسل۔۔۔ یعنی رکے بیٹھیں۔۔۔ آرام کی طرح

کھلانے پینے کا ہوش کیے بغیر۔۔۔ فرزان نے سکراتے ہوئے کہا۔

وہ اسی وقت رکیس سالاری کے ہاں بیٹھ گئے۔۔۔ وہ کام کیے چلے گا۔۔۔

بوش میں تھے۔ ان کے گھر کے افراد ابھی تک نہیں لوٹے تھے۔

انہوں نے ان دونوں کو جرأت بھری نظریوں سے دیکھا۔

"خیر تھے۔۔۔ آپ تھیں جوان ہو کر کیوں دیکھ رہے ہیں؟"

"جوان ہو کر نہیں۔۔۔ خوف زدہ ہو کر۔۔۔ وہ پولے۔۔۔

"کیا مطلب؟"

"آپ مجھ پر تحد کرنے کی نیت سے آئے ہیں۔۔۔ لگا بات ہے۔۔۔

"۔۔۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے اپنا پتوں نکال لیا۔۔۔ دونوں گمرا

گئے۔۔۔

"یہ۔۔۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟"

"میں تم دونوں کو شوٹ کر دیں گا۔۔۔ ورنہ فوراً یہاں سے چلے

جائیں۔۔۔"

"ہم آپ سے صرف آپ کے دوست میک کے بارے میں بات

کرنے آئے ہیں۔۔۔ اور کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ آپ یہ پتوں جیب میں

رکھ لیں۔۔۔"

"نہیں۔۔۔ تم چلے جاؤ بس۔۔۔ وہ چلا گئے۔۔۔

"ہمیں افسوس ہے۔۔۔ ہم اس طرح نہیں جائے گے۔۔۔"

"وہ کیوں جاتا؟۔۔۔ وہ تلمذ کر پولے۔۔۔"

"وہ اس لئے کہ ہمیں آخر اس کیس پر کام کتا ہے۔۔۔ اگر ہم

اس طرح ہر جگہ سے کام ہوتے رہے۔۔۔ تو کام کیے چلے گا۔۔۔"

"ت پھر من فائز کرنے لگا ہوں۔" وہ فتح۔

"جبوری ہے۔" فرزان نے کندھے اچکائے۔

"جبوری ہے۔ کسی جبوری۔" اس کے لبھے میں جھرت تھی۔

"ہم نہیں جاتے۔ آپ کو جو کرنا ہے۔ ذرا جلدی سے کریں۔"

"او کے۔" اس نے کما اور ایک فائز محمود پر اور ایک فرزان پر جھوٹک مارا۔

دو توں تر سے گرے اور لٹک گئے۔

"مارے گئے بے چارے۔ اگرچہ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔" اس نے افسوس ناک انداز میں کہا۔

"آپ کا اندازہ غلط ہے۔" یہ کہتے ہوئے محمود انھے کمرا ہوا۔

"ادھ تم پیچ گئے۔" وہ دھاڑے۔

"صرف یہ نہیں۔ میں بھی پیچ گئی۔" فرزان بولی۔

"اب میں تم پر مسلسل فائزگ کروں گا۔"

"ہم تو پسلے ہی کر سکتے ہیں۔ جو کرنا ہے۔ ذرا جلدی کریں۔۔۔ لیکن پتوں میں ایک آخری کوئی ضرور بچا لجھے گا۔"

"آخری کوئی کیا مطلب؟" وہ چوڑک کر بولے۔

"آخری کوئی کا مطلب۔ آخری کوئی ہی ہوتا ہے۔" تھوڑا

کہا۔

"تم لوگ یوں نہیں مانو گے۔"

انہوں نے خرا کر کما اور پے در پے ٹریکر دباتے چلے گئے۔ وہ اور اور اچھل کوڑ اور لٹھک کر آسانی سے وار پچاتے گئے۔۔۔ یہاں تک کہ پتوں خال ہو گیا۔

"انوں! آپ نے ایک گولی بھی نہیں بچائی۔"

"بچا کر میں اس کا اچھا رہا۔"

"نہیں۔ آپ اس گولی کو اپنے لے رکھ سکتے تھے۔۔۔ جو ہم آپ کے دماغ میں اتاردیتے۔۔۔ خوب۔ اب یہ کام ہم اپنے پتوں سے کر لیں گے۔" یہ کہ کر محمود نے جیب سے اپنا پتوں نکال لیا۔۔۔ اور ان کی طرف تاں لیا۔

"یہ۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ تم۔۔۔ تم ایک سرکاری عمدیدار پر فائز کر لے۔۔۔"

"اگر سرکاری عمدیدار ہم پر فائزگ کر سکتے ہیں تو ہم کیوں ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔"

"فوراً اکفار کر لے جاؤ گے۔"

"ایسا نہیں ہو گا۔۔۔ اب آپ جلدی سے ہتاں میں۔۔۔ میک سے آپ کی ملاقات کس طرح ہوئی تھی؟"

"نہیں ہتاں گا۔۔۔ کچھ نہیں ہتاں گا۔" انہوں نے مارے خوف کے کمال۔

"آخر کیوں۔ وچہ؟" فرزادہ چلائی۔

"اس لیے کہ وہ مجھے زندہ نہیں پھوڑے گا۔ خوف کے بھی سے ہی مار دا لے گا۔"

"خوف کے تھیار سے... کیا مطلب؟"

"یہ اس کا بہت زبردست تھیار ہے۔ ہے چاہتا ہے۔ خوف میں بھلا کر دتا ہے۔ تم پر بھی نہ جانے کب خوف کا حملہ ہو جائے ڈروں اس وقت سے اور اپنے گھر پلے جاؤ۔ یہ پستول تھمارے کی کامیں آئے گا۔"

"پہلے آپ میک کے بارے میں بتائیں۔ وہ آپ کا درجن کیسے بنا تھا۔ بن صرف اتنا بتا دیں۔ اس کے بعد ہم یہاں سے جائیں گے۔"

میں اس وقت دروازے کی گھنٹی لگی۔ "اوہ میری بیوی اور بیٹی آگئیں۔ آپ ذرا زحمت کریں۔ کے لیے دروازہ کھوول دیں۔ میں اپنے اندر دروازے تک جائے ہتھ نہیں پا رہا۔"

"کوئی بات نہیں۔ فرزادہ تم نہیں نصبو۔ اور ان پر رکھو۔" "نظر رکھو۔ کیوں۔ کیا میں اپنے ہی گھر میں سے کچھ چالا کوئی بات نہیں۔ فرزادہ تم نہیں نصبو۔ اور ان پر رکھو۔"

"آپ کے والد صاحب کی طبیعت خراب ہے۔ اس لیے انہوں نے دروازہ کھونکئے کے لیے مجھے کہ دیا۔ اس میں الگی کون ہی گا۔" انہوں نے جلاکر کہا۔

"یہ بات نہیں۔ اور جو بات ہے۔ وہ ہم جانتے ہیں۔"

یہ کہ کر محمود تیز قدم اختماً دروازے کی طرف چلا گیا۔ دروازے کھلتے ہی اس کی نظریں ایک عورت اور ایک لڑکی پر چڑیں۔ لڑکی کی عمر پندرہ سو لے سال کی ہو گی اور عورت چالیس سال کے قریب تھی۔

دونوں نے مارے جرت کے اسے آنکھیں چھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔

"کون ہیں آپ؟" لڑکی چلائی۔

"بن بائے مہمان۔ آپ غالباً مسرور نہیں ہیں اور آپ رسمی صاحب کی صاحبزادی ہیں۔"

"ہاں! ہیں۔ لیکن آپ کون ہیں؟" لڑکی چھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔

*
"خادوم کو محمود کہتے ہیں۔"

"کہتے ہوں گے۔ آپ ہیں کون اور ہمارے گھر میں کیا کر رہے ہیں؟" لڑکی بولی۔

"کیوں۔ کیا آپ کے والد سے کوئی ملنے نہیں آسکا۔"

"لوگ تو آپ ڈیگی سے ملتے آئے ہیں۔ لیکن دروازہ کھونکئے آپ کیوں آئے۔ ہمیں جرت تو دراصل اس بات پر ہوئی ہے۔"

"آپ کے والد صاحب کی طبیعت خراب ہے۔ اس لیے انہوں نے دروازہ کھونکئے کے لیے مجھے کہ دیا۔ اس میں الگی کون ہی گا۔" انہوں نے جلاکر کہا۔

مجدور ہیں۔

”ڈیٹی ہوا کیا ہے۔ آپ جائیں ہا۔“

”اچھا تھا۔ میکن ڈیٹی کو ہوا کیا؟“ ساتھ تھی اس نے اور
کی والدہ نے اندر کی طرف دوڑ لگا دی۔ اور اندر رئیس سالاری بھی میکن
بائیں۔

میں اس وقت فون کی لکھتی بھی۔ ان کی بیٹی نے فوراً ہاتھ فون
کی طرف پر ٹھیا۔ میکن وہ چلا شے۔

”شے پانی۔ فون کو ہاتھ ن لگانا۔“ وہ چلا شے۔
لیکن ان کی چلاتے سے سُمی گئی۔ اور اس نے خوف زدہ
اب میں آپ کو کیسے ہتاوں۔ بس خوف مجھ پر سوار ہوا۔ اداز میں ان سے پوچھا۔

”لکھ کرولے کیا ہو جائے گا۔ اگر میں نے فون کو ہاتھ
لگایا۔“

”تم پر بھی خوف کا حملہ ہو جائے گا۔“

رئیس سالاری بولے۔

ان کی یہ بات من کر بیکم بھروسک اٹھی اور بولی۔

”آپ آج کیسی باتیں کر رہے ہیں؟“

رئیس سالاری نے بے چارگی کے اداز میں کہا۔

”میں نیک کہ رہا ہوں۔“

”تب پھر کیا فون آپ میں گے؟“

لیکن نے رئیس سالاری کی طرف دیکھتے ہوئے سوالہ اداز میں

بات ہو گئی۔

”اچھا تھا۔ میکن ڈیٹی کو ہوا کیا؟“ ساتھ تھی اس نے اور

کی والدہ نے اندر کی طرف دوڑ لگا دی۔ اور اندر رئیس سالاری بائیں۔

سانتے جا کر دم لیا۔

”ڈیٹی ہے۔ آپ کو کیا ہوا؟“

”میں۔ مجھ پر خوف کا حملہ ہوا ہے۔“

”خوف کا حملہ کیا مطلب؟“

”اب میں آپ کو کیسے ہتاوں۔ بس خوف مجھ پر سوار ہوا۔ اداز میں ان سے پوچھا۔“

”لکھ کرولے کیا ہو جائے گا۔“

”یہ لوگ کون ہیں۔ اور یہاں کیا کر رہے ہیں؟“

”یہ اسٹاپ چیلڈ کے بیچے محمود اور فرزانہ ہیں۔“

”کیا!!!“ لیکن چالاکی۔ اس کی آنکھوں میں حرمت دوڑ گئی۔

اس نے حرمت میں ذوبی آواز منہ سے نکالی۔

”میکن پر تو تین ہیں۔ میرا مطلب ہے۔“

صاحب ان کے ساتھ نظر نہیں آ رہے۔

”اتفاق کی بات ہے کہ اس پر بھی خوف کا حملہ ہوا ہے۔“

”کیا مطلب۔ خوف کا حملہ آپ بھی لیں کہ رہے ہیں؟“

بیکم رئیس بولی۔

”مجدوری ہے۔ ہم یہ کہنے پر مجدور ہیں۔ مجھے آپ کے لئے“

کہا۔

”نہیں۔ میں تو ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا۔“

”تو پھر۔ آپ ہمیں اجازت دیں۔“ محمود نے قورا کہا۔

”ضرور۔ کیوں نہیں۔“ وہ خوش ہو کر بولے

محمود نے فون کی طرف ہاتھ پر علایا ہی تھا کہ فرزانہ چالا۔

”نہیں نہیں محمود۔ نہیں۔ کہیں تم پر بھی خوف نہ سا جائے۔“

”اب ہو ہوتا ہے۔ ہو جائے۔ ہم کب تک اس خوف۔ اس کے کالوں سے نکلائی۔“

”آپ کی تعریف۔“

ڈرتے رہیں گے۔ محمود نے جلا کر کہا۔

اور پھر اس نے فون کا ریسیور انٹھا لیا۔

○○

خوف کی کمانی

”اسلام علیکم۔“ محمود نے پر سکون آواز میں کہا۔

”کیا حال ہے دوستو۔“ ایک عجیب سرداور بھرائی ہوئی سی آواز

کے کالوں سے نکلائی۔

”ارے۔ تم نے ابھی تک یہ نہیں جانتا کہ میں کون ہوں؟“

”لوگوں کو خوف میں جلا کرنے والے؟“ محمود نے سوالیں انداز

میں کہا۔

”خوب پہچانا۔ کو تو ابھی جیسیں بھی خوف میں جلا کر دوں۔“

میں تم فون کا ریسیور رکھ نہیں پاوے گے کہ خوف تم پر حملہ آور ہو جائے

کہا۔

”اچھا۔ کمال ہے۔ لیکن اپنے اپر خوف کا حملہ کرنے سے

پسلے میں یہ جاننا چاہتا ہوں۔ کہ آپ دوسروں پر خوف کس طرح سوار

کر دیتے ہیں۔“

”لیکن تو وہ راز ہے۔ جو میں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔۔۔ بتا دیا تو پھر

کوئی خوف زدہ نہیں ہو گا۔"

"کون سی شرط؟"

"اچھا۔ صرف اتنا تنا دیں۔ کہ کیا آپ وہی ملائیں ہیں۔" میک کے روپ میں مشریکیں سالاری صاحب سے ملنے آئے تھے۔ "ہمارے تک تو بات تھیک ہے۔ لیکن اس کے بعد ٹپے جانے والی بات ہمیں منکور نہیں۔ کیونکہ دوسروں کو نکلت دینے کے "ہاں! میں وہی ہوں۔ اور میں وہی ہوں۔ جو تمہارے گمراہ آیا تھا۔ اور میں وہی ہوں۔ جو خان رحمان کے گھر بھی گیا تھا۔ بعد احمد ایک کام اور بھی کرنے کے عادی ہیں۔ یہ کہ بھروسوں کو جیل بھوکھانا یا موت کے گھمات اتنا رہتا۔ آپ کو یا تو جیل بھوکھانیں گے یا کچھ؟"

"آپ چاہتے کیا ہیں؟"

"اچھا اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ تم اپنی ہی کوشش کرو۔ وہی تو

"ہمیں میں بہت کچھ چاہتا ہوں۔ اور جو میں چاہتا ہوں۔

لے گئے ہوں۔"

حاصل کر کے ہی سارے جاؤں گا۔ اس سے پہلے میں یہاں "ایسی بھی کوئی بات نہیں۔ ہم وہ بھی تمہارے مقابلے میں کچھ نہیں جاؤں گا۔"

"کیا مطلب.... آپ کمال چلے جائیں گے۔ کیا آپ کے کم نہیں۔ اور ضرورت پیش آئے پر ہم اپنے انکل کامران مرزا کو پہاڑے کر کے ہیں۔ شوکی برادرز کو آواز دے سکتے ہیں۔"

"ایسا ضرور کرنا۔ کوئی حرمت نہ رہ جائے۔ مجھے تم سے اگر میں بات کر رہا تھا۔ اور مجھے سے بالکل عحسوس نہیں ہو رہا تو کہ اگلی خوف ہوتا تو پہلے یہ تمیں خوف میں جلا کر دیا۔"

"تے پھر ہمارے بھائی قاروق کو بھی کیوں خوف زدہ کیا۔ خوف میں جلا کر سکتا ہے۔ چلو تم لوگ صرف اتنا معلوم کر کے جائیں؟"

"والد اور بھائی تو باوجود پیش میں آ گھے۔ پوکرام نہیں تھا۔" کہ میں لوگوں کو خوف میں جلا کس طرح کر رہا ہوں۔ مگر ہماراں لوگوں کا اور ہی سارے چلا جاؤں گا۔" اس نے جلدی جلدی کہ

بان خان رحمان کو خوف زدہ کرنا میری بھروسی تھی۔"

"ایسا مطلب.... اس میں بھروسی کمال سے نہک پڑی۔"

"یہ شرط ہمیں منکور نہیں۔" محمود نے برا سامنہ بنایا۔

ہیں تھی کوئی مجبوری۔"

کوڑیہ دھکی کیوں دیتے ہیں کہ پروفیسر داؤڈ کی طرف ہرگز ہو کرنا چاہو کرنا۔

لوں۔ پھر تم لوگوں کو سکھی چھٹی دوں گا۔ اس وقت تم میرے خلاف نہ جائیں۔"

"اچھی بات ہے۔ یو نہیں سی۔"

"اس کا مطلب ہے۔ تم اپنے کامران مرزا کو بلا رہے ہو۔"

"ہاں۔ اب انہیں بلانا ہی پڑے گا۔" محمود نے برا سامنے

"وہ اس خوف کا کوئی علاج نہ دریافت کر لیں۔ میں اس کے میں سب سے زیادہ پروفیسر داؤڈ سے ڈرتا ہوں۔"

"ووہوں اچھا۔ یہ بات بھت شاندار ہے۔" محمود نے خوش ہاں

کہا۔

"اچھا تو پھر اب میں اجازت چاہوں گا۔" مسٹر نیمن سالاری اور ان کے بیوی بچوں کو تو آپ لوگ پریشان نہ کریں۔ یہ لوگ بے افسوس ہیں۔ اور میرے دوست ہیں۔"

"اور وہ جیک پانڈے۔"

"اسی کی رہائی کا تو چکر ہے۔ اس چکر میں کچھ اور چکر بھی چلا رہے ہیں۔ بس میں جیک کو لے کر چلا جاؤں گا۔"

"ارے پاپ رے۔" محمود گھبرا کیا۔

"کیوں۔ کیا ہوا؟"

"کچھ۔ کچھ نہیں۔ بس آپ فون ہند کر دیں۔"

"ضور کوئی بات ہے۔ بتاؤ۔"

"نہ نہیں۔" محمود نے ڈرے ڈرے انہماں میں کما اور فون کا رسیور رکھ دیا۔

"کیا ہوا محمود؟" فرزانہ نے بے چین ہو کر کہا۔

"اوے میاں جاتا۔" تم تو میری گرد کو بھی نہیں ہٹا سکتے۔"

"ہیں! آپ ڈیگری مار سکتے ہیں۔ اس لئے کہ ہمارے ساتھی جو آپ نے خوف میں جلا کر دیئے ہیں۔ اب وہ تو کام کرنے کے قابل رہے نہیں۔"

"اوے تو اپنے کامران مرزا کو بلا لیں۔" اس نے ہنس کر کہا۔

"تو آپ ان پر سے ہی کیوں خوف نہیں ہٹا لیے۔" محمود

پھر سوچ کر کہا۔

"میں ایسا نہیں کروں گا۔ پسلے میاں کچھ اپنے کام

"فکر کر۔ مجھ پر خوف کا حل نہیں ہوا۔" اس نے کہا۔
"تب پھر تم پر شان کیوں ہو گئے۔"

"مجھے خیال ہی اب آیا ہے۔ آؤ چلیں۔"

"ارے ارے۔ آپ لوگ جا رہے ہیں۔ ابھی تو میں تھے۔ آپ لوگوں سے ملاقات بھی نہیں کی۔ باقیں فیض کیں۔ سوالات نہیں کیے۔ ان گفت سوالات میرے دلاغ میں گوچھے رہتے ہیں۔" "وہ پھر کسی وقت کر لے جائے گا۔" اس وقت ہم بہت بُلدی میں تھے۔

انہوں نے کہا اور قرباً دوڑتے ہوئے باہر کل کیے۔ اب کار میں بیٹھے اٹے جا رہے تھے۔

"آخر ہوا کیا ہے۔" فرزانہ نے جملہ کر کہا۔

"ہمیں فوری طور پر تیاری صاحب سے ملتا ہے۔ ورنہ شاید یہ شخص جیک پاؤٹے کو لے جاتے میں کامیاب ہو جائے گا۔" "یعنی آخر کیے۔ جیک پاؤٹے جیل میں ہے۔ ابھی اسے مقدمہ چل رہا ہے۔"

"جو بھی ہے۔ ہمیں اس قائل کا مطالعہ کرنا ہو گا۔ ورنہ تم یہی طرح ناکام ہو جائیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔ یونہی سی۔" فرزانہ نے کہا۔

اور پھر وہ تیاری صاحب کی کوٹھی ہٹج گئے۔ انہوں نے

ہانو گلووار انداز میں ان کی طرف دیکھا۔

"اب کیا ہے۔ آپ پھر آگئے۔ اب تو آپ نے قائل کا مطالعہ کر لیا ہے۔"

"کیا تو مشکل ہے جتاب۔" محمود بولا۔

"کیا مشکل ہے؟" انہوں نے بھنا کر کہا۔

"تم اب تک قائل حاصل نہیں کر سکے۔ مجرم نے آپ کے ریکارڈ کپیر کو اختو صاف کر دیا۔"

"لکھ کیا مطلب۔ کیا اس نے ریکارڈ کپیر کو اختو کر لیا۔"

"ایک طرح سے یہ اخواہی ہے۔ اس نے دراصل انہیں بے اہش کر دیا ہے اور اب وہ کسی قاتل نہیں نہ گئے۔ اور مجرم نے انہیں فون پر دھمکی دی ہے کہ کچھ ہو جائے۔ وہ جیک پاؤٹے کو نکال لے جائے گا۔"

"نہیں۔ وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔ جیک پاؤٹے جیل میں ہے۔ اور عدالت میں اس پر مقدمہ ٹیل رہا ہے۔ پھر بھلا وہ اسے کس طرح لے جائے گا۔"

"اس نے تو بڑے بیوں کو خوف میں جلا کر دیا ہے۔"

"کیا مطلب؟" وہ پوچھ گئے۔

اب انہوں نے خوف کی کمائی سنائی۔ وہ دھک سے رہ گئے۔

"آخر یہ ہو کیا رہا ہے؟"

"ان حالات میں ہمارے لئے اس قائل کو فوری طور پر کہ بہت ضروری ہے۔ اور آپ جیل میں اس کی حالت کے انقلاب کرائیں۔ اس کی عدالت میں حاضری بد کرائیں۔ اگر اسے یہ سے نکلوا ہی نہ جائے۔"

"چھی بات ہے۔ میں یہ کام ابھی اور اسی وقت کرتا ہوں۔ لیکن قائل تو آپ کو ریکارڈ کپھری دے سکے گا۔"

"آپ کو قائل کا نمبر معلوم نہیں۔ ہم خود حلش کر لیں گے۔"

"نشیں۔ قائل کا نمبر بھی معلوم نہیں۔" وہ یوں۔

"چھی بات ہے۔ آپ نے کیس کون سے تھانے میں ادا ناکی۔ اب تو فرٹ کے مخانکوں کو بولیا اور اسے ان کر لیا تھا۔"

"کسی تھانے میں نہیں۔ کوئی نکل یہ خیر قلم کا محلہ تھا۔ لا بڑے دن متعدد داڑ کر دیا۔ یہ ہے کمانی۔ لیکن اس کا مطلب نہیں سے کیس عدالت میں داخل کر دیا گیا۔"

"اگر یہ بات ہے تو پھر اس کی تصویر اخبار میں کس طرح تم قائم ہو گئے۔"

"ایسا کس گھر کی تاشی لی گئی؟"

"ہاں! لیکن دبال سے کچھ نہیں ملا تھا۔"

"ایسا فرٹ میں کچھ قائل میں کم پائی گئیں۔"

"نہیں۔ وہ غالباً" گرلے جا کر قائل کی مانگکرو قلم بنا آتا تھا اور

بگرد مرے دن قائل اس کی جگہ پر رکھ دیتا تھا۔"

دوں گا۔ میری چیز کش سن کر وہ گھبرا گیا اور گاڑی میں بیٹھنے

"ہوں۔ کیا گھر میں مانگکرو قلم بنانے کا سلسلہ بھی ملا؟"

کھلانے لگا۔ لیکن میں نے کہا کہ بیٹھ جائیں۔ گھر لئے وہ شہر کی شہزادت نہیں۔ اس طرح وہ بیٹھ گیا۔ میں نے اس کی قیض کے پیچے کوئی جی ہلتی محسوس کی۔ تو پوچھ بیٹھا۔ بھتی یہ تھا کہ قیض کے پیچے کیا ہے۔ اس پر وہ اور بھی گھبرا گیا۔ میں نے کار روک لی اور سے قیض الحانے کو کہا۔ اچانک وہ پاہر کل کر بھاگ کر ہوا۔ میں اس کی طرف کار لے کر ہی دوڑ پڑا۔ اس طرح میں نے اسے کار کی مانیا دے ماری۔ اور وہ ٹکر کھا کر بری طرح گرا۔ فوادی بے ہوش ہو گیا۔ اب جو میں نے قیض ہٹائی تو وہاں ایک بہت اہم اور خیر ناکی تھی۔ میں نے فوراً اپنے فرٹ کے مخانکوں کو بولیا اور اسے ان کے خواں لے کر دیا۔ پھر اسی روز اسے بیل بھجوادیا۔ اور عدالت میں لا بڑے دن متعدد داڑ کر دیا۔ یہ ہے کمانی۔ لیکن اس کا مطلب ہے۔ وہ اس سے پہلے بھی یہ کام کرتا ہوا تھا۔" یہاں تک کہ کہا۔

"عدالت میں تو آخر بھرم کو پیش کیا ہی گیا تھا۔"

"وہ پکڑا کس طرح کیا تھا۔"

"ایک روز دفتر سے نکل رہا تھا۔" میں اس وقت گاڑی میں

کے بعد نکلا۔ لذماں نے نکلتے ہوئے اس سے کہا کہ آف۔ میں

بگرد مرے دن قائل اس کی جگہ پر رکھ دیتا تھا۔"

دوں گا۔ میری چیز کش سن کر وہ گھبرا گیا اور گاڑی میں بیٹھنے

"ہوں۔ کیا گھر میں مانگکرو قلم بنانے کا سلسلہ بھی ملا؟"

”نمیں... ابھی کوئی بچ جسیں ملی۔ شاید وہ یہ کام کسیں ادا کرے۔“

”بھی نمبر کے بغیر یہ ممکن نہیں.... ارے ہاں! آپ بچ خاور

یکھتے کیون ملاقات نہیں کر لیتے۔“

”خاور بیک؟“

”ہاں! انھی کی عدالت میں اس کا کیس ہے.... فاکل توان کے

ہاں بھی ہو گئی۔“

”بہت خوب! یہ نجیک رہے گا۔“ وہ خوش ہو گئے۔ پھر فرزانہ

نے کہا۔

”چلے پھر بچ صاحب کا پاتا تادریں۔“

”ہاں ضرور... کیوں نہیں.... ۵۲ تارن روڑ۔“

وہ اسی وقت کوئی نمبر ۵۲ تارن روڈ کی طرف روانہ ہوا

گئے۔ تلاش کرنے میں اپنی کوئی وقت نہ ہوئی۔ محمود نے ٹھنڈی کا

بن دیا تو ایک اوپریز غر آدمی باہر نکلا۔

”تین... فرمائیے۔ آپ کو کس سے ملتا ہے.... بچ صاحب تو

کسی سے ملتے نہیں۔ گردوارے اس وقت آرام کر رہے ہیں۔“ اس

نے بدلی جدیدی کہا۔

”یہ ہمارا کارڈ بچ صاحب کو دے دیں۔“ وہ پہنچ نہ ملیں۔

لیکن کارڈ دیکھ کر فون پر بات ضرور کر لیں گے۔“

”فون پر... کیا مطلب؟“ اس نے چوک کر کہا۔

”پھر اس سے معلوم کرنے کی کوشش کی گئی؟“

”ہاں بہت۔ میں اس نے آج تک کوئی لفظ نہیں اکالا۔“

”جو قائل اس سے ملی۔ اس بارے میں وہ کیا کہتا ہے۔“

”وہ کہتا ہے۔“ اس کے خلاف کوئی سازش نہیں۔

”نمیں معلوم کر اس کے بارے میں فاکل تھاں سے آگئی تھی۔“

”یہ تو بہت فضول جواب ہے۔ جب کہ اسے رنگی اپنے

کیا ہے۔“

”ہاں! کی میں نے کا تھا۔ عدالت نے بھی اسے جرم قرار

ہے اور اگلی چوتھی پر وہ اس کا فیصلہ سنانے والی ہے۔“

”اوہ، اچھا۔ آپ کو کیسے پتا چلا کہ عدالت اسے جرم قرار

چکی ہے۔“

”بچ صاحب سے میری بات ہوئی ہے۔ انہوں نے بتا۔“

”اس کا جرم ثابت ہو چکا ہے۔“

”ہوں اچھا۔ شکریے۔ اس کا پاتا تھا کہ ہیں آپ۔“

”وقت کے ریکارڈ سے مل سکتا ہے۔ یا شاید دفتر کے پڑ

مولوم ہو گا۔“

”آپ مہماں کر کے ہمیں ریکارڈ ردم کی چالی دے دیں۔“

"ہم باہر موجود ہیں..... تمارے پاس موبائل فون موجود ہے۔ کارڈ پر تھا نمبر بھی درج ہے۔ کیا مزید وضاحت کروں۔" "جی نہیں۔ بات سمجھ میں آگئی۔" وہ سکریا اور اندر گیا۔ فور آئی اس کی واپسی ہوئی۔

"صاحب آپ سے میں گے۔"

"یہ اور چھی بات ہے۔ چٹے پھر۔"

"وہ آپ کو اپنے کمرے میں بلا رہے ہیں.... آئیے۔" جو نہیں دیتے صاحب کے کمرے میں داخل ہوئے۔ اپنی لبکے سارے۔

○○

"اب تم کیسا محسوس کر رہے ہو خان رحمن۔" پروفیسر داؤڈ اپنے گذشت وہ سمجھتے سے ان کا علاج کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ان کا خوف دور کرنے کے لیے اب تک ان گست پڑے تل پچے تھے۔ اور آخر کار اب تیجہ معلوم کرنے کے لیے انہوں نے ان سے پہنچا تھا کہ کیسا محسوس کر رہے ہو۔ ساتھ ہی اپنے جشید بھی موجود تھے۔ ان کی مالت بھی اب خان رحمن مجھی ہی تھی۔

"پہلے بیساہی محسوس کر رہا ہوں۔" خان رحمن سکرائے
"لیا مطلب؟" وہ چھوٹے

"مطلوب یہ کہ میرے خوف میں اب تک کوئی کمی نہیں ہوئی۔"
"جیت ہے۔ کمال سمجھے الفوس ہے۔" پروفیسر داؤڈ نے چکلا کر کر کہا۔

"ہو گی۔ ہو گا۔ ہو گا۔" خان رحمن نے فوراً کہا۔

"اب تم محسوس فاروق تور فرزان کے انداز میں باقی کر رہے

چھٹکا

ہو۔ پوفیسر داؤن نے جلا کر کمل۔

"اور کیا آپ نہیں کر رہے ان کے انداز میں یا تین۔" جمیش بول اٹھ۔

"اوہ سوری۔" وہ فوراً بولے۔

"چلے معاف کیا۔ آپ بھی کیا یاد کریں گے۔"

"جمیش۔ کیا تم بھی خوف محسوس کر رہے ہو۔"

"ہاں بالکل۔ اور کیوں نہ کروں محسوس۔ خوف نہیں۔"

بیر کیسے کام پڑے گا۔ انہوں نے کہا۔

"تھے تم۔ تم مجھے پاگل کر دے گے۔"

"ارے باپ رے۔ تم دنوں تو چاٹ جاؤ گے میرا مل۔" "اگر اللہ کی مرثی لکی ہے۔ تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔" اپکر جان ہو کر کمل۔

"اچھا نہیں۔ میں ایک اور ترکیب لانا ہوں۔"

"ترکیب لانا تو آپ اس طرح کر رہے ہیں۔ میں لوگ کئے پڑے لانا ہوں۔" غان رحمان کے لمحے میں حیرت تھی۔

"اس صورت میں ہم بھی چاٹ لیں گے آپ کا دماغ۔" "حیرت ہے۔ تم دنوں کا خوف تمہارے دماغ پر کیوں اڑا کر از

"اچھا یار چپ رہو اور مجھے سچے دو۔" وہ جلا کر بولے۔

"آپ کو سچے سے روک کون رہا ہے۔ آپ تو نہ کوئی بیرون میں اکو اداز میں کمل۔"

"اپکر جمیش نے براسانت بنایا۔

"کہاں مالک ہے۔" اپکر جمیش نے سو آہ بھری۔

"کیا کمال۔ میں نہ دستی روک رہا ہوں۔" انہوں نے آنکھ بیشید۔ کیا تم جانتے ہو۔ ہم لوگ کن حالات میں گمرے

کہاں۔

"ہاں اور کیا؟" ہواب میں غان رحمان نے بھی آنکھیں کھلیں۔

"تیس خوبی۔ غان رحمان۔ اسے کہتے ہیں۔ اور کا

"ا۔ اپکر جمیش نے ان کی تعریف کی۔

"تو پھر مٹا پا تھا۔" غان رحمان خوش ہو گئے۔

دنوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پر نور سے ہاتھ مارا۔ اس

دن سے کہ شدید چوت کا احساس ہوا۔ یہ دیکھ کر پوفیسر داؤن

۔

جسے تم مجھے پاگل کر دے گے۔"

۔

۔

۔

۔

۔

۔

۔

۔

۔

۔

۔

"اگر بھی حال رہا تو مجھے پاگل ہونا ہی پڑے گا۔" پروفیسر داؤڈ
ٹبلٹ کے انداز میں کہا۔

"خوبی ہو گی..... اگر آپ پاگل ہو گئے۔" انسپکٹر جسید نے تائید
کی۔

"بائیں یہ... یہ کیا۔ یہ کون لوگ ہاتھی کر رہے ہیں۔ پاگل
مجھے انداز میں... وہ بھی میرے یہاں موجود ہوتے ہوئے۔" ایسے
شہروں کی آواز سنائی دی۔ اس وقت تک خند کے عالم میں تھا یا
بے ہوشی کی حالت میں کوئی نکد جب سے انسپکٹر جسید اسے یہاں لائے
تھے۔ وہ برا بر سرہا تھا۔ اور ہر پروفیسر داؤڈ چونکہ خان رحمان کی طرف
چودھر تھے۔ اس نے فاروق کے لئے کچھ نہیں کر سکے تھے۔ فاروق
سے پہلے اُنیں انسپکٹر جسید کو دیکھا ڈیا تھا۔ کوئی نکد وہاں کھینچتے ہی
انہوں نے اعلان کیا تھا۔ کہ ان کے خوف میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔
"خدا کا شکر ہے... تم خود بخود ہوش میں آگئے۔ اب تمہارے
خوف کا کیا عالم ہے۔"

"میرا خوف... ارسے باپ رے.... وہ تو جوں کا توں موجود
ہے۔ آخر ہم اس خوف سے کب نجات حاصل کریں گے۔ اودھ...
اسنے... ہمیں... محدود اور فرزانہ نظر نہیں آ رہے۔"

"بس وہی دو سچے ہیں.... وہ ابھی تک خوف سے محفوظ ہیں۔ یا
پھر میں... دونوں نہ جانے کیاں دیکھ کھا رہے ہوں گے۔" پروفیسر داؤڈ
رحمان نے کھڑا کر کہا۔

"ہم پاگل باتا ہوں۔ میں نے اپنے ملنگ کے دروازے
کھڑکیاں بند تو نہیں کر لیے۔" انہوں نے فوراً کہا۔
"کیا کہا۔ کس جھ کے دروازے اور کھڑکیاں؟" پروفیسر داؤڈ
خیال کے عالم میں بولے۔

"ملنگ کے۔ وہ فوراً بولے۔"
"اوہ اچھا۔ ملنگ کے ارسے۔ تم نے مجھے بھی ہمارے
البھالیا۔ اپنا علاج کرنے والے گے یا نہیں؟" انہوں نے تمہارے کے
ٹکریں علاج۔ روک کرنا رہا ہے۔ جیس کہ نہیں
گئے۔ آپ ہمارا خوف دور نہیں کر سکتے۔"

"سوال یہ ہے۔ آخر تم کس سے خوف محبوس کر رہے
ہیں۔ ہر جگہ سے ہمیں ہر جیس خوفاں لگ رہی ہے۔"
کہ آپ بھی۔" خال رحمان نے جلدی جلدی کہا۔

"صد ہو گئی یعنی کہ۔" پروفیسر داؤڈ کا منہ بن گیا۔
"یہ حق ہے۔ ہمیں جو جسی بب سے زیادہ خوف آ
محبوس ہو رہا ہے۔" انسپکٹر جسید نے میں کی تائید کی۔
"چھا بیباہ گا۔" کہ رہے ہو گے تم خوف محبوس ہو۔

چلتے
آپ۔ کسی آپ بھی پاگل تو نہیں ہونے والے
رحمان نے کھڑا کر کہا۔

"مطلوب یہ کہ مجھ پر اور میرے گھر کے افراد پر اچانک خوف کا
حل بیو ہے۔ لہذا آپ علاج کرنے کے لئے آئیں۔"

"آپ سے کس نے کہ دیا کہ علاج مجھ سے کرائیں۔"
"ایک تعلیم عین نے۔ اس کا کہنا ہے۔۔۔ اس مرض کا
علاج شرمنی اگر کوئی کر سکتا ہے تو وہ ہیں آپ۔" انہوں نے کہا۔
"مالا نکل یہ بات بالکل غلط ہے۔"

"وہ کیسے؟" انہوں نے چونک کر کہا۔

"وہ ایسے کہ میں اس مرض کے علاج میں برقی طرح ناکام ہو چکا
ہوں۔ آپ سے پہلے خوف کا حل میرے دوستوں اسکلز جیشید، خان
دہمان اور اسکلز جیشید کے بیٹے فاروق پر ہو چکا ہے۔۔۔ میں ان کا علاج
کرنے کی سرتوڑ کو کوشش کر چکا ہوں، لیکن ابھی تک کوئی کامیابی نہیں
ہی۔۔۔ لہذا آپ انتظار فرمائیں۔۔۔ جو نہیں کوئی کامیابی ہو گی۔۔۔ میں آپ
کوں تک پہنچ جاؤں گا۔"

"لکھ۔۔۔ کیا آپ بچ کر رہے ہیں؟"

"بالکل۔۔۔ جھوٹ بولنے کی بھتی خادوت نہیں۔"

"تب پھر اس نے یہ کہوں کہا کہ صرف اور صرف آپ اس کا
علاج کر سکتے ہیں۔"

"پتا نہیں۔۔۔ اس نے یہ بات کیسے کہ دی۔۔۔ یہ بات اس نے
پہلے بھی فون پر کی تھی۔۔۔ اسی لئے تو میں ان کا علاج کرنے کی کوشش

نے دکھ بھرے انداز میں کہا۔

"میں کیا کروں پروفیسر صاحب۔۔۔ میں نے تمہت کو کوشش کی ہے
کہ فوراً اس کیس پر کام شروع کر دوں۔۔۔ ان کی مدد کروں اور مجرموں
کو پکڑ کر ملاخوں کے پیچے پہنچا دوں۔۔۔ لیکن۔۔۔ ہمہت ہی نہیں پہنچا۔۔۔
خوف نے اس برقی طرح جکڑا ہے کہ کیا ہتاوں۔"

"ابس پچھے نہ ہتاوں۔۔۔ اور پروفیسر صاحب۔۔۔ آپ ان کا علاج
کریں۔۔۔ خان رحمان بولے۔"

"میں تو ہمیں کا علاج کروانا چاہتا ہوں۔۔۔ لیکن کہوں کیسے؟"
"میں اس وقت فون کی سمجھتی تھی۔۔۔ پروفیسر راؤ نے فوراً بھی
انھیا۔۔۔

"پروفیسر راؤ بات کر رہا ہوں۔"

"اور میں وزیر خارجہ سعید کاشانی ہوں۔"

"آتا۔۔۔ کاشانی صاحب۔۔۔ فرمائیے۔۔۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"فوراً یہاں آ جائیں۔۔۔ آپ کو میرا اور میرے گھر کا علاج

ہے۔۔۔"

"آپ بھول رہے ہیں کاشانی صاحب۔۔۔ میں ڈاکٹر نہیں ہوں۔

سائنس و ادی ہوں۔۔۔ انہوں نے منہ بنا لایا۔

"اسی لئے تو آپ کو فون کیا ہے۔۔۔ کاشانی صاحب بولے۔

"کیا مطلب؟"

کر رہا ہوں..... ورنہ مجھے تو علاج کرنے کا خیال بھی نہ آتا۔ ”لبا“ کا مطلب یہ ہے کہ اس مرض کا علاج... ارسے۔ ”وہ کتنے کرنے کے لئے“

”لکھ کر کیا ہوں؟“

”شاید۔ سر۔ شاید سر شاید۔“

”یہ کیا بات ہوئی۔ شاید سر شاید۔“

”میرا خیال ہے علاج میرے ذہن میں آگیا ہے۔ آپ بال کریں کہ فوراً میں آ جائیں۔“

”تو آپ میں کیوں نہیں آ جاتے؟“

”میں کون کون سے آلات ساتھ لاوں گا۔ جب کہ میں اسے میں آسانی ہے۔“

”چھی بات ہے۔ ہم آ رہے ہیں۔ آپ بس تاراں رکھیں۔“

”آپ غفران کریں۔“

”اچھا تو پھر ہم آ رہے ہیں۔“

انہوں نے فون کار پیور رکھا کہ پھر فون کی گفتگی بیٹھی۔

”اوہو۔۔۔ اب کون ہے۔ اس طرح تو میں کام بھی نہیں کوئی گا۔۔۔ انہوں نے بھنا کر کما اور ریپورٹ اخالیا۔۔۔ پھر وہ سر پر کوئی بیٹھے گئے۔۔۔ کوئی نکل ایک بڑے سرکاری آفیسریات کر رہے تھے اور وہ بھی

دی کمانی دہرا رہے تھے۔۔۔ انہوں نے انہیں بھی تجوہ گاہ میں بلا لیا۔ پھر انہوں نے اپنے ماتحتوں کو طلب کیا اور انہیں چند پرداخت دیں۔۔۔ اس کے فوراً بعد انسپکٹر جیشید، خان رحمان اور فاروق کے خون کے نمونے لے گئے۔۔۔ خون کو چیک کیا گیا۔۔۔ اس میں موجود ہر جیز کو الگ الگ کیا گیا۔۔۔ پدرہ مت بعد ان کے نائب شیر فارانی نے آکر تلاوا۔۔۔

”خون میں ایک انوکھی حتم کے جراحتیں پائے گئے۔۔۔ اس حتم کے جراحتیں آج تک کسی کے خون میں نہیں پائے گئے۔۔۔“
”بہت خوب۔۔۔ اب ان جراحتوں پر تجوہ شروع کر دو۔۔۔ اور یہاں خون بھی لے لو۔۔۔ دیکھو میرے خون میں یہ جراحتیں ہیں یا نہیں۔۔۔“
”اوکے سر۔۔۔“

ان کے ماتحت اس کام میں جٹ گئے۔۔۔ جلد ہی انہیں یہ رپورٹ موصول ہو گئی۔۔۔ کہ ان کے خون میں جراحتیں نہیں تھے۔۔۔ ماتحتوں نے ان جراحتوں پر تجوہات کے تھے۔۔۔ ان پر سخت ترین جیسیں یہاں تک کہ مختلف حتم کے تیزاب تک ڈال کر دیکھے گئے تھے۔۔۔ یہیں وہ جراحتیں بلاک نہیں ہوئے تھے۔۔۔ بلکہ ان کی تعداد میں ہر لمحے اضافہ ہو رہا تھا۔۔۔ یہ رپورٹ پڑھ کر پوری قدر اودھ حکم سے رہ گئے۔۔۔ لہذا وہ بولے۔۔۔

”جب تک ہم ان جراحتوں کو بلاک کرنے کی دوا دریافت

ہیں کر لیتے، اس وقت تک مسلسل کام کریں گے۔

"لیکن پروفیسر صاحب... یہ کام صرف آپ ہی کیوں کریں گے۔ دوسری لیبارٹریوں میں یہ کام کیوں شروع نہیں کیا جاتا۔" "ایسا بھی کیا جائے گا۔"

میں اس وقت ملازم نے آکر بتایا کہ وزیر خارجہ اور ان کے گمراہ افراد آئے ہیں۔

"میں بھی لے آؤ۔ وہ بولے۔

ان سب کے خون کے نمونے لے گئے۔ جلدی انہیں معلوم ہو گیا کہ ان سب کے خون میں بھی بالکل وہی جراحت تھے۔ اب تو ان کا مارے پریشانی کے براعال ہو گیا۔

"آپ پریشان ہو گئے؟" شیر قارانی بولا۔

"تو اور کیا کروں، ابھی تک ہم یہ نہیں جان سکے کہ ان جراحت کو کون سی دوا سے بلاک کیا جا سکتا ہے۔ اگر نہ جان سکے تو ہم اس مرض کے علاج میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ اگر کامیاب نہ ہو سکے تو اس صورت میں کیا ہو گا۔ میں یہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا ہوں.... اور ایک دوسری ممکنیت یہ ہے کہ وہ شخص یہ خبر بھی چھوڑ رہا ہے کہ اس مرض کا علاج اگر کوئی کر سکتا ہے تو وہ ہیں پروفیسر داؤڈ۔ اس طرح میری مشکلات میں اضافہ ہو جائے گا۔ ہر کوئی اوہر کارن کرے گا۔"

"اُرے باپ رے... یہ تو واقعی پریشان کی خبر ہے۔"

"ہے نا۔ تب پھر میں پریشان نہ ہوں تو اور کیا کروں... اس پر ایک اور مشکل بھی ہے۔"

"اور وہ کیا پروفیسر انکل؟" فاروق گھبرا گیا۔

"ابھی تک ہم یہ بھی نہیں جان سکے کہ وہ جراحت جسم میں داخل کس طرح کر رہا ہے۔ اگر یہ بات تم معلوم کر لیتے تو بھی کچھ کہا جا سکتا تھا۔ لیکن اب یہ کون معلوم کرے۔ اپنکے جشید خود ان جراحتوں کا ٹکارا ہو گئے ہیں۔ فاروق اور تم بھی خان رہنمائی دے کر محمود اور فرزانہ باتی ہیں۔ وہ کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن نہ جانتے کہ وہ بھی جراحتوں کا ٹکارا ہو جائیں۔"

"تب پھر... اس کا ایک ہی حل ہے۔ اور وہ یہ کہ تم اپنکے کامران مرزا کو بنا لیتے ہیں۔"

"اور وہ بھی یہاں آ کر جراحتوں کا ٹکارا ہو گئے تو؟"

"یہ بعد کی بات ہے۔ چنانیں ہوتے ہیں یا نہیں۔"

"اپنی بات ہے۔ من فون کرتا ہوں۔"

یہ کہ کر پروفیسر داؤڈ نے اپنکے کامران مرزا کے نمبر ڈائل کیے۔ اس وقت رات ہو چکی۔ لہذا وہ گھر پر ہی ہو سکتے تھے۔ جلدی دوسری طرف سے آفتاب کی آواز سنائی دی۔

"آفتاب احمد بات کر رہا ہوں۔"

"اور یہ میں ہوں۔ پروفیسر داؤد۔"
"کیا... یہ آپ ہیں... یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" آتاب کی

حیرت میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

"کیوں... یہ کیوں نہیں ہو سکتا۔"

پروفیسر داؤد کو ایک زبردست دھکا لگا۔

○○

فائل نہیں ہے

جس صاحب کرے کے فرش پر سر کے مل کھڑے تھے۔ ان کا
جھپٹا سر فرش پر نکلا ہوا تھا۔ دونوں پا تھوں سے انہوں نے صرف سارا
لایا ہوا تھا کہ گرتے نہ پائیں۔ درست وہ صرف سر کے مل کھڑے تھے۔

"یہ... یہ... یہ کیا؟" محمود پوکھلا اٹھا۔

"لکھتے کون؟" جس صاحب پوکھلا تھے۔

"لکھتے کیا طالزم نے ہمارا کارڈ کو آپ کو نہیں دیا تھا؟" فرازانہ
لے۔

"دیا تھا۔ اور میں نے ہی تو اس سے کہا تھا کہ آپ لوگوں کو
اندر لے آئے۔ کیا وہ آپ لوگوں کو اندر نہیں لایا۔"

"تی کیا قربیا آپ نے... کیا طالزم ہمیں اندر نہیں لایا۔ اگر وہ
ہمیں اندر نہیں لایا تو آپ ہم سے ہاتھیں کس طرح کر رہے ہیں۔"
"نیاں سے۔" انہوں نے فوراً کہا۔

"بواب مغلتوں ہے۔ تب آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر
لیں کہ ہم اندر آپکے ہیں.... لہذا آپ سیدھے ہو جائیں۔"

"تھے... تھے... یہ نہیں ہو گا۔" انہوں نے جھکے دار آواز "ہم اس کی قائل دیکھنا چاہتے ہیں۔" کہا۔

"فیلے سے پہلے میں قائل کس طرح دکھا لکھا ہوں۔" وہ

"لیکن کیوں نہیں ہو گا... یہ بھی تو ہائس ہا۔"

"آپ فلرنے کریں... اس طرح آپ کے فیلے پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ آپ وہی فیصلہ نہیں گے... جو آپ لکھ پکے ہیں۔"

"آخر آپ قائل دیکھ کر کیا کریں گے... اور پھر یہ قائل تو آپ کو یاری صاحب بھی دے سکتے ہیں۔"

"انہوں نے ریکارڈ پر کو عکم دیا تھا۔ لیکن مجنم نے اسے بے ہوش کر دو۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"آپ کا مطلب ہے... اب وہ قائل دینے کے قابل نہیں رہا۔"

"اس لئے کہ پھر مجھے ہر جیز انہی نظر آتے گے۔ ہم سے ہر سیدھی نظر آتے گی ہے۔"

"میں سمجھا تھیں... آپ کیا کہتا چاہتے ہیں۔"

"بھی جب میں سیدھا تھا تو گھر کی ہر جیز انہی نظر آتی تھی۔ یہاں علک کر جب ملازم اندر آیا تم لوگوں کے کارڈ اسکے کارڈ اسکے بل چلتا ہوا اندر آیا تھا۔ ایسے میں میں وہ بھی الاٹا۔ یعنی سر کے بل کھڑے ہو کر دیکھا۔ تو ہر جیز سیدھی فلکی"

"آپ کا مطلب ہے... اب وہ قائل دینے کے قابل نہیں رہا۔"

"لذا میں نے سر کے بل کھڑے ہو کر دیکھا۔ تو ہر جیز سیدھی فلکی۔"

"باطل... نہیں بات ہے۔"

"تب پھر میں وہ قائل دے دیتا ہوں۔ اتفاق سے وہ گھر میں اسی ہے۔"

"اوہ... لیکن آپ کب تک اس طرح کھڑے رہیں گے۔"

"پچھے کر نہیں سکتا۔"

"آپ کا بہت بہت شکریہ۔" فرزان خوش ہو گئی۔

"لیکن... ایک شرط ہے۔"

"پھر ہم آپ سے بات کس طرح کریں گے۔"

"اور وہ کیا؟"

"ایسی طرح۔" انہوں نے کہا۔

"یہ کہ کہ آپ قائل کا مطالعہ نہیں بیندھ کر کریں گے۔"

"جیسے آپ کی مرضی۔ آپ جیک پانڈے کا فیصلہ نہیں۔ یہ بات ہمیں یاری صاحب نے بتائی ہے۔"

"قابل ساخت نہیں لے جائیں گے۔"

"ہاں! یہ نہیں ہے۔ تو پھر؟"

"میک ہے.... اب تو آپ سیدھے ہو جائیں"۔
"نہ۔ نہ یہ نہیں ہو گا"۔

"مارے تو کیا آپ اسی طرح فائل کمال کر دیں گے"۔
"یہ کام تو میں ملازم سے بھی لے لوں گا"۔

"اوہ اچھا۔ تو پھر بلاجے اسے"۔

انسوں نے اسی طرح سختی کا بٹن دبا دیا۔ اور ملازم دوڑا آیا۔

"وہ فائل.... جیک پانڈے کی انہیں دے دو"۔

"تی۔۔۔ جیک پانڈے کی فائل۔۔۔ میں سمجھا نہیں"۔ ملازم۔

چر ان ہو کر کمل۔

"ارے بھی۔۔۔ میری توکری میں سے"۔

"اوہ اچھا سر"۔ اس نے پوکھلا کر کیا۔ پھر وہ اسی کرے۔ اسے ایک قانونی مشورہ لیا تھا"۔

رکھی ہوئی تج صاحب کی توکری کی طرف گیا۔ اس کا ڈھنکا الملا۔

سرسراتی آواز میں بولا۔

"اس۔۔۔ اس میں فائل نہیں ہے سر"۔

"لک۔۔۔ کیا کیا۔۔۔ فائل اس میں نہیں ہے"۔

وہ یک دم گرے اور سیدھے ہو گئے۔ ساتھ ہی ان کے

سے چیز نکل گئی اور وہ فوراً پھر سر کے مل کھڑے ہو گئے۔

"اے! اب میں کیا کروں۔۔۔ فائل کیاں گئی۔۔۔ میں قبول کرنے کا

پڑھ کر سناؤں گا"۔ تج صاحب نے لرزتی آواز میں کمل۔

"مشکل یہ ہے کہ آپ سیدھے نہیں ہو رہے۔۔۔ سیدھے ہو کر
جانشیں، بھی کوئی بات چیز آپ سے کی جائے گی"۔

"نہیں۔۔۔ جونہی میں سیدھا ہوتا ہوں۔۔۔ میری تکلیف میں
نہ ہو جانا ہے"۔

"ایسا آج آپ سے کوئی ملنے آیا تھا؟"۔

"ہاں! آئے تھے ایک صاحب"۔

"اور اسے بھی آپ نے اسی کرے میں بala لیا تھا"۔

"تو اور کیا کرتا۔۔۔ سر کے مل چل کر ڈرائیکر دوم میں کس
لیا ہا۔۔۔"

"اپنا جس۔۔۔ وہ کون تھا اور آپ سے ملنے کیوں آیا تھا؟"۔

"اوہ اچھا سر"۔ اس نے پوکھلا کر کیا۔ پھر وہ اسی کرے۔

"اس کام کے لئے تو اسے کسی وکیل کے پاس جانا چاہیے تھا"۔
"وکیل سے بہتر مشورہ تج دے سکتے ہیں"۔ اس لئے کہ تج پڑے
لیا ہوئے ہیں"۔

"ایسا ایک تج ہوتے ہوئے آپ اسے مشورہ دے سکتے ہیں"۔

"ہاں کیوں نہیں۔۔۔ لیکن میں مشورہ دینے کی فیس لیتا ہوں۔۔۔

"لیکن میں نے اس سے بھی فیس لی تھی"۔

"اے! اب میں کیا کروں۔۔۔ فائل کیاں گئی۔۔۔ میں قبول کرنے کا

کیا۔۔۔ جو گورے کے لیے جیسی جست تھی"۔

سے مل لیں۔ فرزانہ نے تجھ کے آئے ہوئے انداز میں کہا۔
”اصل تو ہی کیا مطلب؟“

”مطلب یہ کہ ہم جیک پانڈے سے کچھ نہ مل لیں۔ ذرا میں خوبیں جانتے کہ کسی کو مشورہ دینے کے لئے کافی کہا۔ کیا کہتا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ سارا چکر چلا ضرورت نہیں ہوتی۔“

”اور جس وقت وہ آیا۔ کیا اس وقت قائل آپ کے خیال میں یہ بات نہیں۔“ محمود مسکرا یا۔
”باتیں خوبیں تمہارے خیال میں۔“ فرزانہ نے اسے گھوڑا۔

”سیرا تو بھی خیال ہے۔ میں جب عدالت سے لایا ہوں کہ سارا چکر صرف ایک جیک پانڈے کے لئے چلا گیا اس تو کری میں تھی۔ اس کے بعد کب تکالی گئی۔ بولا خیال ہے۔ اس شخص کو تو یہ پراسرار مجرم چپ پہنچاتے نہیں۔“

”اب محالہ اور ایجاد گیا ہے۔ ایک تو آپ وہ فائیں۔ تمہارا مطلب ہے۔ یہ کوئی اور چکر ہے۔“
”ہیں۔ دوسرے سر کے بل کھڑے ہونے کی مصیت۔ لے۔“ کہا انہیں کی کہتا ہے۔ خوبیں۔ اس کے باوجود ہم جیک پانڈے آپ ہماری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ لہذا ہم مبرکر کے دل کئے ہیں۔“

”ایسی وقت بیل پہنچ گئے۔ پرشنڈٹ جیل نے ان کے کارڈ ”ہوں ٹھیک ہے۔ اگر مجھے قائل مل گئی تو میں خدا انہیں اور بلوایا۔ اس نے گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا۔“

”قائل اب آپ کو مشکل ہی طے گی۔“ نہ بدل لایا۔ میں آپ لوگوں کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔“
کہا جائیں چکل ہو گی۔“ محمود نے برا سامنہ بنایا۔ اسے جیک پانڈے سے ملتا چاہئے ہیں۔“

”اپنے۔“ جیک پانڈے۔ جس کا فیصلہ ہونے والا ہے۔
”ہم قائل کے چکر میں وقت برواؤ کر رہے ہیں۔“

”ہاں بائکل۔“ وہ بولے۔

”خوبیں ان کا نام پڑا۔“

اپنی قیض کے پیچے سے پہلے ہی نکال کر اپنے پاس رکھ لی تھی۔۔۔ وہ
ناکل انہوں نے ان لوگوں کو دھکائی اور بتایا کہ وہ میں نے دفتر سے
بچا ہے۔ میں نے لاکھ ان لوگوں کو بتایا کہ مجرم میں نہیں۔ تیاری
ساتھ ہے۔۔۔ لیکن میری کون تھا ہے۔۔۔ حق نکلنے میرے بیان کو
تحوڑی دیر بعد جیل کے ایک حصے میں جبکہ باشندوں
لئے نیک طور پر اپنی سکر کفر دیکھ رہا تھا۔۔۔
ساتھ بیٹھا تھا اور اپنی سکر کفر دیکھ رہا تھا۔۔۔ اب میرا
جیل ہے۔۔۔ وہ مجھے سزا نہیں گئے۔۔۔

"آپ لوگ کون ہیں اور مجھ سے ملے کیوں آئے ہیں؟"
”ہوں شاید۔۔۔ لیکن ہو سکتا ہے۔۔۔ ہم تمہیں سزا سے بچا
لیں۔۔۔ محمود نے خیالات میں گم اندازیں کیں۔۔۔
”وہ... وہ کیسے؟“

”تم جن صاحب سے مل کر آ رہے ہیں۔۔۔“
”اُرسے۔۔۔ تو پھر۔۔۔ وہ کیا کہتے ہیں۔۔۔“

”تم ان کی بات پچھوڑو۔۔۔ اپنی کو۔۔۔ جن صاحب کا فیصلہ
کیسے قبول کر سکتا ہوں۔۔۔“
”آپ کا مطلب ہے۔۔۔ آپ نے کوئی قاکل میں ہا۔۔۔“
”لیکن ہم تمہیں بچا کتے ہیں۔۔۔“
”باکل بھی نہیں۔۔۔“
”لیکن کیسے؟“

”اُس بات کو بھی چھوڑو۔۔۔“

”تیاری صاحب جھوٹے ہیں۔۔۔ جرم وہ خود کر رہے
انہوں نے تھوڑا دیا میرے سر۔۔۔ مطلب یہ کہ وہ قاتل
رہے تھے۔۔۔ میں نے ان کی قیض کے پیچے کوئی حق نہیں
پوچھ لیا۔۔۔ بس انہوں نے قورا اپنے چکلے کے آدمیوں کو بنا
رہے والے ہے۔۔۔“

فاکٹری کی چوری کا مجرم۔۔۔ اس نے چوک کر کیا۔۔۔
”تی ہاں! وہی۔۔۔“ محمود نے کہا۔۔۔
”ابھی طواتی ہوں۔۔۔“ اس نے کہا۔۔۔
تحوڑی دیر بعد جیل کے ایک حصے میں جبکہ باشندوں
ساتھ بیٹھا تھا اور اپنی سکر کفر دیکھ رہا تھا۔۔۔
”آپ لوگ کون ہیں اور مجھ سے ملے کیوں آئے ہیں؟“
”میرا نام محمود ہے اور یہ ہیں فرزانہ صاحب۔۔۔“
”سراغہ ساتی سے ہے۔۔۔“ محمود بولتا۔۔۔
”اچھا تو پھر؟“ وہ بولتا۔۔۔

”کیا آپ عدالت میں اپنا جرم قبول کر سکتے ہیں؟“
”نہیں۔۔۔ باکل نہیں۔۔۔ جو جرم میں نے کیا ہی نہیں۔۔۔“
کیسے قبول کر سکتا ہوں۔۔۔“

”آپ کا مطلب ہے۔۔۔ آپ نے کوئی قاکل میں ہا۔۔۔“
”لیکن ہم تمہیں بچا کتے ہیں۔۔۔“
”باکل بھی نہیں۔۔۔“
”اور وہ جو۔۔۔ تیاری صاحب کا بیان ہے۔۔۔“

”تیاری صاحب جھوٹے ہیں۔۔۔ جرم وہ خود کر رہے
انہوں نے تھوڑا دیا میرے سر۔۔۔ مطلب یہ کہ وہ قاتل
”تمارا دنیا میں کوئی رشتہ دار۔۔۔ کوئی عنز ہے۔۔۔“
”کہاں کہاں
رہے تھے۔۔۔“ میں نے ان کی قیض کے پیچے کوئی حق نہیں
پوچھ لیا۔۔۔ بس انہوں نے قورا اپنے چکلے کے آدمیوں کو بنا
رہے والے ہے۔۔۔“

"انشارچ کا۔" اس نے کہا۔

"اور بھائی بن؟"

"باں! میرا ایک بھائی ہے... میک پانٹے۔" اس نے کہا
ویں جمیں پتا ہے۔ وہ تمہاری رہائی کے سلسلے میں ان دن
یہاں آیا ہوا ہے۔"

"اڑے.... کیا واقعی؟" وہ اچھل پڑا۔

"تو وہ ابھی تک تم سے نہیں ملا۔"

"نہیں۔ یاکل نہیں۔" اس نے کہا۔

"جیت ہے.... اور لوگوں سے تو وہ ملاقاتیں کرتا پھر براہ
اور آپ سے ملا سکن نہیں.... جیت ہے۔ کمال ہے... انہوں نے
محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"اس پر جیت مجھے بھی ہے۔ جان میں کیا کر سکا ہوں؟" ا
نے برا سامت بنا کر کہا۔

"یہ ہو آپ کا بھائی ہے میک پانٹے۔ یہ اپنے ملک میں
کرتا ہے.... کیا یہ کوئی ڈائٹر ہے.... یا پھر کوئی سائنس وان ہے۔"

"کیا بات کرتے ہیں.... وہ انشارچ کی خیس پولیس کے ایک
ہم رکن ہیں.... میں نہیں جانتا۔ وہ کیا لگے ہوئے ہیں۔ گزر
عدہ ہے بہت اہم اور بڑا۔"

"وہ؟" ان کے من سے نکلا۔ یہ نئی بات انہیں معلوم

"او، آپ انشارچ سے یہاں کیوں آئے تھے... کیسے آئے
تھے۔" محمود نے ان کی آنکھوں میں بھاگتے ہوئے پوچھا۔

"اں۔ مجھے اپنا ملک اچھا نہیں لگتا تھا۔ میں کسی اور ملک میں
لپی زندگی کزارنا چاہتا تھا.... سو اور چلا آیا۔"

"اور آپ کے بھائی اور دوسرے عزیزوں نے آپ کو خوشی سے
ہٹانے کی اجازت دے دی۔"

"اور وہ کیا کرتے؟"

"اس دوران آپ اپنے بھائی کو خط و فیرہ تو لکھتے رہے ہوں
لے۔"

"ایں! کیوں نہیں۔"

"اور وہ بھی آپ کو خط لکھتا رہا ہو گا۔"

"یاکل لکھتا رہا ہے۔"

"تم آپ کی دعا کرنا چاہتے ہیں.... اگر آپ بے گناہ ہیں تو ضرور
آپ کو سزا نہیں سنائی جائے گی۔ لیکن اس سلسلے میں ہمیں آپ کا
انداز درکار ہے۔"

"اور میں کیا کر سکا ہوں۔ میں تو تیل میں بند ہوں۔"

"آپ تیل میں رہ کر بھی اپنے لیے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔"
"اچھی بات ہے۔ تباہیں۔ مجھے کیا کرنا ہو گا۔"

"صرف اتنا ہتا رہے۔ آپ رہتے کہاں تھے؟"

"لین روڈ"۔ اس نے قورا کہا۔

محمود نے پہا نوٹ کر لیا۔ پھر بولا۔

"بہو ڈھلوٹ آپ کے بھائی میک پانڈے آپ کو لکھا کرتے تھے۔ وہ گھر میں کس جگہ ملیں گے؟"

"میں ان کے ڈھنپا کر نہیں سکتا تھا۔"

"خیل... وہاں آپ کے کچھ تو کافی ذات ہوں گے۔"

"بانیوں نہیں۔ جو چیزیں بھی ہیں۔ گھر میں ہی ہیں۔"

"ٹکری... پلے ہم آپ کے گھر جائیں گے۔ اس کے ہمراہ۔"

صاحب سے ملیں گے۔

"مجھے ایک فیصد بھی یقین نہیں کہ آپ میرے لیے کچھ کرے گے۔ اس کے یاد ہونے نہ جانتے کیوں مجھے امید کی ایک کرن گئی ہے۔"

"اگر آپ بھرم نہیں۔ تب آپ ضرور بیج جائیں گے۔"

آپ بھرم ہیں۔ تو ہرگز نہیں بیج سکیں گے۔

"میں نے کوئی بھرم نہیں کیا۔ اصل بھرم تیاری ہے۔"

ابن کے پارے میں کوئی بھک کرنے کے لیے تیار نہیں۔

"ہم انسیں بھی چیک کریں گے۔"

"مشکل ہے۔ وہ بولا۔"

"ایسا مشکل ہے؟"

"یہ کہ آپ مسٹر چاری کو چیک کر سکیں۔۔۔ وہ وزیر خارجہ کا ناس توں ہے۔"

"کوئی بات نہیں۔ ہم بھی صدر صاحب کے خاص آدمی ہیں۔" "خواہ مکرا یا۔"

"اچھی بات ہے۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔ آپ اس سلطے میں کیا کرتے ہیں۔"

اس نے سر کو ایک بھکارا دیا اور وہ باہر چلے آئے۔

بند ہی وہ لین روڈ کے سامنے کڑھ تھے۔ انہوں نے ماہر کی کا مدد سے دروازہ کھوا۔ عین تھا کہ اندر آہٹ سنائی دی۔۔۔ اور میں اس وقت موبائل فون کی نگفتی سنائی دی۔

○○

تعلیٰ کمیں کے

"اے میاں جاؤ..... بست ویکھے ہیں اصلی... اصل پروفیسر انکل
وآں وقت ہماری طرف آئے ہوئے ہیں۔ اور وہ آج نائب صدر سے
مقابلت کر رہے ہیں۔۔۔ تاہم ان کی یہ طلاقات بست اہم ہے... اور
اس میں کمی ہوئے فیصلے ملک کے بارے میں کیے جائیں گے۔" آفتاب
نے بلندی جلدی کہا۔

"اے باپ رے... کیا کہ رہے ہو آفتاب۔۔۔ تم یہ بات فورا
انسلک کامان مرزا کو ہتاو۔۔۔ بلکہ ان سے میری بات کراو۔۔۔ یہ ہمارے
گے کے خلاف کوئی بست بڑی سازش ہے۔۔۔ بست بڑی۔" انسوں نے
بیٹھا کر کہا۔

"آپ مجھے ڈرانے کی کوشش نہ کریں۔۔۔ میں آپ کے ڈرانے
کی خیال آؤں گا۔ اور دوسری بات یہ کہ آپ کی بات ایجاداں سے
کیں کر سکا۔۔۔ اُسیں نائب صدر صاحب نے بولایا ہوا ہے۔۔۔ اس
 مقابلات کے ڈرانے وہ دیس رہیں گے۔۔۔ یعنی نائب صدر کی مقابلت کے
 مقابلات کریں گے۔"

"اوہ..... یہ...۔۔۔ بست برا ہوا۔۔۔ وہاں تعلیٰ پروفیسر داؤ بھی موجود
ہوں گے اور اس طرح نہ جانے وہ کیا کر گزریں۔"

"آپ کو ضرور وہم ہو گیا ہے۔۔۔ اب میرے پاس قائم وقت
کیسا ہے کہ فون ستار ہوں۔۔۔ لذدا اجاتزت۔"

"اے ارے۔۔۔ ایک منٹ۔۔۔ جلدی نہ کرو۔۔۔ میری بات سن

آفتاب کی بات سن کر کمی سینڈ بعد تک پروفیسر داؤ کے در
کوئی لقطہ نہیں لے کر سکا۔۔۔ پھر آفتاب کی ہی آواز سنائی وی۔
"کیا ہوا تعلیٰ پروفیسر انکل۔۔۔ غیرے میں سے ہوا انکل ہے۔
شی گم ہو گئی۔۔۔ یا پھر آپ کو چار چاند نظر آئے گے بلکہ یہ
چاہیے کہ آپ کو دن میں تارے نظر آئے۔" آفتاب رے کے بینز کو
گیا۔

"سمی۔۔۔ مان گیا۔۔۔ پروفیسر بولے۔
"مان گئے۔۔۔ کیا مان گئے۔۔۔ اور پھر آپ خصے اُنکی پہن
داوی۔۔۔ آپ کے کچھ مانتے۔۔۔ نہ مانتے سے مجھے کیا؟" اس نے بے
انداز میں کہا۔

"تم نے مجھے تعلیٰ پروفیسر کیسے کہ دیا؟"
"تو اور کیا کروں۔۔۔ اصلی کوئں آپ کو۔۔۔ تعلیٰ کمیں کے لئے
نے بحثا کر کہا۔

"ہاں! اس لئے کہ میں سو فائدہ اصلی ہوں۔"

لو۔ اچھا سنو۔ میں من سے الوکی آواز نکالتا ہوں۔ تم فوراً اس نقی
پوفیر سے جا کر کوئی... ہم لوگوں کے درمیان کون سا خیر اشارہ مقرر
ہے۔ یہ اگر وہ بتا دے تو پھر اس سے کوئی... وہ من سے الوکی آواز
نکال کر دکھائے۔ اور وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔

”لگکے۔ کیا مطلب۔ اے نقی پوفیر۔ یہ آپ نے کیا
کمال۔ اصلی پوفیر طبق سے الوکی آواز نہیں نکال سکے گا۔ آپ کا
دماغ پہل گیا ہے کیا؟“

”نہیں چلا تا۔۔۔ اگر وہ نقی ہے تو نہیں نکال سکے گا۔ آخر
تمہارا ایسا کرنے میں کیا حرج ہے۔ اور یہ میں اس لیے کہ بہا ہوں کہ
انتہ کم وقت میں ادھر سے کسی کو نہیں بھیجا جاسکتا۔“

”مجھے ایسا ہے تو قوانین کام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں
بناوجہ ایسے شوٹے چھوڑنے کا عادی نہیں۔“ آفتاب نے منہ بنا لیا۔

”آف! اب میں جھیس کس طرح سمجھاؤں۔۔۔ اچھا تم یوں
کرو۔ محمود یا فرزاد میں سے کسی کو فون کر کے اصل حقیقت معلوم کر
لو۔۔۔ شاید اس طرح تم جان لو کہ کیا ہوتے والا ہے۔“

”اچھی بات ہے۔۔۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا۔۔۔
پوفیر داود نے سر پکڑ لیا۔

”اب۔۔۔ اب میں کیا کروں۔۔۔ امرے ہاں۔۔۔ نحیک ہے۔“
انہوں نے جلدی سے صدر صاحب کے نمبر ڈائل کیے۔۔۔ ہونی

سلسلہ خالی۔۔۔ وہ بول اٹھے۔۔۔

”صاحب صدر۔۔۔ خاطر فہم۔۔۔ شدید خطرہ۔“

”کیا مطلب۔۔۔ آپ کون ہیں۔۔۔ اور یہ کس انداز میں بات کر
رہے ہیں۔۔۔ صدر نے جیران ہو کر کہا۔

”ہائیں۔۔۔ آپ نے میری آواز نہیں پہچانی۔“

”نہیں۔۔۔ میں آواز نہیں پہچان سکا۔“

”آف! یہ سب کیا ہے۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ کہ آپ میری
آواز نہ پہچان سکیں۔۔۔ آپ بیڑے میری آواز پہچان کر ہی تو سلسلہ آپ
سے ملایا ہے۔۔۔ ورنہ کیا وہ ہر شخص کی بات بغیر پوچھتے آپ سے کرا
ہتے ہیں۔۔۔ انہوں نے جھلانے ہوئے انداز میں کہا۔

”تب پھر آپ بیڑے بات کریں۔۔۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی فون
بند کر دیا گیا۔

پوفیر صاحب کا سر گھوم گیا۔۔۔ اسیں پوری دنیا گھومتی نظر
آنے لگی۔۔۔ وہ دوڑے اپنے چیخشید کے بیڑے کی طرف۔۔۔ وہ ”خان رحمان
اور فاروق بیڑے لینے ہوئے تھے۔۔۔ لیکن ان کی آنکھیں کھلی تھیں۔

”تم نے سا چیخشید۔۔۔ اب تھیں ہوش میں آتا ہو گا۔۔۔ ورنہ
کوئی زبردست گزبہ ہو جائے گی۔۔۔ اور آج اس نقی کی نائب صدر سے ملاقات
پوفیر داود موجود ہے۔۔۔ اور آج اس نقی کی نائب صدر سے ملاقات
لے ہے۔۔۔ آفتاب مجھے اصلی ماننے کو تیار نہیں۔۔۔ میں نے لگک آکر

اپنے صدر کو حالات سے باخبر کرنا چاہیے۔ وہ میری توانی نہیں بیکار رہے۔ اب بتاؤ۔ میں کیا کروں۔

"آپ ہماری طرح آرام کریں۔ آرام کرنے میں بہت مز"

رہا ہے۔ افسوس جمیش نے سکرا کر کہا۔

"جمیش نے بالکل صحیح کام پروفیسر صاحب۔ خان رحمان سے

ان کی تائید کی۔

"اور میں بھی یہی کہتا ہوں۔ فاروق ہنسا۔

"شاید تم تینوں پر جرا شیخ پوری طرح اٹرانڈاڑ ہو چکے ہیں۔ تو سوچنے کی صلاحیت کو رہے ہو۔ پچھے دیر اور گزرنے پر قوت جانے کیا حال ہو جائے گا۔ میرے لیے اب یہ ضروری ہے کہ میں سکون اور اطمینان سے ان جرا شیخوں کی موت کی دوا ملاش کوں۔

لیکن میں سکون اور اطمینان کماں سے لاوں۔ بڑے ہرے لوگ جرا شیخوں کا ٹککار ہو رہے ہیں اور مجھے فون کر رہے ہیں۔ اور ہر منہ حصے میں تعلق پروفیسر داؤڈ نے جانے کیا گل کھلانیں۔ جمیش۔ کیا تو مشورہ دینے کی حد تک بھی میری مد نہیں کر سکتے؟"

"وے تو رہا ہوں۔ آپ بس آرام کریں۔"

"اچھا۔ تم سے کوئی امید نہیں کی جا سکتی۔" تینوں سے مابوسانہ انداز میں کما اور بیان سے ہٹ آئے۔ ابھی راستے میں نہ کوئی ایک ماتحت نے آ کر بیٹایا۔

"سلیم کاشتائی صاحب آئے ہیں۔"

"انہیں الگ کمرے میں نٹا دو۔ کہ وہ میں تھوڑی دیر تک آؤں گا۔"

"جی بھتھو۔ آپ نے کیا کہا۔ نٹا دوں انہیں۔" ماتحت نے چر ان ہو کر کہا۔

"ہاں اور بھی جرا شیخوں کا ٹککار ہو چکے ہیں۔"

"اف مالک۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔"

"پہنچیں۔ یہ اونٹ کسی کو نہ بیٹھتا نظر نہیں آتا۔ بلکہ اس اونٹ کی کوئی کل سیدھی ہے ہی نہیں۔"

ماتحت یہ کھلاتے ہوئے انداز میں چلا گیا۔ وہ تجھے گاہ میں آگئے اور سر پکڑ کر بینہ گئے۔ ایسے میں اپنیں محمود اور فرزاد کا خیال آیا۔

"چونک ائھے۔ ان حالات میں وہ تو کوئی ترکیب بتا ہی سکتے تھے۔" انہوں نے فوراً ان کا موبائل نمبر ڈائل کیا۔ دوسری طرف تھمنی بھیتی دی۔ لیکن فون کسی نے نہ آن کیا۔ تجھ آکر انہوں نے فون بند کر دیا۔ اور پھر سر پکڑ لیا۔ اچانک ان کے ڈھن میں ایک بات آئی۔

انہوں نے فوراً ایک نمبر ڈائل کیا۔ دوسری طرف سے فوراً کہا گیا۔

"یہ شوگر برادرز کا دفتر ہے۔ کیا آپ ہم سے کوئی کسی حل کرنا چاہتے ہیں۔ تو نوٹ فراں لے جائے کہ ہم پوری فیس پے لیتے ہیں۔"

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آج ہمارے بیک میں صرف پانچ سو

دوپے رہ گئے ہیں۔ کوہا تم پچھے بھی نکالنے کے قابل نہیں ہیں۔"

"ہاں! میں تم سے کیس عال کرانا چاہتا ہوں۔" وہ بولے۔

"ارسے! یہ... یہ تو اپنے پروفیسر انگل کی آواز ہے۔ دم تحریر کی... گوہا کیس باتھج آتے آتے رو گی۔"

"اوہو نہیں رہا۔ میں تمہیں کیس سونپ رہا ہوں۔ معاذوف بھی پورا پلے ٹلے گا۔ میں تم آ جاؤ۔"

"آ کیسے جائیں؟" شوکی نے کہنا چاہا۔

"ہاں ہاں۔ چانتا ہوں۔ میں تم لوگوں کی پرواز کا انتظام کر رہا تھا ہوں۔"

تم پہلی ملنے والی پرواز پر آ جاؤ۔"

"آپ کیا انتظام کر رہے ہیں۔ پچھا تو چلے۔"

"ابھی تم لوگوں کو گاڑی لینے کے لئے آتی ہو گی۔"

"لیکن یہاں سے روانہ ہونے سے پلے ہمیں اپنے گھر والوں کو بھی تو پچھ رقم دینا ہو گی۔"

"اچھا۔ جو گاڑی تمہیں لینے کے لئے آئے گی۔ اس اڑاکہ پر تمہیں کچھ نظری بھی دے گا۔" انسوں نے جل کر کہا۔

"ہاں! ہوئی بات۔ بلکہ بہت خوب بات۔ کاش لیکی بہت ہوئے تھے نہیں دیکھا گیا۔ مارت کا نمبر ہے ۱۱۷۔ ان الفاظ کے خوب باتیں کرنے والے اور۔"

اور پروفیسر راؤ نے فون بند کر دیا۔ اب وہ ایک اور جگہ فون کر رہے تھے۔ پھر اس طرف سے فارغ ہو کر وہ سلم کاشانی کے ان نہیں کیا گیا۔ اب انسوں نے تیزی سے سر کو حرکت دی۔ اور

کرے میں پہنچے۔

"آپ نے... آئے میں اتنی دیر لگا دی۔"

"بہت ضروری کام کر رہا تھا۔"

"اور کیا میرا کام آپ کو ضروری نظر نہیں آتا۔" وہ فتح۔

میں اس وقت فون کی سمجھتی بھی۔ انسوں نے چوک کر فون کی

طرف دیکھا۔ اور سلم کاشانی بول پڑے۔

"بچتے دیں۔ اسے۔ رسیور نہ اخراجیں۔ پلے میری طرف

تھے۔"

"لیکن یہ فون بہت اہم بھی ہو سکتا ہے۔"

یہ کہ کر انسوں نے رسور اخراجی۔ دوسرا طرف سے کوئی کہ

دھما۔

"ایسا یہ پروفیسر راؤ کا نمبر ہے۔"

"جی ہاں۔ بات کر رہا ہوں۔"

محمود اور فرزان ایک عمارت میں پھنس گئے ہیں۔ میں نے

کہ اس عمارت میں داخل ہوتے دیکھا ہے۔ اور اس کے بعد انسوں

ہاں! ہوئی بات۔ بلکہ بہت خوب بات۔ کاش لیکی بہت

ہوئے تھے نہیں دیکھا گیا۔ مارت کا نمبر ہے ۱۱۷۔ ان الفاظ کے

خوب باتیں کرنے والے اور۔"

انسوں نے پھر محمود کے نمبر ملائے۔ سمجھتی بھتی رہی۔ لیکن فون

کر رہے تھے۔ پھر اس طرف سے فارغ ہو کر وہ سلم کاشانی کے

و پھر تجہی کاہ میں آگئے۔ مشقی سے میں پھر اس شخص کو فون
لایا۔ شوکی برادر کے بارے میں ہدایات دی جیسی۔

"بماں! بیانہ۔"

"انہیں جہاز میں سوار کر دیا گیا ہے۔ ڈیڑھ گھنٹے تک آپ کے
باہر بیٹھ جائیں گے۔ لیکن میرے دوست یہ چکر کیا ہے؟"
"بے سے پسلے تو تم اکرام ॥ لین رودھ پنچھے وہاں محمود
فروزان پھنس گئے ہیں۔ انہیں وہاں سے نکالو اور سیدھے میرے پالے اپنے فون بند کر دیو۔
لے توکو... وکھو انہیں لے کر اوہراہ وہرنہ جانا۔"

"ندا! ہم ٹکرے... شوکی برادر تو آتے نظر آئے۔"

کچھ خیال آنے پر انہوں نے پھر انپکز کامران مرزا کے غیر
ابھی میں چکر کی وضاحت کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ لائے... اس بار یکم کامران مرزا نے فون انھیا۔

"یہ آپ یہں بھالی۔ پروفیسر راؤ بات کر رہا ہوں۔"

"ارے پھر نظری پروفیسر۔ آتاب بھجے چاہیا ہے۔"

"اف۔ میں نظری نہیں۔ اصلی ہوں۔ آخر انپکز کامران مرزا

فون بند کر کے وہ سلیم کاشٹلی کی طرف متوجہ ہوئے۔ پہا
مدیں ہیں۔ وہ فوراً جان لیں گے کہ میں اصلی ہوں۔"

انہوں نے ان سے خون لیا اور اپنے ماتحت کے جواہر کیا۔

"بے انپکز اکرام پلیز۔" وہ سری طرف سے آواز سنائی دی۔

"خدا کا شتر ہے۔ تمہاری آواز تو سنائی دی۔"

"آپ بہت پریشان لگتے ہیں۔ خرتو ہے۔"

"بے سے پسلے تو تم اکرام ॥ لین رودھ پنچھے وہاں محمود

فروزان پھنس گئے ہیں۔ انہیں وہاں سے نکالو اور سیدھے میرے پالے اپنے فون بند کر دیو۔

"بہت بہتر سے۔ لیکن یہ چکر کیا ہے؟"

"ابھی میں چکر کی وضاحت کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ لائے... اس بار یکم کامران مرزا نے فون انھیا۔

بس تم حرکت میں آ جاؤ۔"

"اوے کے۔ آپ فلرنہ کریں۔ میں اسی وقت روانہ ہوں۔

"ارے پھر نظری پروفیسر۔ آتاب بھجے چاہیا ہے۔"

"اف۔ میں نظری نہیں۔ اصلی ہوں۔ آخر انپکز کامران مرزا

فون بند کر کے وہ سلیم کاشٹلی کی طرف متوجہ ہوئے۔ پہا
مدیں ہیں۔ وہ فوراً جان لیں گے کہ میں اصلی ہوں۔"

"جب تک فون کا تجویز نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک میر پروفیسر راؤ کی ملاقات نائب صدر سے ہونے والی ہے۔"

"میں وہاں فون کر رہا ہوں۔"

"کوئی قائد نہیں۔ وہ پوری طرح خوار ہیں۔ آپ کو گھاس

لیں؛ ایں گے۔ نظری صاحب۔ آپ چاہے کتنی کوشش کر لیں۔"

"اچھی بات ہے۔ تجویزیے میں کتنی دیر لگے گی۔"

"پندرہ منٹ یا بیس منٹ۔"

"اچھی بات ہے۔"

"چا اچھا۔ بعد میں آپ لوگوں کو افسوس ہو گا کہ آپ امیر کے غلی خیال کرتے رہے۔" "دیکھا جائے گا۔"

ہو جاؤ حیران

"آپ کیا کریں..... اندر آہت سنائی دی ہے..... جب کہ اوہر میں بیائل کی سختی نج رہی ہے۔" محمود نے فرزانہ کی طرف سوالہ انداز میں دیکھا۔

"آب اس وقت فون کون سنے..... اندر چلتے ہیں۔ بہت دری ہو گئی۔ اس کیس کے سلسلے میں دھنکے کھاتے۔ آپ تو جی چاہتا ہے۔ بن کر گہو جائے۔" فرزانہ بولی۔

"تو پھر آؤ۔ دیکھا جائے گا۔"

محمود نے کما اور آگے بڑھ گیا۔ اندر گھپ اندر حیرا تھا۔ محمود نے فوراً نارنج باخچہ میں لے لی اور اس کی روشنی میں آگے بڑھنے لگے۔ پھر سونج بورڈ کو تلاش کر کے ہٹن دیا دیا گیا۔ پورا گھر روشن ہو گیا۔ شاید صرف میں سونج بند تھا۔ باقی تمام ہٹن آن ہی تھے۔

"حیرت ہے۔ وہ آہت پھر سنائی نہیں دی۔" فرزانہ بڑھ رہی تھی۔

"وہ ہمارا وہم بھی ہو سکتا ہے۔ باہر تالا لگا ہوا تھا۔ لہذا اندر کون ہو گا۔" محمود نے متینا گیا۔

اب پروفیسر واود نے نائب صدر کے نمبر ڈائل کیے۔ آپ بڑے۔

فون سننا اور یہ کہ کر بند کر دیا کہ اس وقت نائب صدر سے بات نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے بھتنا کر پھر فون کیا اور اس سے پہلے کہ آپ بڑے جملہ دہرا تا۔ وہ چلا کے۔

"نائب صدر سے بات نہیں ہو سکتی تو کیا آپ بھی بات نہیں سن سکتے۔ کیا ہو گیا ہے سب کو۔ وہاں نقی پروفیسر واود نائب صدر سے ملاقات کرنے والا ہے۔ وہ شیار ہو چاہے کوئی زبردست سازش کرنی ہے۔"

لیکن دوسری طرف سے فون بند کیا جا پکا تھا۔ انہوں نے بہ سر کپڑا لیا۔ اسی وقت تیز قدموں کی آواز سنائی دی۔

○○

"اس سے تو پھر بہتر تھا۔ ہم فون ہی سن لیتے۔ نہ جانے کس کا فون تھا۔ اب تو تھی بھی بند ہو چکی ہے۔" فرزانہ نے چہرے پر بھناہٹ کے آثار نمودار ہو گئے۔

"کوئی بات نہیں۔ وہ پھر فون کرے گا۔"

وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ مکان تین کمروں کا تھا۔ اور ایک اس میں ڈرائیکٹ روم تھا۔ اچانک انہیں وہ آہٹ پھر سنائی دی۔ اب تو ان کے کان کھڑے ہو گئے اور روگئے بھی کھڑے ہوتے محسوس ہوئے۔ گویا مکان میں کوئی خا ضرور۔ اب دونوں نے پستول نکال لئے اور کمر سے کمر ملا کر آگے بڑھنے لگے۔ اچانک تین میں سے ایک کمرے کا دروازہ بہت آہست کھلا۔ وہ اس وقت گھن میں تھے۔ اور تینوں کمروں کے دروازوںے گھن میں سکھتے تھے۔ ان کے دل دھک دھک کرنے لگا۔ پستول کی ناول کے رخ اس کمرے کے دروازے کی طرف ہو گئے۔ آخر دروازہ پورا کھل گیا۔ انہیں اندر ایک شخص کمرے میں بینا نظر آیا۔ اس کے چہرے پر کوئی نقاب نہیں تھا۔ اس شخص کو انہوں نے پسلے بھی نہیں دیکھا تھا۔

"خوش آمدید۔" اس نے خوش ہو کر کہا۔

"وعلیکم خوش آمدید۔" محمود نے فوراً کہا۔

"مجھے یقین تھا۔ تم یہاں آؤ گے۔" اس نے میں تمارے استقبال کے لئے پسلے ہی یہاں آگیا تھا۔

"شش.... شکریہ۔" محمود ہکایا۔

"ڈر گئے۔" وہ پڑا۔

"اگلے کوشش کر رہے ہیں۔" محمود نے کہا۔

"کوشش.... کس بات کی؟"

"ڈرنے کی۔" محمود نے فوراً کہا۔ اس کا منہ میں گیا۔

"مجھے انہوں ہے۔" اس نے کہا۔

"کس بات پر؟"

"اس بات پر کہ اب تم اس گھر سے جانیں گے۔"

"آپ کی تعریف؟"

"اے! تم نے مجھے نہیں پہچانا۔" اس نے جرجن ہو کر کہا۔

"نہیں۔ اگر پہچان لیا ہوتا۔ تو ایک بات کیوں کہتا۔" محمود

نے منہ بیٹایا۔

"بواپ معمول ہے۔ لیکن مجھے پہچانا تو تمہیں پڑے گا۔

نہیں پہچانو گے تو بت پچھتا گے۔ اور پہچانو گے، تب بھی پچھتا گے۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟"

"اگر یہ کوئی بات ہوئی۔ تب بھی تم پچھتا گے۔" نہیں

ہوئی۔ تب بھی تم پچھتا کے۔"

"اچھا ہے۔ پہچانتا ہیں گے۔ ہمارا کیا جاتا ہے۔" فرزانہ نے

"اچھا ہے۔ پہچانتا ہیں گے۔ ہمارا کیا جاتا ہے۔" فرزانہ نے

جلا کر کما۔

"ہاں! یہ ہوئی نا بات... اچھا پلے تم اپنا کام کر لو۔ یعنی اس مکان کی پوری طرح تلاشی لے لو۔ اس لئے کہ جنگ پانڈے اس مکان میں رہتا تھا۔ جب سے اسے گرفتار کیا گیا ہے۔ یہ مکان بند پڑا ہے۔ صرف میں یہاں آیا ہوں یا تم۔ اور کسی نے اس مکان کی تلاشی لینے کا خیال نکل نہیں کیا۔ مجیب لوگ ہیں۔ اور ان سب سے زیادہ تم مجیب ہو۔ ہر جگہ پہنچ جاتے ہو۔ لیکن شاید اس بار تمہاری دال نہیں گل رہی۔"

"تی ہاں! کسی بات ہے۔ نہ جانے آج کل کی دالوں کو ہو کیا گیا ہے۔"

"میرے پاس انکی دال ہے۔ جو فوراً گل جائے گی۔" وہ سکرایا۔

"یہ سن کر ہماری ائی چان بہت خوش ہوتیں۔ لیکن وہ یہاں نہیں ہیں۔"

"پسند کرو تو جوایتے ہیں۔ رہتا اب تم لوگوں کو نہیں ہے۔ ہاں نجیک تو رہے گا۔ تم لوگوں کو پکا کر کھلایا تو کریں گی۔"

"نہیں۔ آپ انہیں تکلیف نہ دیں۔ ہم خود ہی پکا لیا کریں گے۔"

"جیسے تم لوگوں کی مرضی۔ میں تو چاہتا تھا۔۔۔ تم سب کے سب

اس مکان میں بچ ہو کر زندگی کے باقی دن گزار لیتے۔ پورا شر حسین کاٹا کرتا رہتا۔۔۔ لیکن حسین تلاش نہ کر پاتا۔۔۔ یہاں نکل کر اس مکان کی تلاشی لینے پر بھی حسین نہ تلاش کر پاتا۔۔۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"بس ہو سکتا ہے۔ اسی لیے کہ رہا ہوں نا۔" اس نے منہ بیا۔

"آپ کا مطلب ہے۔ اب ہم اس مکان کے قیدی ہیں۔"

"باد۔۔۔ باکل۔"

"آپ نے شاید دیکھا نہیں۔۔۔ ہم دونوں کے ہاتھوں میں پتوںل ہیں۔"

"یہ۔۔۔ کھلوٹنے۔۔۔ میں انکی چیزوں کی طرف دیکھا ہی نہیں کرتا۔۔۔ ویسے تم اپنا شوق پورا کرنا چاہو تو تو۔۔۔ میں حرکت بھی نہیں کر دیں گا۔۔۔ گولیاں پھر بھی میرے دامنیں باسیں سے کمی کرنا کر کل کل جائیں گی۔۔۔ ذرائعی ہیں تاب مجھ سے۔"

"سیرا خیال ہے۔۔۔ ہم ایسا کر کے دیکھو ہی لیں۔۔۔ کیا خیال ہے نژاد؟"

"چلو کوئی حرج نہیں۔۔۔ ہو سکتا ہے۔۔۔ یہ صاحب باوجود اس ندر باند ڈیگیں مار رہے ہوں۔"

"اوے۔۔۔ اس نے کہا۔۔۔ پھر دونوں نے نکانے کے کر فائز کیا۔۔۔"

"بھی بات ہے۔ پچان لس گے۔ اسی بھی کیا بلدی ہے۔
اب تراں کس پر روشنی ڈال دیں۔" فرزاد بولی۔

"اکٹے نارج مجھ دے دو۔ روشنی ڈال دتا ہوں۔" اس نے
اپنے آگے پہلا۔ محمود نے نارج اس کی طرف پہنچا دی۔ اس نے
لارچ لے لی۔ اور اس کو آن کر دیا۔ نارج کی روشنی ان کے چوپان
پر پڑے گی۔

"پچھے کجھ میں آیا؟"

"نہیں۔" دونوں بڑے۔

"بس تو پھر۔ روشنی ڈالنے سے بہ پچھے کجھ میں نہیں آیا تو
میں کیا کر سکتا ہوں۔"

"شاید آپ کو نماق کی بہت عادت ہے۔"

"نماق کی نہیں۔ مزے لینے کی۔ میں دشمن کو خچا کر مزے
لینے کا مداری ہوں۔ اب تم خود دیکھ لو۔ جب سے یہ کس شروع ہوا
ہے۔ تم لوگ میرے مقابلے میں بالکل بے بس ہو نا۔" اس نے
بلدی بلدی کہا۔

"جا ٹھوں کے ذریعے ہم لوگوں کو بے بس کیا جا رہا ہے۔ یہ
کلی بارداری تو نہیں۔"

"یہ سراہرا ایام ہے۔ اس لئے کہ تم دونوں پر جرا شیم کا کوئی
اڑ نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود۔ تم میرے مقابلے میں بالکل

گولیاں دافعی اس کے دائیں بائیں سے گزد کر دیج اور میں جا کر لیں۔
پسٹر انکھ کر پھی گرا۔

"اب اس کرے کی منائی بھی تم خود کو گے۔"
انہوں نے پھر قاڑ کیے۔ اور پھر تو وہ کرتے چلتے گئے۔ بہ
لکھ کر دونوں کا پتوں خالی ہو گیا۔

"اب پتوں بھی مجھ پر کھیخ نہیں۔ آکر کوئی حیرت
جائے۔"

"نہیں جاتا۔ ہم اپنے پتوں اپنے پاس رکھنا پڑتا
گے۔" محمود سکریا۔

"تم جوان نظر نہیں آرہے۔" اس نے جوان ہو کر کہا
۔"اگر آپ ٹاچ جائے ہیں۔ تو ہم جوان ہو جاتے ہیں،
فرزاد۔" ہو جاؤ جوان۔ یہ صاحب بھی کیا یاد کریں گے۔

"بہت بہتر۔" فرزاد نے کما اور پھر اس کے چہرے پر جوت
جوت نظر آئے گلی۔ محمود بھی کچھ جوان نظر نہیں آیا۔

"یکٹک اچھی کر لیتے ہو۔ کیا خیال ہے۔ کسی قلم کیا
بھر ق کر دوں؟"

"ایسے فضول شوق نہیں پالتے ہم لوگ۔" فرزاد نے مت بدھ
ویسے۔ ابھی تک آپ نے اپنا تعارف نہیں کر لیا۔
"کر تو چکا ہوں۔ پچاننا تو جسمیں خود چڑے گا۔"

"الی کوئی بات نہیں۔"

یہ کتنے ہی فرزان نے اس پر چھلانگ لگائی۔ محمود بھی اندازہ لگا کرنا کہ فرزان کیا کرنے والی ہے۔ لفڑا اس نے بھی چھلانگ لگائی۔ میں دیر نہ لگائی۔ اور اس شخص نے بچتے کے لیے اور اور جنکنے۔ یا بولوں دار کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ بن جوں کا توں بیٹھا رہا۔ وہ اس سے پوری وقت سے گلراۓ اور اور جگرے۔ ان کے ہوش از گئے۔ انہیں یوں لگا چیزے دلوپے کے کسی آدمی سے گلراۓ ہوں۔

"زیادہ چھوت تو نہیں آئی۔"

دوفون انہوں کھڑے ہوئے۔ بولے کچھ نہیں۔ بن اسے گھورت رہے۔ شاید سوچ رہے تھے کہ آخر اس پر کس رخ سے جمل کریں۔"

"جس طرف سے تی چاہے جلد کریں اور کوئی پرواہ کرو۔"

"بن۔ کوئی ضرورت نہیں۔ تم نے اپنے جنم پر لوہے ایسا پین رکھا ہے۔ لذدا تم اپنے ہاتھ پر کیوں تڑاوائیں۔ ہم دار کریں گے۔ لیکن۔ ابھی نہیں۔"

"ارے بھی۔ بالکل ملاط خیال ہے تم دوفون کا۔ میرے جنم پر لوہے کا لباس نہیں ہے۔"

اس نے پس کر کھا۔

"نہیں ہو گا۔۔۔ تب بھی ہم ابھی جمل نہیں کریں گے۔"

"تمہاری مریض۔۔۔ پھر میں تم دوفون پر جمل کروں گا۔۔۔ اپنا بچاؤ تو کرو گے؟"

"اس سے بہتر ہے۔۔۔ ہم آپس میں بات چیت کر لیں۔۔۔ آخر آپ چاہتے کیا ہیں۔۔۔ کیا یہ سارا چکر صرف جیک پانڈے کی رہائی کے لے ہے۔۔۔"

"جیک پانڈے تم لوگوں کی سمجھ میں نہیں آئے گا۔"

"تم سمجھنے کی کوشش تو کر سکتے ہیں۔"

"ضرور کوشش کرو۔۔۔ کس نے من کیا ہے۔۔۔ لیکن جان نہیں کو گے۔"

"خیر کوئی بات نہیں۔" محمود نے منہ بنا لیا۔

"تم نے ایک بات نہیں پا چکی۔" وہ جانتا۔

"اکٹھ۔ کون ہی بات؟" فرزان نے اسے گھورا۔

"آخر تم اور تمہارا بھائی خوف کا فکار کیوں نہیں ہوتے۔۔۔ جب کہ خان رجن، فاروق اور اسکے جیشید تک فکار ہو چکے ہیں۔"

"اپنے سے نہ ہوا۔ ہم پر فیصلہ صاحب کے لیے جوان ہیں۔۔۔ وہ کیوں فکار نہیں ہوتے۔"

"دوفون یا توں کا جواب ایک ہی ہے۔۔۔ اگر تم دوفون میں سے کوئی دے دے تو میں انعام دوں گا۔"

"لیکن کیا... کیا انعام دیں گے آپ۔" فرزانہ نے مدد ہلکا
سمجھا۔ اس مکان میں پتو اور صہان بھی آئیں۔ ان کے ساتھ جمیں
گئیں نہ تایوں گا۔"

"دستِ حواب پر دونوں کو ایک ہی کمرے میں بند کروں گے
ورنہ الگ الگ کمرے میں رکھوں گا۔" اس نے سرو آوازیں لکھ
"جیسیں اس کی پرواٹیں۔ کہ ہمیں کس طرح رکھا جائیے؟" محمود
محبوب نے پر اسانتہ بنا لیا۔

"تم نے کافی دوڑ دھوپ کر لی.... اب آرام کرو۔"
"آپ ہمیں نہیں روک سکتے۔ ہم جا رہے ہیں۔" فرزانہ نے
حکما کر لکھا۔

"ضواریں کیوں نہیں۔" وہ سکرایا۔

"چلو فرزانہ... چلیں۔" محمود نے اچانک کہا اور پھر وہ دروازے
کی طرف ڈڑپڑے۔ اس شخص نے اپنی جگہ سے حرکت بھی نہ کی۔
یہاں تک کہ وہ ہیوونی دروازے پر پہنچ گئے۔ پھر جو ہنسی انہوں نے
دروازے کو ہاتھ لگائے۔ وہ اچھل کر اندر کی طرف گئے۔
دروازے میں کرنٹ دوڑ رہا تھا۔۔۔ وہ فوری طور پر بے ہوش ہو گئے۔
ہوش میں آئے تو وہ نامعلوم آدمی جا پہلا تھا۔۔۔ ہیوونی دروازہ بند تھا اور
الی پر ایک کانٹہ لگادیا کیا تھا۔۔۔ اس پر لکھا تھا۔

"دروازے میں کرنٹ دوڑ رہا ہے۔۔۔ اگر مرنے کا شوق ہو تو
ضور دروازے کو ہاتھ لگاؤ۔"

"اے، الگ! یہ ہم کس مشکل میں پھنس گے۔" محمود گھبرا لٹھا۔
"کہاں سے کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ آؤ دیکھیں۔۔۔ اس مکان سے

"تو وہ جواب۔" اس نے کہا۔

"تھی بہتر۔ آپ نے ہمیں جرا شہوں کا فکار اس لیے نہیں کیا
کہ مزے لے سکیں۔" محمود نے فوراً کہا۔

"اوغ۔ بہت خوب۔ تم لوگ تو واقعی جان گئے ہو۔۔۔ کلا
ہے۔ اچھا خیر اب میں اپنے وعدے کے مطابق تم دونوں کو ایک کر
میں بند کر دیا ہوں۔ اس کمرے میں ضرورت کی چیزیں موجود ہیں۔
مکان سے نکلنے کی کوشش خطرناک ہو گی؛ اس کا تقسان جیسیں ملکا
گا۔۔۔ دھمکی نہیں۔۔۔ نصیحت ہے۔۔۔ ورنہ تم جب چاہو۔۔۔ یہاں سے
نکلنے کی کوشش کر سکتے ہو۔۔۔ کمرے کا دروازہ بھی بند نہیں ہو گا۔ تم
جب چاہو کمرے سے نکل سکتے ہو۔۔۔ کوئی پابندی نہیں۔۔۔ مکان میں
گھوم پھر سکتے ہو۔۔۔ بس باہر نکلنے کی کوشش نہیں کر سکتے۔۔۔ ورنہ

لٹکے کا کوئی اور راستا ہے یا نہیں۔"

انہوں نے مکان کا چکر لگایا پھر چھٹ پر آئے۔ لیکن دامن
بائیس۔ پیچے کی طرف سے لٹکے کا کوئی راستا نہیں تھا۔

"نہیں فرزان۔ ہم اس مکان سے نہیں نکل سکتے۔"

"جب کہ میرا خیال یہ نہیں ہے۔" فرزان مسکرائی۔

میں اس لئے دروازے پر دنک ہوئی۔

○○

آخری کوشش

"غلی کہیں کے۔" آخراب بڑھ لیا۔

"کے غلی کہ ربے ہو بھی۔" آصف نے اسے گھورا۔

"پروفیسر داؤڈ اکل کی جگہ بات کرنے والے کو۔"

"کیا کہ ربے ہو۔"

"ہم جانتے ہیں۔ آج کل پروفیسر داؤڈ دورے پر یہاں آئے
ہوئے ہیں۔ اور آج ان کی ملاقات تائب صدر سے ہو رہی ہے۔
جب کہ منہلی ہے سے ایک صاحب نے فون کیا ہے۔ وہ کہ ربے
تھے۔ پروفیسر داؤڈ بات کر رہا ہوں۔"

"کیا!!!!" آصف اور فرشت ایک ساتھ چلا کر۔

"اوہ۔ بھی اس قدر اچھتے کی ضرورت نہیں۔" آخراب کبرا
گلہ۔

"ست تو پھر۔ کس قدر اچھتے کی ضرورت ہے۔" آصف نے
فردا پوچھا۔

"میرا مطلب ہے۔ وہ کوئی غلی تھا۔"

"ہماری راولہ فلم پر کوئی ملاقات نہیں ہوئی۔" وہ بولے۔

"ایک منٹ جنگی میں ایک بیٹ اور پوچھے ہوا۔ اسی پانٹ والے بیکس میں ہمارے درمیان کیا مطلقاً طے ہوا تھا۔ اگر آپ یہ تاویں تو پھر آپ اصلی بورسیل والا غائب ہیں۔"

"بلیں صورت کیوں نہیں۔ ہمارے درمیان یہ طے ہوا تھا کہ جان اپنے کام میں ہب سے آخر میں جان میں دھوں گا۔ اور یہ بات دھوں نے جو سے زندگی طے کرائی تھی۔" دسری طرف سے بڑے ترے نہیں ساید۔

"اپ نہیں۔" بات صرف ہمارے اور آپ کے درمیان طے ہوئی تھی اور کسی کو بھی معلوم نہیں۔ بہت پرانی بات ہے۔ لذا آپ کے اصل ہوتے کے امکانات بہت بڑے گئے ہیں۔"

"ابھی صرف امکانات ہو چکے ہیں۔" پوفیرڈ ہاؤچا اسٹر لور وہ خوش پڑے۔ پھر آپ نے قورما کلک۔

"ایسے حالات میں بہت احتیاط کی ضرورت ہوئی ہے۔"

"اچھا تھا۔ آج تم اپنی تمام امکانات پوری کر لو۔" لیکن ایسا نہ اور ہر ملاقات ہو جائے اور تم امکانات بڑھاتے رہ جاؤ۔" اسیوں نے جل بھن کر کلک۔

"ایسے ہے۔ ایسا نہیں ہو گے۔ میں انکا اور تاویں ہمارے درمیان لوکی آواز کے علاوہ آپس میں ملے کا اور کون سا طرفت ہے؟"

"آخر اس نے کیا کہا تھا؟"

"وہ انسن تھا تھا لگا۔ ان کے چہول پر جرت دوڑتی چلی گئی۔ جب وہ خاموش ہوا تو آپ نے گھیرلائی ہوئی تووازیں کیا۔" لیکن۔۔۔ یہ بھی تو یہ سکا ہے کہ وہ اوقاتی پوفیرڈ ایک ہوں۔ اور اس طرف داہقی نقی پوفیرڈ ہوں۔"

"آخر کیلے۔ اس کی کیا حضوت ہے۔"

"ضورت کی بات بھد میں۔ پلے میں کر لیا جائے۔" کہ کر آپ نے جلدی سے پوفیرڈ ہاؤچوکی تووازی دی۔ ملائے۔ دسری طرف سے فوراً اسی پوفیرڈ ہاؤچوکی تووازی دی۔" بائسک۔۔۔ ایک۔۔۔ یہ آپ ہیں۔"

"لکھ کون تھے۔ یہ تم ہے۔ لفڑ۔ ابھی ابھی بھے سے آتاب نے بات کی تھی۔ اس نے تو سبھی ایک نس سی تھی۔ نہ ہی سن لو۔"

"میں لیے تو قون کیا ہے۔" لیکن نہیں سے پلے ایک بات نہیں۔"

"اور وہ کیا؟" وہ بولے۔

"جب سبھی اور آپ کی ملاقات۔ راولہ فلم پر ہوئی تھی۔" اسی پر نے بھئے ایک بات تھا۔ اسی بات تھا۔ تھا۔ تھا۔" نہ اور اسی تووازی کے علاوہ آپس میں ملے کا اور کون سا طرفت ہے؟" جواب دیں۔

"اور کوئی طریقے نہیں ہے۔ میرا ملکخ نہ چاہو۔"

چلا۔

"تب پھر آپ بھی جواب سن لیں۔" آصف نے بھی چیخ کر کہا۔

"ہائی۔ تم مجھ سے ایسے لجے میں بات کر رہے ہو۔" پروفیسر

کر رہے

"ہیں! اس لیے کہ آپ سے فائدہ اصلی ہیں۔ ارے باپ

رسے۔ ہمیں تو ایوان صدر کی طرف دوڑ پڑنا چاہیے۔ اف مالک۔

اٹکل! اب ہم آپ سے بات نہیں کر سکتے۔"

آصف نے بلا کی تحری سے کہا اور پھر وہ ہاہر کی طرف دوڑ

پڑے۔ انہوں نے کوئی کھاتہ نہ کار میں بینچ کر ایوان صدر کی طرف

روانہ ہو گئے

"فون کرنے کی بھی کوشش کرو۔"

"کوئی نہیں سنے گا۔"

"لیکن ایمان ضرور فون نہیں گے، ہم ان کے فابر پر فون کریں

گے۔ ان کی جیب میں سویاں کون ہے۔"

"نیچک ہے۔ کوشش کرنے لیتے ہیں۔"

یہ کہ کر آفتاب نے ان کے نمبر ملائیں۔ کار اس وقت آصف

ان صدر میں بہت بچھلی سیٹ پر تھے۔ دوسرا طرف ہفتی بجھے کی

چلا رہا تھا اور وہ دونوں بچھلی سیٹ پر تھے۔ دوسرا طرف ہفتی بجھے کی

تواز سنائی شدی۔ اس نے "تمن پار کوشش کی۔ پھر نائب صدر

کے نمبر ملائے، ان کا فون بھی بیٹھ گیا۔ اب اس نے ان کے دفتر کے
بہر ملائے۔ فوراً ہی آپ بیٹھ کر ہواز سنائی دی۔

"آفتاب احمد بات لے رہا ہوں۔"

"کون؟" دوسری طرف سے جریان ہو کر کہا گیا۔

"اوہ بہت گز بڑا ہے۔ میرے والد صاحب کو اس گز بڑے
دارے میں ہتھا ضروری ہے۔ کیا آپ اس طلے میں ہماری کوڈا ادا کر
لئے ہیں۔ ورنہ ہمارا اگر تباہ ہو سکتا ہے۔"

"کون بات کر رہا ہے۔ اور کس کے بارے میں کہ رہے
ہیں۔"

"بنا چکا ہوں جناب، آفتاب احمد بات کر رہا ہوں۔ انکھیں
کارن مرزا کا بیٹا۔"

"اوہ..... یہ آپ ہیں۔ آپ نے کیا کہا۔ آپ کے گھر میں
ات گز بڑا ہے۔ لیکن افسوس۔ میں انہیں کوئی اطلاع نہیں دے

سکتا۔ بدایات میں ہیں۔ دراصل اس حرم کی اطلاعات پسے ہی مل چکی
ہیں۔ کہ اس پروگرام میں ہر حال میں رکاوٹ والائے کی کوشش کی

چکے گی۔ کبھی اطلاع دی جائے گی۔ اصل پروفسر داؤڈ کی جگہ فعلی
افسر آج صدر صاحب سے بات کر رہے ہیں۔ کبھی کہا جائے گا۔

افسر آج صدر صاحب سے بات کر رہے ہیں۔ کبھی کہا جائے گا۔

ان صدر میں بہت بچھلی سیٹ پر تھے۔ دوسری طرف ہفتی بجھے کی

"وہ تو تم جاہی رہے ہیں۔" فرحت نے حیرانی۔
 "فرحت... تم کوئی ترکیب سمجھو۔ ان تک پہنچنے کے تمام
 راستے بند ہیں۔"
 "تمہاری طرح میں بے وقوف نہیں ہوں۔ سچ پہنچی ہوں۔"
 "سکرائی۔"

"اپنالے۔ تو پھر جلدی بتاؤ۔"
 "ہمیں ایوان صدر کے اس حصے میں جانا ہو گا۔ جس میں صدر
 صاحب کے گردائلے رہتے ہیں۔ اور اس طرف جانے سے ہمیں
 کوئی نہیں روکے گا۔"
 "لیکن ہم وہاں جا کر کیا کریں گے۔ ملاقات وہاں تو نہیں ہو
 سکتی۔"

"اوہ ہو بھی۔ اس وقت اگر ان لوگوں سے کوئی رابطہ کر سکا
 ہے۔ تو وہ ان کی بیکم کر سکتی ہیں۔"
 "ہو سکتا ہے۔ وہ بیکم کی بات بھی نہ سنیں۔"
 "کوشش تو کی جائیں ہے تا۔"

"اپنی بات ہے۔ یونہی کی۔"
 اور پھر وہ ایوان صدر کے بہائی حصے کی طرف چلے آئے۔
 یاڑی گارڈ اُٹسیں بہت اپنی طرح پہنچاتے تھے۔ لذدا ان کا راستا کسی
 نے روکنے کی کوشش نہ کی۔ اندر وہی خاندان نے اُٹسیں دیکھ کر اندر پیغام
 نہیں۔"

اور انتظامات ایسے کیے ہیں کہ کوئی گزبردہ ہو سکے۔ اب جب تک یہ
 ملاقات نہیں ہو جاتی۔ اس وقت تک ان میں سے کسی سے بھی رابطہ
 نہیں ہو سکے گا۔ یہاں تک کہ اسپلے کامران حمزہ بھی کسی سے کوئی
 بات نہیں کریں گے۔"

"اف بالک۔ تب تو گزبردہ ہو جائے گی۔"
 "نہیں ہو گی۔ یہ سازش ہے۔ گزبرد کرنے کی۔"
 "آپ ایوان صدر کی بات کر رہے ہیں۔ میں اپنے گھر کی بات
 کر رہا ہوں۔"
 "اوہ بال۔ تب کے گھر کا مسئلہ ہے۔ تو آپ پولیس کی ما
 حاصل کریں۔" آپ پھر نے مشورہ دیا۔
 "اب یوں کام نہیں چلے گا۔"
 "تو میسے چلے گا۔ پلاں لیں۔"
 "آپ کو میں اطلاع دے چکا ہوں۔ اب قسمے دار آپ ہو
 گئے۔"

"نہیں ہوں گا۔ جب بخوبی بدایات کیں ہیں۔"
 "اس کے باوجود آپ قسمے دار ہوں گے۔" وہ چلا اٹھا۔
 "نہیں ہوں گا۔" بواب میں وہ بھی چلایا اور فون بند کر دیا۔
 "ہمیں ایوان صدر جانا ہی ہو گا۔" اس کے سوا کوئی ہا
 نے روکنے کی کوشش نہ کی۔ اندرونی خاندان نے اُٹسیں دیکھ کر اندر پیغام

بیجو دل۔۔۔ اور اپسیں فوراً اندر جالیا گیا۔۔۔ نائب صدر کی یہکم صاحب
نے اپسیں سکرا کر دیکھا اور بولیں۔۔۔

”آج اور کیسے بھول پڑے۔۔۔“

”ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔۔۔ الگ کر کرے میں پہل کر جائے
جیں۔۔۔“

”آتو۔۔۔ وہ بولیں اور اپسیں کر کرے میں لے آئیں۔۔۔ کر کرے کا
دعاویہ بند کر دیا گیا۔۔۔

”ہاں! اب بتاؤ۔۔۔ ویسے تم بہت غلام دلگ رہے ہو۔۔۔“

”غلمند نہ لگیں تو کیا لگیں۔۔۔ مسئلہ ہی ایسا ہے۔۔۔“

”بتاؤ پھر۔۔۔“

”پہلے آپ بتائیں۔۔۔ کیا آپ صدر صاحب سے رابطہ کر سکتی
جیں۔۔۔“

”ہاں کیوں نہیں۔۔۔ میں اور ان سے رابطہ نہ کر سکوں۔۔۔ دیے
میرے لیے ان کے پاس ایک الگ فون ہے۔۔۔ اس پر کوئی اور فون
نہیں کرتا۔۔۔ اسی طرح ان کے لیے میرے پاس بالکل الگ فون ہے۔۔۔“

”تب پھر آپ اس فون پر ان سے رابطہ کریں۔۔۔“

”لیکن مجھے افسوس ہے۔۔۔ میں ایسا نہیں کر سکتی۔۔۔“

”کی۔۔۔ تی کیا مطلب؟۔۔۔“

”مطلب یہ کہ آج کے دن ان کی خاص بذاعت ہے۔۔۔ آج میں
روکا جائے گا۔۔۔“

”اپسیں فون نہیں کروں گی۔۔۔“

”چاہے کچھ ہو جائے؟۔۔۔“

”ہاں! چاہے کچھ ہو جائے۔۔۔ وہ سکرائیں۔۔۔“

”تل۔۔۔ لیکن آپ کو نہیں معلوم وہاں کیا ہونے والا ہے۔۔۔“

”کچھ بھی ہونے والا ہو۔۔۔ میں اپسیں فون نہیں کر سکوں گی۔۔۔“

”یہ تو کوئی بات نہیں۔۔۔ جب میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ کیا

آپ اپسیں فون رکھتی ہیں تو آپ نے فوراً کہا تھا، کیوں نہیں کر

سکتی۔۔۔ آقاب نے منہ بھایا۔۔۔“

”اس وقت آپ نے یہ نہیں بتایا تھا کہ آج فون کرنا ہے۔۔۔“

جب کہ آج کے لیے سخت پابندی ہے۔۔۔ یوں بھی اگر میں فون کروں گی

تو اس کی سمجھنی ان تک نہیں جائے گی۔۔۔“

”کیا مطلب۔۔۔ کیا انہوں نے وہ فون بھی بند کر رکھا ہے۔۔۔“

”ہاں! کم از کم آج کے لیے۔۔۔“

”تب پھر آپ کو ہمارے ساتھ چلتا ہو گا۔۔۔ آقاب سر آواز

میں بولا۔۔۔“

”کیا مطلب؟۔۔۔ وہ پورا علمیں۔۔۔“

”مطلب یہ کہ۔۔۔ آپ ہمیں اپنے ساتھ لے کر ان تک جائیں

گی۔۔۔ آپ کو تو نہیں روکا جائے۔۔۔“

”میرا خیال ہے۔۔۔ روکا جائے گا۔۔۔ وہ بولیں۔۔۔“

آپ کو اصل بات ہادی ہے۔ صدر صاحب سے ملاقات کرنے والا شخص پروفیسر داؤڈ نہیں ہے۔ کوئی اور شخص ہے۔ ان کے میک اپ میں اور اس طرح نہ بانے ملک کو کیا تھاں بخٹنے والا ہے۔“ فرحت جلدی جلدی کہتی چلی گئی۔

”لیکن تم ... ایک بات بھول رہے ہو۔“ صدر صاحب کی تیکم بولیں۔

”اور وہ کیا؟“

”یہ کہ اندر ان کے ساتھ انسپکٹر کامران مرزا بھی موجود ہیں۔ کیا وہ یہ بات نہیں جان لیں گے کہ ملاقات کرنے والا شخص پروفیسر داؤڈ ہے۔“

”اس بات کا امکان ہے۔ لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ تھ پچائیں۔ آخر دشمنوں نے کچھ تو ایسا انتظام کر رکھا ہو گا۔“

”لیکن ... صدر صاحب نے انسپکٹر کامران مرزا کو اسی لئے تو ساتھ رکھا ہے کہ ان کے ساتھ کوئی چال نہ چل جائے۔“

”آپ یہ بات کس طرح کہ سکتی ہیں۔“

”انہوں نے مجھے بتائی تھی یہ بات... لیکن انہیں پہلے سے ذر تھا کہ اس پوگرام میں کوئی گزیزی کی جائے گی۔“

”اس کے باوجود ہمارا اطمینان نہیں ہو رہا۔... مہربانی قربا کر آپ ہمارے ساتھ ہیں۔“

”آپ کو بھی۔“ فرحت وہک سے رہ گئی۔

”میرا خیال یہی ہے۔“

”آخر آج یہ کیسی ملاقات ہے جس میں کوئی دخل دے یہ نہیں سکتا۔“

”مجھے یہ بات معلوم نہیں۔ ان کے سرکاری معاملات سے میں کوئی اعلان نہیں رکھتی۔ بس تھوڑی بست معلومات ہوتی ہیں مجھے تو۔“

”دیکھئے۔ ہم بتاتے ہیں۔ مسئلہ کیا ہے۔ آج پروفیسر داؤڈ جو ہمارے ملک کے سب سے بڑے سامنے دان ہیں۔... نائب صدر سے ملاقات کر رہے ہیں۔“

”یہ بات مجھے معلوم ہے۔“ انہوں نے مت بنایا۔

”لیکن آپ کو یہ بات معلوم نہیں کہ اصل پروفیسر داؤڈ یہاں ہیں ای نہیں۔ وہ دارالحکومت میں ہیں۔ اور یہ خبر ہمیں انسپکٹر جیشیہ انقل کے گھر سے ملی ہے۔“

”کیا۔“ وہ چلا گئیں۔

”تھی ہاں! انہوں نے پہلے نائب صدر کو فون کرنے کی کوشش کی۔ آپ بیرون نے بتایا کہ وہ ان سے فون نہیں ملا سکتا۔ حتم نہیں ہے۔ پھر انہوں نے آپ بیرون کو ساری بات سنائی، لیکن اس نے پھر بھی رابط نہیں کرایا۔... تھگ آکر انہوں نے ہمیں اطلاع دی۔ پھر ہم نے فون پر کوشش کی۔ جب کام نہ بنا تو ہم خود یہاں آگئے۔ اب ہم نے

میں... میں جاؤں گی۔ ورنہ وہ مجھ پر بست ناراض
ہوں گے۔

"ہم تمام ناہر سن۔ نہیں سر لے لیں۔"

"اس کے باوجود وہ مجھ پر ہی بگریں گے۔"

"آپ کو ہمارے ساتھ چلتا ہو گا۔" آصف سرو آواز میں بولا۔

"یہ... یہ آپ مجھ سے کس لمحے میں بات کر رہے ہیں۔"

"اور ہم کیا کریں۔ آپ بات مان ہی نہیں رہیں۔"

"تب پھر میں بھی نہیں جاؤں گی۔ تم خود جو کرنا چاہو کرو۔"

"چھی بات ہے... اب ذمے داری آپ پر ہی ہو گی۔ اگر ملک کو کوئی نقصان بخچ کیا تو ہم صدر صاحب کو ہادیں گے کہ ہم تے

کہاں تک کوشش کی تھی... اسیں خیوار کرنے کی۔"

"ضرور ہتا دیں۔ اس لئے کہ یہ حکم بھی تو اُنہی کا ہے۔ کر دخل اندازی نہیں کی جائے گی۔"

"او کے۔ تو بھی چلیں۔" آفتاب نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کہن کہاں۔" آصف بولا۔

"مگر جائیں گے۔ لور کہاں... اب ہم اور کیا کر سکتے ہیں۔"

"ہمارے پاس ابھی ایک حربہ باقی ہے۔"

"اور وہ کیا۔"

"باہر چل کر ہتا ہوں۔"

وہ رہائشی حصے سے نکل آئے۔ عجم صاحب نے ہاتھوں اور اہم اجزاء
میں اُنہیں رخصت کیا۔ باہر کل کر انہوں نے پہلے گھر پر گھر کی۔ پھر
کانفرنس روم کا رخ کیا۔ دہاں ت بعد سوت پھر تھل۔ اُنہیں کافی دور
روک لیا گیا۔

"آپ آگے نہیں جائے گے۔"

"ہم جانتے ہیں۔" آصف بولا۔

"تب پھر کیوں اس طرف آئے ہیں۔"

"آپ کو یہ بتانے کے لئے اندر صدر صاحب جس شخص سے
ملاقات کر رہے ہیں.... وہ پروفیسر داؤڈ نہیں ہیں۔"

"یہ کیسے ہو سکا ہے۔"

"وہ نقلی پروفیسر داؤڈ ہیں۔" آفتاب نے کہا۔

"نہیں۔ آپ کے والد بھی اندر ساتھ موجود ہیں۔ یہ ملاقات
صرف صدر صاحب اور پروفیسر داؤڈ کے درمیان ہو رہی ہے اور گرفتاری
کے لئے اندر صرف ایسکے کامران مرزا موجود ہیں۔ قذما کی نقلی کی
موجودوں کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوا۔"

"ام کا ان ہے... اس لئے کہ ایسکے جیش کے گھر سے ہمیں یہ
اطلاع ملی ہے کہ اصلی پروفیسر داؤڈ تو اس طرف موجود ہیں۔"

"کیا۔ نہیں۔" وہ چلا گئے۔

اور پھر کئی کاغذات ان کے گرد تھج ہو گئے۔ کاغذات کے لئے یہ

”آپ لوگ بجیب ہیں.... بت بجیب۔“ فرحت نے جلا کر کہا۔
”بجیب سے زیادہ ہم بجبور ہیں.... بت بجبور۔“

”لیکن ہم آپ سے زیادہ بجبور ہیں۔“ آتاب سکرایا۔
”کیا مطلب؟“

”مطلب یہ کہ ہم ایک آخری کوشش ضرور کریں گے۔ کر کے
دیں گے اور آپ ہمیں روک نہیں سکیں گے۔“
”ویکھئے۔ خدا کے لئے کوئی خلا حركت نہ کیجئے گا۔۔۔ کہیں لیے
کے دینے نہ پڑ جائیں۔“

”لینے کے دینے ہمیں نہیں پڑیں گے۔۔۔ آپ کو پڑ سکتے ہیں۔“
آتاب نے کہا۔

پھر اچانک اس نے دو توں ہاتھ کانوں پر رکھ کر پوری قوت سے
لوکی آواز لکالی۔

آواز اس قدر بلند تھی کہ محافظہ بیری طرح بوکھلا گئے۔

○○

بات حرمت کی بات ثابت ہو گئی تھی۔ یہ دیکھ کر انہیں بت خوش
ہوئی۔

”اس جواب! بات بھی ہے۔ ہم پوری کوشش کر چکے ہیں۔
لیکن ان سے رابط نہیں۔“ رہا۔ بجبور ہو کر ہم اس طرف آئے
ہیں۔۔۔ اب آپ تھائیں۔۔۔ آپ اس سلطے میں کیا کر سکتے ہیں؟“

”غور۔۔۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔“ مخالفوں کا انچاہیق بولا۔

”ان حالات میں بھی؟“
”ہاں! نہیں کر سکتے ان حالات میں بھی۔ اس لئے کہ حکم
نہیں ہے۔۔۔“

”جب آپ ہمیں اجازت دیں۔۔۔ صرف اس دروازے تک
جلتے کی۔“

”اس طرح بھی کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ دروازہ دوسری طرف سے بند
ہے اور ہاں مکمل طور پر سلوٹنگ پروف ہے۔“

”ہم پھر بھی ایک کوشش کرنا چاہتے ہیں۔“

”لیکن ہم آپ کو آگے جلتے کی اجازت نہیں دے سکتے۔“
”اور اگر ہم آگے کی طرف دوڑ لگا دیں؟“

”تو بجبورا!“ ہمیں آپ پر فائزگ کرنا پڑے گی۔ اور آپ کی
موت کا ہمیں اس قدر صدمہ ہو گا کہ بیان نہیں کر سکتے۔ شاید اہ
مدت تک روتے رہیں۔“

”تو پھر تم پسلے پولیس کو بلا لو۔ دروازہ بدر میں کھولا جائے گا۔“

”اچھا۔ یہ تم کر دیے ہے۔ چوری اور سینہ نوری۔“

”نہیں۔ نوری دوڑ سینہ چوری۔“ محمود نے جل کر کما اور

فرزانہ سکرا دی۔

”یہ کیا ہوا ہے؟“

”اسے کہتے ہیں۔ جیسے کو تھا۔“

”تم لوگ پاگل تو نہیں ہو گئے؟“

”نہیں۔ میں ہم دروازوں کو پاگل کر دیتے ہیں۔ جلدی کریں۔ پولیس کو بنا لیں۔ میں دروازے کو ہاتھ نہ لائیں۔ ورنہ کرنٹ لے گا۔“

”ایک کما کرنٹ لے گا۔“

”ہاں! ہم نے دروازہ کھونتے کی کوشش کی تھی۔ کرنٹ لے قات۔ اور ہم بے ہوش ہو گئے تھے۔ ابھی ابھی ہوش میں آئے ہیں۔ اور ہم ہوش میں آئے۔ اور آپ آگئے ہیں۔ مکان کے بالک۔“

”ہاں۔ وہ تو خیر میں ہوں۔“ باہر سے کہا گیا اور قدموں کی

گواز سنائی دی۔ غالباً وہ پولیس کو فون کرنے گیا تھا۔ تھوڑی درجہ

گواز سنائی دی۔

”میں نے فون کر دیا ہے۔ پولیس آئے والی ہے۔“

مسئلہ

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

”یہ۔۔۔ یہاں کون آگیا؟“ محمود نے پریشان ہو کر کہا۔

”آئیا ہو گا کوئی۔۔۔ ہمیں کیا۔“ فرزانہ نے برا سامنہ بنا لیا۔

”میں انہم دروازوں کے طرح کھولیں۔۔۔ دروازے میں تو کرنٹ ہے۔۔۔“ محمود بولا۔

”آؤ۔۔۔ دیکھتے ہیں۔“

دونوں دروازوں کے پاس آگئے۔ اسی وقت دسک پھر ہوئی۔

”بازہر کون ہے؟“

”اندر کون ہے؟“ باہر سے کہا گیا۔۔۔ آواز میں حیرت تھی۔

”کیوں۔۔۔ کیا یات ہے؟“

”یہ کھر میرا ہے۔۔۔ تم کون ہو۔۔۔ ہو اندر گھے ہوئے ہو۔۔۔“

”دروازہ کھول دی۔۔۔ ورنہ۔۔۔“

”ورنہ کیا؟“

”دروازہ میں پولیس کو بنا لوں گا۔“

"یہ جان کر خوشی ہوئی۔"

"ساری خوشی دھری کی دھری رہ جائے گی۔"

"ویکھا جائے گا۔ دیے اگر خوشی دھری کی دھری رہ گئی تو ہر کیا ہے۔ خوشی کا تکامی یہ ہے۔" فرزاد نے بٹلے کئے انداز میں لیکن کرنٹ مجھے کیوں نہیں لگا۔ میں نے بھی تو ہاتھ سے کمل۔

"وہ بنا ہے۔"

"لکھا۔ نہیں۔"

"ہاں جاتب۔ پڑے آپ کرت کا کچھ کریں۔"

"لیکن کرنٹ مجھے کیوں نہیں لگا۔ میں نے بھی تو ہاتھ سے کمل۔

"اٹک دی ہے۔"

"ہو۔ سکتا ہے۔ کرنٹ صرف اندر کی طرف ہو۔"

"اچھی بات ہے۔ ابھی چیک کراتے ہیں۔"

آخر پندرہ منٹ بعد باہر سے کما گیا۔

"کرنٹ واقعی موجود تھا۔ اب آپ دروازہ کھول دیں۔ کرنٹ

نہ کر دیا گیا ہے۔"

"آپ۔ حج کہ رہے ہیں تا۔ ایسا نہ ہو۔ نہیں کرنٹ لگ

بلے۔" محمود بوالا۔

"اچھی بات ہے۔ پھر تم اس کا انتقال کر لیتے ہیں۔" اس۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہو گا۔" باہر سے کما گیا۔

"اچھی بات ہے۔"

یہ کہ محمود آگے بڑھا اور ڈرے ڈرے انداز میں دروازے کو

بڑھ کر دیکھا۔ اس بارے کرنٹ نہیں لگا۔ چنانچہ اس نے دروازہ

"کھولو دروازہ۔"

"اگر ہم دروازہ کھولنے کے قابل ہوتے تو کب کے کھول کر لیں۔" ان کے ساتھ ایک توجون آؤی بھی تھا۔ باہر تماشائی بھی تھے۔

یہاں سے پلے گئے ہوتے۔ اصل بات یہ ہے کہ دروازے میں کرنٹ

اوھر جو خی پولیس والوں کی نظریں ان پر پڑیں۔ "چک

"اود! یہ آپ لوگ ہیں۔"

"ہاں! ہیں تو ہم لوگ ہی۔ ایک خلڑا ک ترین مجرم کے پا میں ہم یہاں آئے تھے۔ اتفاق سے وہ ہم سے پہلے انہوں موجود تھے کوئی نکل۔"

"چب پا نہیں جاتا! اب ہم کیا کریں۔"

"یہ مکان ان صاحب کا ہے؟" انہوں نے توجہ ان آدمی کیں دوڑ رہا تھا۔ ذرا یہ بھی سوچیں.... کسی نے یہاں اس قدر جلد یہ طرف دیکھا۔

"ان کا کہنا لیں ہے... اور فون بھی انہوں نے ہی کیا تھا۔"

"بہت خوب! آپ اپنا مکان سنبھال لیں۔ چک کر لیں۔" آپ کی جیسی تو پوری ہیں تا۔ ورنہ ہم اس ماحصلہ مجرم کے خلاف چوری کا مقدمہ بھی درج کرائیں گے۔

"اس کی ضرورت نہیں۔ میرے گھر میں ابھی کوئی خاص چیز نہیں۔ اس نے کہا۔

"مگر یہ مکان کرائے کا ہے۔" قرزاں نے اس سے پوچھا۔

"میں ہاں! اڑائے کا ہے۔" وہ بولا۔

"آپ نے اس کی چالی اپنے گی کو دوست کو تو نہیں دی ہوئی۔"

"میں ہاں! آپ کا یہ اندازہ بھی دوست ہے۔ ایک دوست

چالی دو تو رکھی ہے۔ میں اگر تھوڑی ہوں تو اس لے اگر تو

بے وقت آتا ہے۔ جب میں گھر میں نہیں ہوتا تو وہ دیوار اور کھل کر اور بیٹھ جاتا ہے۔ اور میرا منتظر کرتا ہے۔"

"بہت خوب! آپ کب سے اس مکان کے کرائے دار ہیں؟"

"چھ ماہ سے۔"

"اوہ اچھا۔ اپنے دوست کا نام بتا جائیں۔"

"یعنی کیوں۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔ آپ لوگوں کو یہاں

کو شخص ملا۔ وہ میرا دوست نہیں ہو سکا۔ اور پھر دروازے میں کرنسی ہیں دوڑ رہا تھا۔ ذرا یہ بھی سوچیں.... کسی نے یہاں اس قدر جلد یہ انتقام کیسے کر لیا؟" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"ہوں... ہم سوچ رہے ہیں اور ہم بت زور دشور سے سوچ رہے

"بہت خوب! آپ اپنا مکان سنبھال لیں۔ چک کر لیں۔" بلکہ ہم تو اپ کو بھی سوچنے کی دعوت دیتے ہیں۔"

"میں... کیا فرمایا۔ سوچنے کی دعوت۔" اس کے بعد میں بھرت

تھی۔

اور انہیں فاروق کا خیال آگیا۔ وہ اس وقت یہاں موجود ہوتا

تھا۔ ضرور کے اختتام وادی دعوت بھی دی تو کس چیز کی۔"

"ہاں! کہیں وہ آپ ہی تو نہیں تھے۔ جو ہم سے پہلے مکان کے

اور موجود تھے؟"

"کیوں۔ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا نہیں۔ کیا وہ میں

تھا؟"

"اس غرض کے لئے تو خیر میک آپ کا سارا الیا جا سکتا ہے۔ دیسے اس کا قاد و فیرہ آپ بھتنا تھا۔"

"خدا ہو گئی۔ اور مجھے ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"ہمارے اس بار کے مجرم کو مزے لینے کا بہت شوق ہے۔" "ہمیں ستاکر پریشان کر کے مزے لینا چاہتا ہے۔" دیسے آپ کا نام کیا ہے۔"

"کافی شاہوں۔" اس نے کہا۔

"خدا کا شکر ہے آپ کافی شاہیں۔" ورنہ اگر آپ اپنا نام ناکافی شایاتتے۔ تب بھی ہم کیا کر لیتے۔" محمود نے خوش ہو کر کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔" کیا آپ میرے نام کا ماقبل اڑا رہے ہیں۔" "تھی نہیں۔" ہم تو شکر کر رہے ہیں اور شکر کرنا ماقبل اڑانا ہرگز خوبی ہے۔ کیوں خود الدار صاحب۔" محمود اس کی طرف مڑا۔

"جی۔ جی۔ جی۔" وہ... بھلا میں کیا کہ سکتا ہوں۔"

"آپ کافی شاہیں۔" اس مکان کے کرائے دار ہیں۔ آپ کرتے کیا ہیں۔"

"میں ایک سیاح ہوں۔" اس ملک کی سیاحت کے لئے آپ تھا۔" یہ شر اس قدر اچھا لگا کہ کچھ ماہ یہیں گزارنے کا پروگرام لیا۔"

"اچھا مسٹر کافی شا۔" پھر آپ کا یہاں دوست کمال سے نکل

"ایا؟" فرزان کے بیچے میں حرمت تھی۔

"کسی زمانے میں میری اس سے قسمی دوست تھی۔"

"اوہ اچھا۔ آپ مریانی فرمائ کر اپنے دوست کا نام جانیں۔" اور

ہم بھی بتائیں۔" ہم آپ کے بیان کی تصدیق کریں گے۔"

"اچھی بات ہے۔" اب جو آپ کا تھی چاہے کریں۔ میں کچھ

ہمیں کوئی گلو۔ اس کا نام انپکل جشید ہے۔"

"کیا!!!؟" وہ بہت زور سے چلتے۔ آنکھوں میں حرمت دوڑ گئی۔

"یہ آپ نے کیا کہا بتاب؟" خود الدار نے جھلا کر کہا۔

"کیوں۔" کیا بات ہوئی؟" اس نے بھی جیران ہو کر کہا۔

"یہ۔" آپ کے سامنے انپکل جشید کے بچے کھڑے ہیں۔"

"ہائی۔" نہیں۔" وہ بری طرح اچھلا۔ آنکھوں میں حرمت اور

بھائی۔"

"آپ ایکسر اچھے ہیں۔" لیکن ہماری نظریوں سے آپ کی ایکسر

بھی نہیں رہ سکتی۔" محمود مسکرا یا۔

"کیا مطلب؟" وہ اچھلا۔

"جب آپ یہاں آئے تھے۔" اس وقت سے آپ یہ بات

بانٹتے ہیں۔" کہ ہم کون ہیں۔" فرمایا آپ نے جان پوچھ کر اپنے

دوست کا نام ہمارے والد کا بتا دیا۔" تاگر ہم تصدیق نہ کر سکیں، اس

لے کہ اس وقت ان کی دوامی حالت درست نہیں ہے۔"

"پاں سیں۔ آپ کیا اوت پانگ باتیں کر رہے ہیں.... میر دوست کا نام اسکلپر جشید ہے، آپ ان سے اس وقت نہیں پوچھ سکتے جب ان کے مانع کی حالت درست ہو جائے۔ اس وقت پوچھ لے گا۔ اس نے بحث کر کما۔

"اچھی بات ہے جتاب۔ ہم ان سے پوچھ لیں گے۔ اب ہمیں ایک بات کا تین ہو گیا ہے۔ یہ کہ اس مکان کے اندر ہم سے پہلے آپ ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ اور یہ آپ ہی تھے جنہوں نے دروازے میں کرنٹ پھوڑ دیا تھا"

"اس بات کا آپ کے پاس شوت کیا ہے؟" وہ شرمند از میں مکرا یا۔

"کوئی نہیں۔ لیکن شوت ہم حاصل کر لیا کرتے ہیں۔"

"مکری۔ جب مل جائے۔ مجھے گرفتار کر لجھے گا۔"

"آخر آپ یہ خوف کیوں پھیلاتے پھر رہے ہیں، ہمارے شر میں۔"

"ارے! آپ نے مجھ پر ایک اور الزام لگا دیا۔ یعنی شرمند اس وقت کوئی شخص خوف پھیلا دیا ہے۔ اور آپ کے خیال میں شخص میں ہوں۔"

"ہاں بالکل۔ فرزاد نے سوراہمہ"

"اس بات کا شوت؟"

"ہم شوت حاصل کر لیں گے۔ گرفتار کریں۔"

"تو پھر مجھے بھی ساضر پائیں گے۔ کر لجھے گا گرفتار" میں بھاگوں گا نہیں۔ یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔"

"بائیں۔ آپ نے یہک دم پتڑا بدل لایا۔ گویا آپ مان گئے ہیں۔ ہم سے پہلے آپ ہی یہاں تھے۔"

"ہاں بالکل۔ میں ہی تھا۔ میں میں نے یہاں موجودہ کر کوئی جرم نہیں کیا۔ ظاہر ہے۔ میں اپنے مکان کے اندر تھا۔"

"تبت پھر۔ باہر تاکیوں لگا رکھا تھا۔"

"پکھے شریر لوگ دوسروں کو ٹنگ کرتے رہے ہیں۔ ان سے بچنے کے لیے میں ایسا کرتا ہوں۔"

"لیکن مکان تو جیک پانڈے کا تھا۔ یعنی اس نے کرائے پر لے رکھا تھا۔"

"جب وہ گرفتار ہو گیا تھا تو مالک مکان نے پھر اس پر کرائے کے لیے خالی کا بورڈ لگا دیا تھا اور یہ میں نے کرائے پر لے لیا تھا۔"

"مریالی فرمائ کر مالک مکان کو بھی میں لے آئیں۔" محمود نے خودار سے کہا۔

"بہت بستر۔ ٹلنے جتاب۔ ہمیں مالک مکان کے گھر تک لے چلیں۔ یا آپ کو ان کا فون نمبر معلوم ہے تو وہ بتا دیں۔ میں فون کر کے انسیں بدل لیتا ہوں۔" خودار نے کہا۔

”نہیں حوالدار صاحب... ایسا نہیں ہو گا۔ آپ کو خود جاکر
انہیں لانا ہو گا... ورنہ وہ فرار ہو سکتے ہیں۔“

”اوہ اچھا... جیک ہے... مسٹر کافی شا... ان کا پا جاتا نہیں۔“
”اسی محلے میں ۱۳ نمبر مکان۔“

”مُکری... میں ابھی آتا ہوں اسے لے کر۔“

”ضرور... کیوں نہیں۔“ وہ مُکرایا۔ اس کی مُکراہث انہیں
عجیب سی گلی۔

پھر حوالدار چالا گیا۔

”آخر آپ کیا چیز ہیں جتاب؟“

”انسان۔“ وہ مُکرایا۔

”یہ بات تو خیر بھج میں آتی ہے... کہ آپ انسان ہیں... لیکن
ہیں کس قسم کے انسان۔“ فرزانہ نے برا سامنہ ہٹایا۔

”غاص قشم کا انسان... آپ نے ایسے غاص قشم کے انسان
بہت کم دیکھے ہوں گے۔“

”آپ نے ہمیں الجھن میں ڈال دیا ہے۔“

”اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔“

”ہم ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتے۔ جو ہمیں الجھن میں ڈال
دیتے ہیں۔“ محمود نے منہ ہٹایا۔

”اور یہ میری مجبوری ہے... اپنے دشمن کو شدید الجھن کا تحفہ

دے دیا کرتا ہوں۔“

اسی وقت قدموں کی آواز سنائی دی۔ انہوں نے نظریں
الٹھائیں، ایک لبے قدم کا نوجوان چلا آ رہا تھا۔ اس کے ساتھ حوالدار
بھی تھا۔

”یہی صاحب اس مکان کے مالک ہیں۔“

”آپ کا نام جتاب؟“

”اور یہیں خاور۔“ اس نے منہ ہٹایا۔

”یہ مکان آپ کا ہے؟“

”بال جتاب.... بالکل۔“

”اور یہ صاحب آپ کے کرائے دار ہیں؟“ محمود نے کافی شاکی
طرف اشارہ کیا۔

”بھی بال... بالکل ہیں۔“

”اس سے پہلے یہ مکان جیک پانڈے کو کرائے پر دے رکھا تھا
آپ نے۔“

”بالکل یہی بات ہے۔“

”یہ صاحب کب سے کرائے دار ہیں؟“

”جب سے جیک پانڈے گرفتار ہوا... میں نے محسوس کر لیا تھا
کہ اب وہ جلد تو رہا ہو گا نہیں۔ لہذا اس کا سامان ایک طرف رکھ دیا
اور مکان پھر سے کرائے پر دے دیا۔ کرائے پر دینے کے لئے میں نے

اخبار میں اشتخار دی تھا.... جس کو دیکھ کر یہ صاحب آگئے اور میں نے اپس کرانے پر دے دتا۔"

"بہت خوب لیا آپ وہ اشتخار دکھائیں گے۔"

"ہاں کیوں نہیں.... وہ سیری فائل میں ضرور ہو گا۔"

"بہت خوب.... وہ ہم بعد میں دیکھ لیں گے.... اب آپ جائے

ہیں۔"

"لیکن یہ مسئلہ کیا ہے۔"

"مسئلہ ابھی تک ہماری اپنی سمجھ میں نہیں آیا۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔" اس نے کہا اور جانے کے لئے مڑا۔

میں اس لئے وہ اچھل کر گرا۔

○○

آواز

"یہ... یہ آپ نے کیا کیا۔ اس قدر تیز آواز من سے نکالی۔" کیسی آواز تھی؟" ایک گانٹے نے چیخ کر کمل۔

"تی بال! یہ آواز الوکی آواز تھی۔"

"کیا... الوکی آوان۔ لیکن الوکی آواز تو منہوس ہوتی ہے۔"

"ہم ایسے خیالات کو نہیں مانتے۔ آپ یہ بتائیں۔ اس قدر

تیز آواز بھی کیا اندر نہیں پہنچی ہو گی۔"

"مشکل ہے.... کہہ زبردست طریقے سے ساؤنڈ پروف بنایا گیا

ہے۔"

"اس کے باوجود ہمارا خیال ہے۔ اس آواز کی بھک اس کے

کافوں میں ضرور پڑی ہو گی۔"

"بھک۔" اس نے جیران ہو کر کمل۔

"بان! بھک۔" فردت سکرانی۔

"ہم کیا کر سکتے ہیں.... بلند آواز تو یہاں آج تک کسی نے نہیں

نکالا۔ آپ شاید پسلے ہیں.... اس لئے میں کچھ نہیں کر سکتا۔" اس

نے پر اس ساتھ بیٹا۔

"چھا اگر آپ کچھ نہیں کر سکتے تو خاموش تر رہ سکتے ہیں۔
کہے جس نہیں؟"

"بیان! وہ کہتے ہیں۔ کیون نہیں رہ سکتے۔ آپ بس جائیں۔
آپ جو کر سکتے تھے۔ کر چکے۔"

"موبھی کیسے جا سکتے ہیں۔ پہلے اس آواز کا روشنی تو دیجے
لیں۔"

"دیکھ لیں۔ اگر کچھ نظر آ رہا ہے تو ضرور دیکھ لیں۔" اس سے
جل کر کر کلد۔

میں اس وقت دروازہ کھلا اور اسپکٹر کارمن مرزہ کا چہہ نظر آیا۔

"آؤ جھنی اندر۔ آخر تم باز نہیں آئے۔ کس قدر انتقالات
کیے تھے ہم نے۔ ب دھرے کے دھرے رہ گئے۔ الیکی آواز

ٹکالے بینیر نہیں رہے تم۔" ان کے بیچ سے ناخن گواری نیک روز
تمی۔

وہ دھک سے رہ گئے۔ اوسان خطا ہو گئے۔ اس قدر مشکلات
کے بعد وہ اگر اپنی کوششوں میں کامیاب ہوئے تھے تو یہ انعام میں۔

تعلیم۔ آخر برسے یہے مت بناتے ہوئے وہ اندر داخل ہو گئے۔ دردنا
پھر بند کر لیا گیا۔

"آپ کو جماری آمد ناگوار گزری ایجاداں۔" یہ جان کر جس

بھئی۔"

"بھئی تم لوگ صرف یہی بتاتے آئے ہو نا۔ کہ نائب صدر
صاحب سے جو صاحب ملاقات کر رہے ہیں۔ وہ صاحب اعلیٰ پروفیسر
اوڈی ہیں۔ اصلی نہیں۔"

"اڑے باپ رے۔ تو آپ کو یہ بات معلوم ہے۔"

"نچھے نہیں معلوم ہو گی۔" انہوں نے آنکھیں نکالیں۔

"اودہ! شب تو واقعی۔ ہم معافی چاہتے ہیں۔"

"آپ معافی چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔ آؤ۔"

"لیکن۔ سارا چکر کیا ہے۔"

"آن۔ ابھی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔"

وہ انہیں اس کمرے میں لے آئے۔ جس میں نائب صدر
تھے۔ وہاں ایک شخص پروفیسر اوڈی کے طبقے میں موجود تھا اور رسیوں
سے بکرا ہوا تھا۔

"اڑے! یہ کیا۔ یہ صاحب تو پہلے ہی رسیوں میں جائز
ہوئے ہیں۔"

"اور تمہیں ضرور آتا تھا۔" نائب صدر صاحب ناخن گوار انداز
میں بولے۔

"اودہ! السلام علیکم اعلیٰ صدر۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

"ہماری آمد آپ کو بہت گران گز ری۔" مجھے ہم طے جاتے

"شیں جا سکتے... اب یہیں ٹھہرو... اور ایک طرف بیٹھ جاؤ۔" اسپر کامران مرزا نے جھٹا کر کہا۔

"جی... میں بہترے گیں۔ آپ نے اب تک اس کا میک اپ کیوں نہیں اتارا۔" آناتا بے چین ہو کر کہا۔

"اب تم ہے گئے ہو نا۔ تمہارے سامنے اتاریں گے۔" انہوں نے جلے کئے انداز میں کہا۔

"آخر ہمارے آنے سے کیا فرق پڑ گیا۔ کہ آپ اس قدر ناراضی ہو رہے ہیں۔"

"کارروائی میں قلل پڑا۔ مجھے اس شخص کو پاندھ کر دوڑا ز پڑ جانا پڑا۔ ورنہ اس سے پسلے میں نے اپنے پتوں کی زد پر لے رکھا تھا۔"

"تو آپ صدر صاحب سے کہ سکتے۔ دروازہ کو لوئے کے لیے۔"

ناہب صدر نہیں پڑے۔

"میں نے کما تھا کامران مرزا سے۔ لیکن انہوں نے اتنا بھی گوارا نہیں کیا کہ میں دروازہ کھولتا۔۔۔ خیر چھوٹو۔۔۔ اور کامران مرزان۔۔۔ اب ان سے ناراضی ختم کر دو۔"

"جی بہترے۔ آپ کہتے ہیں تو کروتا ہوں۔" وہ بھی مسکرا دیے۔

"ناراضی ختم کرنے کا شکریہ۔۔۔ اب ذرا بات بیان دیں۔ آخر

ان تدریجی سخت پابندی کیوں لگائی گئی تھی۔"

"ہم یہ جان پکے تھے کہ یہ شخص غلطی ہے۔ بہت پسلے بات سے

تھے۔ لیکن یہ جاننا باقی تھا کہ یہ کس چکر میں ہے۔ اس نے پروفسر

لوڈن کر ملقات کا وقت کیوں لیا۔ اور یہ کیوں کما تھا کہ ملقات

ت اکم اور خوبی ہو گی۔۔۔ اس ملقات کے وقت صرف اور صرف

پسلک کامران مرزا موجود رہیں گے۔ اور کسی حتم کی دلیل اندازی کی

بہارت نہیں ہو گی۔۔۔ اور ہم نے اپنے ذرا ثانی سے یہ بات معلوم کر لی

۔۔۔ مخفی حصے میں پروفسر داؤد موجود ہیں یا نہیں۔ پاٹھا کر کہ وہ تو

ایں بدستور موجود ہیں۔۔۔ لہذا اب ہم چکر میں پڑ گئے۔ کہ یہ غلطی

کس آخر کیا چاہتا ہے۔۔۔ کس قدر دلیر ہے کہ غلطی ہوتے ہوئے

بھی موجودگی میں صدر صاحب سے ملقات کرنا چاہتا ہے۔۔۔ یعنی میری

بودھی تو اس کا بھائدا بچھوڑ ہی دیتی۔۔۔ یہ اور بات ہے کہ میں نے پسلے

لی جان لیا تھا کہ وہ نہیں ہے۔۔۔ اب ہمارے سامنے دراستہ تھے۔۔۔

یہ تو اسے اسی وقت گرفتار کر لیتے۔۔۔ اور پوچھ چکر کرتے۔۔۔ دسرے

یہ کہ یہاں ملقات کی جاتی اور دیکھتے کہ یہ کیا کرنا چاہتا ہے۔۔۔ چنانچہ

ام نے دروازہ طریقہ اختیار کیا۔۔۔ اور ہدایات دے دیں کہ کوئی دخل

اندازی نہ کرنے پائے۔۔۔ یہ تو ہمیں خیال بھی نہیں تھا کہ تم لوگوں کو

کسی طرح اس پروگرام کا پاٹا چل جائے گا۔۔۔ اب پسلے تم تھاں۔۔۔

جیس پا کیے چلا؟" سال تک کہ کراپٹ کامران مرزا خاموش گئے

"میں کتابوں... آپ پلے اس کامیک اپ اتاریں۔" آنکہ

"کیا اس سے پہلے آپ یہ خس ~~تھا~~ پسند کریں گے... کہ... کہنا چاہتا تھا۔"

اور انسوں نے اس کے چہرے سے میک اپ امداد کی کوشش کر دی۔ لہ بے لہ ان کی حرمت پڑھی پڑی گئی۔ جب وہ ہر شش کر چکے اور میک اپ دور نہ ہو سکا۔ وہ بدستور پردا فیر

آتا رہا تو انہوں نے جلا کر کیا۔

"بلاہا"- غلی نے قفسہ لگانا۔

"تاؤ... کے ہو سکا ہے۔"

"لیا۔" اس نے پھر فتحہ لگایا۔

"مہوگی۔ آخر یہ کس حکم کامیک اپ ہے۔ جو اتارے

گلستان

۱۰۷

خراہ بہرہ ایات جاری کی گئی۔ ایک ماہر کی خدمات حاصل کی

اے اندر لايا گیا۔ اے ساری پات بیال گئی۔ آخر اس نے

= کون سا مشکل کام ہے۔

"ساؤ نہ پروف کرے میں آواز کس طرح آگئی؟"

اس نوں بلند اواز سے بھلی کی آجائی ہے۔ الفاظ تو اپنے
کچھ میرا نہیں آتے۔"

"اپنے خبر۔ وہ ان صاحب نے ابھی تک کچھ بھی نہیں بتایا۔"

میں "ڈاکٹر" ہوں۔

"تب پھر ہماری کمالی سی تھیں۔ ہم یہاں کس طرح بیٹھے۔"

سے ساری سیل لہ سنال۔ اپنے کامران مرزا سوچنے۔ آخر انسان اپنے کلبے

۳۵ کاملاً

بچا ہوا ہے۔ کیوں۔ اب تم کیا کہتے ہو؟۔ وہ بس کے پر بن رہا تھا۔ پس یہاں کے

4

"تو پھر زر اجلدی سے کر دیا لیے۔"

اس نے اپنا کام شروع کیا..... لوشن پر لوشن اس کے چہرے اور روئی اور دوسری جگہوں سے چہرے کو رکھتا رہا۔

لگائے اور روئی اور دوسری جگہوں سے چہرے کو جھیل کر رکھ دے گے۔
علوم ہوتا ہے۔ تم میرے چہرے کو جھیل کر رکھ دے گے۔
ادھر ماہر کی آنکھوں میں جیت بوجتی جا رہی تھی۔ "اک سمجھنے تک کوشش کرتا رہا۔ آخر اس نے کہا۔

"نسیں جاتا! یہ صاحب میک اپ میں ہیں ہی نہیں۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس نے خود تسلیم کر لیا ہے کہ یہ ڈاؤڈ کے روپ میں ہیں۔"

"نسیں۔ یہ اصل پروفیسر داؤڈ ہیں۔" اس نے کہا۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔"

"نسیں نہ نہیں کہ رہا۔"

"اپجا آپ تو جائیں۔ اب ہم اس مسئلے کو خود ہی پہلے کرے۔ انپکٹر کارمان مرا زانے ناخواہوار انداز میں کہا۔

"جی بت بت۔ لیکن اپ میرا دعویٰ یاد رکھئے گا۔" میک اپ میں نہیں ہے۔ اگر دنیا کا کوئی ماہر اسے میک اپ میں کر دے۔ اور اس کا دوسرہ چہرہ مجھے دکھا دے۔ تو جو چور کی میری۔"۔

"آپ کو چور کی سزا دے کر ہمیں کیا مل جائے گا۔"

بائیں۔"

وہ بیرے بیرے منہ بنا آچلا گیا۔

"اب ہتا۔ تم کون ہو؟"

"پروفیسر داؤڈ۔ بعد میں تمہیں افسوس ہو گا کہ مجھے نہیں خیال کرتے رہے۔" اس نے کہا۔ اس کی آواز اور یونٹ کا انداز بھی پروفیسر داؤڈ جیسا تھا۔

"کارمان مرا زا تم ذرا پروفیسر داؤڈ سے تو رابطہ کرو۔"

"اس کا کیا فائدہ ہو گا۔ سب سے ہم جانتے ہیں۔۔۔ وہاں وہ موبیو دیں۔"

"پھر بھی۔ شاید کوئی بات معلوم ہو ہی جائے۔"

"وہ بوجی مشکل میں ہیں۔۔۔ کسی عجیب مشکل میں۔۔۔ نہیں مدد کے لئے فون کیا تھا۔۔۔ اس وقت ہمیں پتا چلا کہ پروفیسر صاحب وہاں موجود ہیں۔۔۔ اڑے ہاں۔۔۔ بلکہ فون پروفیسر صاحب نے کیا تھا۔۔۔ خیر۔۔۔ میں معلوم کرتا ہوں۔"

اب انہوں نے پروفیسر داؤڈ کو فون کیا۔ دوسری طرف سے فوراً ان کی آواز سنائی دی۔

"انپکٹر کارمان مرا زا بات کر رہا ہوں پروفیسر صاحب۔"

"خدا کا شکر ہے۔ تمہاری آواز تو سنائی دی۔۔۔ ورنہ میں تو سچ رہا تھا۔۔۔ اس بار تم باکل خبر نہیں لو گے۔"

"میں اوہر پختا ہوا تھا۔ ایک عدد نعلیٰ پروفیسر داؤد سے واسطہ پڑا ہوا بے نہیں۔"

"بان! یہ خبر مل چکی ہے.... نا ہے.... وہ نعلیٰ پروفیسر داؤد نائب صدر سے ملاقات کرنا چاہتا تھا۔ آخر کیوں۔ کیا تم بتا سکتے ہو؟"

"ابھی تک ہم خود معلوم نہیں کر سکتے۔ برعال وہ نعلیٰ اس وقت ہمارے قبیلے میں ہے۔ اوہر کیا حالات ہیں۔ آپ یہ بتائیں۔"

"انتہائی خوفناک۔ پراسرار۔ شنی خیز۔ پروفیسر داؤد بولے۔ "مردانی فرمائ کر وضاحت کریں۔"

وہ حالات بتانے لگے۔ وہ حیرت زدہ انداز میں سنتے رہے۔ آخر میں انہوں نے کہا۔

"اور اس وقت تک اسکلر جشید، فاروق اور عان رحمان ذہنی طور پر بے کار ہو چکے ہیں۔ محمود اور فرزانہ اس سلسلے میں بھاگ دوز کر رہے ہیں۔ لیکن معاملہ اب بھی ان کے پلے نہیں پڑا۔"

"میرا خیال ہے۔ اب نہیں ایک بجک جمع ہو جانا چاہیے۔"

"تم نے تو شوکی برادرز کو بھی جایا تھا۔ ابھی تک وہ بنتے نہیں۔"

"خیز۔ آپ غلرنہ کریں۔ تم آ رہے ہیں۔ اس نعلیٰ سمیت۔"

"یہ نحیک رہے گا۔ پروفیسر داؤد بولے۔"

فون بند کر کے وہ نائب صدر کی طرف مڑے۔

"آپ کو کوئی اعتراض نہیں۔ اگر ہم اس شخص کو لے کر اس طرف پڑھ جائیں۔"

"نہیں۔ لیکن میں جلد از جلد یہ جان لیتا چاہتا ہوں کہ یہ پھر کیا ہے۔"

"بُوئی، ہمیں معلوم ہوا۔ ہم چاہدیں گے۔"

"تباہ آپ جاسکتے ہیں۔"

"لیکن میں اصلی پروفیسر داؤد ہوں۔" اس شخص نے جلا کر کا۔

"ابھی جب ہم آپ کو اصلی کے سامنے لے کر چلیں گے۔"

اس وقت فتحیہ ہو جائے گا۔"

"اگر میں میک اپنے میں ہوں تو میک آپ اتنا کیوں نہیں؟"

"پروفیسر یہ کام بھی کریں گے۔"

"اچھی بات ہے۔ پڑھ پڑھ جان لے جانا ہے۔" اس نے تھلا کر کا۔

اور وہ اسے ساتھ لے کر مغلی حصے کی طرف روانہ ہوئے۔

پند کھٹک بدد وہ پروفیسر داؤد کی تحریر کاہ میں پہنچ گئے۔

پھر جوئی پروفیسر داؤد کی نظریں نعلیٰ پروفیسر پر پیس۔ ان کا رنگ از کیا۔

یوں لگا جیسے انہیں بہت زبردست صدمہ پہنچا ہو۔

تھا۔

اس نے اس نقلی کی آواز سنائی وی۔

”آخر تم پکڑے گئے مشری۔“

میں اس وقت دروازے کی گھنٹی بیجی۔

○○

”میں پکڑا گیا۔ کیا مطلب؟“ پروفیسر داؤڈ جے کھلا اخیر

”نقلی میں نہیں۔ یہ ہے۔“

”ارے باب رے۔ کیا ہم داؤڈ پروفیسر داؤڈوں کے درمیان پختے
والے ہیں۔“ آناتاب گبرا گیا۔

”پختے والے ہیں نہیں۔ پچھنچ کے ہیں۔“

”تو یہ ہیں وہ صاحب۔ جو نائب صدر صاحب سے ملاقات کر
رہے تھے۔“”بان! لیکن ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ یہ اصلی پروفیسر داؤڈ ہیں۔
جب کہ اصلی بیان پسلے سے موجود ہیں۔“”پسلے اصلی کی خلائق دیکھ لے۔ اڑھائی بیج رہے ہیں۔ اس
کے چہرے پر۔۔۔ ہو ایسا اڑ رہی ہیں۔ اوسان خلا بڑے جا رہے
ہیں۔“ نقلی والا بولا۔

انہوں نے دیکھا۔ واقعی اصلی پروفیسر کی کیفیت تھی۔ اب

”جران اور پریشان ہوئے بغیر شہد سکے۔ مجھن اس وقت دروازے

کی سمجھتی پھر بھی۔ یہ اندر وطنی دروازے کی تھی۔ یعنی آئے والوں کو
جانشیوں نے نہیں روکا تھا۔

”پسلے تو آتے والے کو دیکھ لیں ذرا۔“ محمود بوڑا۔

”یہ کہ کروہ دروازے کی طرف چلا گیا۔ اور جب لوٹ کر آئے
تو اس کے ساتھ شوکی برادر ز تھے۔ انہوں نے آتے ہی کہا۔

”سلام ملکہ۔ اربے یہ کیا؟“

”وعلیکم السلام۔ پسلے صرف سلام کرتے۔ اس کے بعد کتنے
اورے یہ کیا۔“ فرزانہ نے منطبقا۔

”تو آپ نے بھی تو وعلیکم السلام کے ساتھ ہی بات شروع کر دی۔“ شوکی سُکرایا۔

”یہ جوہلی حملہ تھا۔“ محمود سُکرایا۔

”مل۔ ٹین۔ یہ۔ یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔“

”آؤ شوکی۔ تم وہی دیکھ رہے ہو۔ جو ہم سب دیکھ رہے
ہیں۔ اور یہیں مانو۔ یہ تارے لے بھی بہت انوکھا پچر ہے۔“
تک تو اس کیس کا سریع بھی ہمیں معلوم نہیں ہو سکا۔ اب تم آئے
ہو۔ تو شاید ہماری کوئی مدد کر سکو۔“

”جج۔ جل۔ یہ آپ نے کیا فرمادیا؟“ شوکی بونکھا اٹھا۔

”بھی یہ کوئی لکھی بات نہیں۔ ہو سکا ہے۔ وہ بات تمہارے
بھوکھ میں آ جائے۔ جو ہماری بکھ میں نہیں آ سکی۔ فی الحال میں

ہے۔ ان میں سے اصل کون ہے۔“

”میرا خیال ہے۔ پسلے سب لوگ اٹھیاں سے بیٹھ جاتے
ہیں۔ پھر بات چیت شروع کرتے ہیں۔ یوں گھبرا لئے بونکھا۔“
تمانے اور جملانے سے کچھ نہیں ہو گا۔“ فرزانہ نے جلدی جلدی
کہا۔

ایسے میں اپنائیں دروازہ ندووار آواز کے ساتھ کھلا اور دیگر
غارچ سلیم کاشانی پرشانی کے عالم میں اندر واپسی ہوئے۔
”آخر آپ میرا علاج کب کریں گے پروفیسر۔ ارسے یہ
کیا۔ یہ۔ یہ کیا۔ یہ سماں تو ایک وقت میں دو پروفیسر داؤڈ موجود
ہیں۔“ وہ اچھل پڑے۔

”باکس! کاشانی صاحب آپ۔ تو کیا آپ بھی خوف کا ٹھکار ہو
چکے ہیں۔ اور اس نئی پروفیسر سے علاج کراتے رہے ہیں۔ یہ بے
چارہ کیا علاج کرے گا۔ آئیے میں آپ کا علاج کیے دتا ہوں۔“
”یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ میں سمجھا نہیں۔“ سلیم کاشانی
نے بونکھا تھے جوئے انداز میں کہا۔
”ہم بھی نہیں سمجھے۔ دیے کوشش کر رہے ہیں سمجھنے کی۔“
کامران مرزا نے کہا۔

”اہا اپنکے کامران مرزا صاحب۔ آپ بھی آگئے۔ یہ اپنچا
ہو۔ اور تو اپنکے جسید بالکل بیکار ہو کر رہے گئے ہیں۔ سلیم کاشانی

نے پر اساتھ بیٹا۔

”لیکن سڑاں میں ان کا کیا قصور۔ آپ تک بالکل بے
ہو کر رہ گئے ہیں اس وقت۔“ اپکنے کامران مرزا نے بل کر کہا۔
”لوہ بان؟ یہ تو خوب ہے۔ خوب نہیں۔ پہلے تو میں ذرا اس پر
صاحب سے اپنا علاج کرالوں۔“ یہ کہہ کر فتحی کی طرف پڑھے۔
”اصلی ہے۔ شکی۔“ ہیں۔“ محمود نے فوراً کہا۔

”سلم کاشنی صاحب۔“ ذرا اصل پوپری کے چہرے کو دیکھ
رکھ اڑپا کے۔ آنکھیں اندر کو دھنس گئی ہیں۔ اصل چہرے کے
ہوتے ہیں۔ اور آپ ہمربے چہرے کی طرف دیکھیں۔ میرا چڑا
ظرف آتا ہے یا اس کا۔“ فتحی نے جلدی جلدی کہا۔

”آپ کا۔“ سلم کاشنی فوراً بولے۔

”ہاں کاشنی صاحب۔ آپ دھوکے میں آگئے۔ اصلی
ہیں۔ رنگ ائین کی کوئی وجہ ہے۔“

”اور وہ وجہ کیا ہے؟“ انسوں نے پوچھا۔

”یہ بھی ہمیں بھی نہیں معلوم۔“ اپکنے کامران مرزا نے جا
سے کہا۔

”تو پھر جب معلوم ہو جائے۔ مجھے بتا دیتے۔ اس وقت
انہیں اصلی مان رہا ہوں۔ اور اپنا علاج ان سے کرو رہا ہوں۔“
لوگ ایک طرف ہے جائیں۔ اب میں مزید اس خوف کا قیدی نہیں۔

شیخ وہ عتنا۔

”ایئے ایئے کاشنی صاحب۔ میں ابھی آپ کو ایک انجش
دوس گا اور آپ بالکل نحیک ہو جائیں گے۔ اس کے بعد میں آپ کی
عدالت میں ہی یہ مقدمہ پیش کروں گا کہ اصلی کون ہے؟“ ساتھ لائے
بانے والے نے جلدی جلدی کہا۔
”بالکل نحیک... بالکل نحیک۔“ انہوں نے فوراً کہا۔

”تو پھر آپ اس طرف بینہ جائیں۔ ان لوگوں سے بالکل
الگ۔ جو نہیں یہ خوف والا کیس شروع ہوا تھا۔ میں نے تجویات پر
تجویات شروع کر دیے تھے۔ اور آخر میں کامیاب ہو گیا۔
”تو پھر آپ نائب صدر سے ملاقات کرنے کیوں پڑے گئے تھے۔
یہاں رہ کر لوگوں کا مانع کیوں نہیں کیا؟“ اپکنے کامران مرزا نے جلے
کئے انداز میں کہا۔

”ان کا فون مجھے ملا تھا۔ کہ بہت ضروری کام ہے۔ فوراً
ایئے۔ میں چلا گیا۔“ یہ سچ کر کے واپس آ کر علاج شروع کروں
گا۔ لیکن وہاں یہ لوگ بیخ گئے اور مجھے فتحی کا شروع کر دیا۔ پھر
گرفتار کر کے اور ملے آئے۔ ہے کوئی تکمیل۔ حالانکہ میری عدم
 موجودگی میں کسی فتحی نے تجری گاہ پر قبضہ کر لیا اور کسی کو کاموں کا ان پا
تک نہیں چلا۔“ وہ کہتا چلا گیا۔
”مالا چاہو۔“ کیوں بے پر کی، اڑا رہے ہو۔“

"پہلے میں ان کا علاج کر لوں.... پھر بات گریں گے۔" اس نے کہا۔

اور پھر ان سب کے سامنے اس نے کندھے سے لٹکا بیک آتا رہا۔ اس میں سے ایک سرنج نکالی اور ایک دوسری شیشی۔ سرنج میں دوا بھری اور لگا سلیم کاشانی کو انجکشن لگانے۔ "ایک منٹ۔" سلیم کاشانی صاحب نے دار آپ ہوں گے۔ ایسے میں انپکٹر کامران مرزا چلا اٹھے۔ "کیا مطلب؟ کس بات کا ذمہ دار؟"

"اگر اس نے آپ کو کوئی اوت پنگ بیا لیت پلٹ انجکشن لگا دیا تو۔"

"ہاں ہاں.... میں خود تسلیم دار ہوں گا۔"

"شکریہ۔" انپکٹر کامران مرزا نے پراسامنہ بٹایا۔

اور پھر اس نے ان کے بازوں میں انجکشن لگا دیا۔ پھر بولا۔

"صرف آدھے گھنٹے بعد اس انجکشن کا اثر شروع ہو جائے گا اور آپ کا خوف پر لگا کر اڑ جائے گا۔"

"یہیں وہ پر لگائے بغیر کیوں نہیں اڑ سکتا۔" آفتاب نے پوچھا۔ اور وہ مسکراتے گئے۔ سلیم کاشانی اور دوسرے پروفیسر نے اسے گھوڑ کر دیکھا۔ پھر وہ بھی مسکراتے گئے۔

"پروفیسر صاحب! آپ اس قدر خاموش کیوں ہیں؟" انپکٹر

کامران مرزا نے پہلے سے موجود پروفیسر صاحب سے کہا۔ "مپ ہا نسک۔ کیا بتت ہے۔ اس کی موجودگی میں میں خود کو نعلیٰ حسوس کر رہا ہوں۔" انہوں نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔ "کیا... نہیں۔" وہ چلاتے۔ "یہ۔ یہ ضرور کوئی جادوگر ہے۔" انہوں نے کہا۔ "تمہت خوب! تو اپ آپ مجھے جادوگر کہ کر خود کو بچانا چاہتے ہیں۔ لیکن میں آپ کا بھائی پھوڑ کر رہوں گا۔"

"عجھے بھائی؟۔ لگتے کون سا بھائی؟۔ آفتاب نے پوچھا کر کہا۔

"یاد تم تو چپ رہو۔" حسوس نے جمل کر کہا۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے۔ ہاں۔ ارسے۔ یہ کیا۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔" ایسے میں قادری کی تواز تالی دی۔

پروفیسر داؤ نے اسیں الگ کر کرے میں لٹایا ہوا تھا۔ سلیم کاشانی کو الگ۔ لیکن دیوار کے اندر سے بند نہیں کیے تھے۔ اس لیے کہ ان کا مرض خطرناک تھا۔ اس لیے وہ انہوں کر اس طرف آئکے تھے۔

سب کی نظریں قادری کی طرف انہوں نہیں۔ وہ دھک نے رہ گئے۔ وہ برسوں کا یاد رختر آ رہا تھا۔

"یہ۔ یہ کیا ہوا تھیں قادری۔" آفتاب دکھ بھرے انداز میں

ہیں"۔

"ڈر بس کیا ہتاں... یہ کم جنت خوف... خوف... خوف... ارسے... یہ... کیا... دو... دو پروفسر"۔

انہوں نے انپکٹر جشید کی آواز سنی... وہ ایک بار پھر دھک سے رہ گئے... وہ بھی مدت کے بیان نظر آ رہے تھے۔

"تو جشید... خدا کا شکر ہے۔ تم ساری صورت تو نظر آئی۔ اب میں تم سارا بھی علاج کروں گا۔ پسلے ان لوگوں کو یہ دیکھ لینے دو کہ سلیم کاشنی تھیک ہوتے ہیں یا نہیں"۔

"آپ پروفسر... میرا علاج کریں گے۔ انپکٹر جشید نے خوش ہو کر کہا۔

"خبردار انپکٹر جشید... یہ... یہ نعلیٰ والے ہیں"۔ انپکٹر کامران مرزا چلا گئے

"لیا کہا۔ یہ نعلیٰ والے ہیں... تو پھر اصلی والے کون سے ہیں؟"

"یہ رہے اصلی پروفسر داؤد"۔ انپکٹر کامران مرزا نے بواب دوا۔

"بہت خوب... اصلی یہ ہیں تو یہ میرا علاج کر دیں گے"۔

انہوں نے خوش ہو کر کہا۔

"نسیں انپکٹر صاحب... یہ آپ کا علاج نہیں کر سکتے گے۔ پوچھ لیں بے شک ان سے"۔ دوسرے نے طنزی انداز میں کہا۔

"کیوں پروفسر داؤد صاحب۔ آپ میرا علاج نہیں کر سکتے گے۔

"کوئی بات نہیں قادر تھی۔ تھوڑی دیر اور محبوس کر لیں۔ کے بعد ان شاء اللہ تم اس خوف سے نجات پا لو گے"۔ دو پروفسر داؤد نے کہا۔

"آپ انفل آپ"۔ فاروق اس کی طرف مرزا۔

"خبردار فاروق... یہ اصلی والے نہیں ہیں۔ اصلی اوھریز نہیں... مجھے تو یہ اصلی لگ رہے ہیں... انہوں نے مجھے تو دی ہے۔ وہ بس خاموش ہیٹھے ہیں"۔

"یہ ضرور کوئی بیال ہے۔ اور ہمیں اس بیال میں چان کو شش کی باری ہے"۔ انپکٹر کامران مرزا نے گوا خبردار کیا۔

"آپ نہیں... یہ کیما بیال ہے"۔ نعلیٰ پروفسر نے جل کر کہا۔

"اے... بھی یہ کیا۔ سب لوگ یہاں موجود ہیں ایں اور... کمرے میں اکٹا پڑا تھا۔ مجھے ہٹایا تھا لیکن نہیں گیا کہ یہ لوگ ا

"تی الحال نہیں.... لیکن بست جلد میں علاج کرنے کے قاتل" جاؤں گا۔ انہوں نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"جب کہ میں ابھی اور اسی وقت علاج کر سکتا ہوں.... اور اگر اس کا شوت بھی پیش کروں گا.... میں نے ابھی ابھی سب کے سامنے سلیم کاشانی صاحب کو ایک انجکشن لگایا ہے۔ صرف آدھ کھنکے بعد پاکل نمیک ہو پکے ہوں گے۔ بلکہ اب تو صرف پدرہ منٹ بالی، کے ہیں۔"

"ہاں واقعی۔"

"یہ کیا آپ لوگ اوت پائیں کرتے ہیں اور مجھے اصل پروفیسر داؤڈ کو کھاس ہی نہیں ڈال رہے۔" دوسرے والے پروفیسر نے جلا کر کہا۔

"آپ کے تین منٹ پورے ہو گئے۔ سلیم کاشانی صاحب تو نمیک نہیں ہوئے۔" پروفیسر داؤڈ نے طنزی انداز میں کہا۔ "تین نہیں۔ الحمد للہ۔ ابھی دو منٹ باقی ہیں۔ للہ ذرا مبرکریں۔"

"دو منٹ بھی آخوند گزر جائیں گے۔ اور اس وقت دو دو دنہ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔" اسکریپٹ کارمن مرزانے کے اور پھر نمیک دو منٹ بعد سلیم کاشانی اچھل کر کھڑا ہو گئے۔ ان

"اگر آپ نے سلیم کاشانی صاحب کو انجکشن لگایا ہے۔ اور تو نمیک ہو جاتے ہیں تو پھر میں بھی آپ ہی سے علاج کراؤں گا۔ انجکشن لگاؤں گا۔" اسکریپٹ جشید نے بلندی جلدی کہا۔

"یہ..... آپ کیا کہ رہے ہیں۔ میں نے آپ کو بتاوا ہے تا۔ کہ یہ غلطی پروفیسر ہیں۔"

"غلطی ہوں یا اصلی۔ مجھے تو اپنے علاج سے فرض ہے۔ میں اس خوف سے بہر حال تجہات حاصل کر لیتا چاہتا ہوں۔" وہ بولے۔

"اور میں بھی جشید۔ نجک آگیا ہوں۔ اس خوف کم ہے۔ خان رحمان کی آواز سنائی وی۔ انہوں نے دیکھا۔ وہ بھی انہیں تھے۔"

"سہ بوگیں۔ یہ تو ہماری بات ہی نہیں سن رہے۔"

"جنم ہو گئے۔ سب جنم ہو گئے۔" پروفیسر داؤڈ پرورا اسے کی طرف مڑے۔

"مطلوب یہ کہ آخر ہم سب ایک بار پھر ایک جگہ جنم ہو گئے۔" "ادھ ہاں! یہ تو ہے۔" لیکن اس وقت صورت حال بہت پیچھہ ہے۔ دیکھئے تا۔ ہمارے تین ساتھی تکمیل طور پر مجرم کے زیر اثر آگئے ہیں۔"

کے چہرے پر حیرت ای حیرت تھی۔
”اف! میں... میں تو بالکل نحیک ہو گیا۔ خوف کا دور دور نکد
پتا نہیں۔“

”تب پھر آپ کو مبارک ہو۔ اب تو آپ مجھے اصلی پروفسر
داود مان لیں۔“

”بالکل بالکل... آپ بالکل اصلی ہیں اور یہ نعلیٰ ہے۔ نعلیٰ کو
کرفتار کر لیا جائے گا۔۔۔ لیکن پسلے آپ انپکڑ جشید، قاروق اور خان
رمدان کو انجکشن لٹکا دیں۔“

”دن نہیں... نہیں۔ ہم انہیں انجکشن نہیں لگوایں گے۔“
انپکڑ کامران مرزا چلا گئے۔

”آپ کون ہوتے ہیں نہ لگوانے والے... اپنے نہ لگوائیں...
دوسروں کو نحیک کیوں نہیں ہونے دیتے آپ۔ آپ کی ان سے کہا
دشمنی ہے؟“ سلم کاشانی نے طور پر بھجواتا ہوں۔“

”یہ آپ نے لیا کہا۔۔۔ میری ان سے کیا دشمنی ہے... دشمنی
نہیں... دوستی ہے میری ان سے۔“ وہ چلا اٹھ گئی۔

”زیادہ آواز بلند نہ کریں۔ میں وزیر خارجہ ہوں۔ کسی دفتر کے
کھڑک نہیں ہوں... سچھے۔“ سلم کاشانی نے گرج دار آواز میں مکد

”بہر حال! یہ میرے دوست ہیں... اپنے ہوش میں نہیں ہیں۔“
میں تو نہیں لگاتے دوس گا انہیں انجکشن۔“

”تب آپ کا دماغ چل گیا ہے۔۔۔ میری مثال آپ کے سامنے
ع۔۔۔ ابھی میری کیا حالت تھی۔۔۔ صرف ایک انجکشن لگا اور میں
ئے کہنے میں نحیک ہو لیا۔۔۔ یہ تو بے مثال علاج ہو گیا۔۔۔“

”اور ہم خود انجکشن لگوانا چاہتے ہیں۔۔۔ یہ ہمیں روکنے والے
تے کون ہیں؟“ انپکڑ جشید نے جلد کے انداز میں کہا۔

”اور کیا۔۔۔ یہ ہمارے کپے دشمن ہیں اور چاہتے ہیں۔۔۔ ہم
بند ہوں۔“ خان رہمان نے کہا۔

”میرا بھی یہی خیال ہے۔۔۔ میرانی فرم اک ان لوگوں کو یہاں سے
بڑا۔۔۔ اور ہمیں انجکشن لگوادیں۔“

”بالکل نحیک۔۔۔ آپ یہاں سے دوسرے کمرے میں پڑے
لیں۔۔۔ بلکہ تحریر لگاؤ سے ہی پڑے جائیں۔۔۔ اور اس نعلیٰ پر فشرداوڈ کو
میں ابھی بیٹل بھجواتا ہوں۔“

”کہ کر انہوں نے اپنی چیب سے فون سیٹ نکلا اور نیبرڈاکل
تے لگ کر۔۔۔ سلسلہ بنتے ہی انہوں نے پڑا یات دیں۔۔۔ اور فون بند کر
دشمنی ہے؟“ سلم کاشانی نے طور پر بھجواتا ہوں۔“

”یہ آپ نے لیا کہا۔۔۔ میری ان سے کیا دشمنی ہے... دشمنی
نہیں... دوستی ہے میری ان سے۔“ وہ چلا اٹھ گئی۔

”ذخیرہ پولیس انہیں گرفتار کرنے کے لئے ابھی پہنچ جائے گی۔“
”نہیں۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“ انپکڑ کامران مرزا

”بہر حال! یہ میرے دوست ہیں... اپنے ہوش میں نہیں ہیں۔۔۔“
”کیوں۔۔۔ کیا کسی نعلیٰ کو گرفتار کرنا جرم ہے۔“

طرف تان دیا اور بولے۔

"ہاں... جناب... اب لگائیں انجشن۔"

"نہیں۔ میں نہیں لکھنے دوں گا۔"

"اپنے کامران مرزا کو پکڑ کر یا ہر نکال دیا جائے۔" اپنے کامران
پلاٹے۔

"ہاں اور کیا۔ یہ ہمارے دشمن بن گئے ہیں۔ ہماری جگہ یہاں
ہاتھے ہیں۔" فاروق نے گرج دار آواز میں کہا۔

"توبہ ہے... تم سے۔ مجھے اس قدر تکینیں الزام دے ڈالا۔
یہ بھی نہیں سوچا کہ یہ سب آپ پر ان جرا شکمبوں کا اثر ہے۔"

"نہیں... جرا شکم صرف خوف پیدا کرتے ہیں۔"

"اوہ... خوف بھی تو دنیا میں پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر
جرا شکمبوں سے خوف پیدا ہو سکتا ہے تو سوچو جو وجہ کیوں نہیں زائل ہو
سکتی۔"

"لیکن ہم انجشن لگوانا چاہیے ہیں۔ آپ ہمیں روکنے والے
ہیں کون؟"

"میں روکوں گا۔"

"نہیں روک سکتیں گے۔"

یہ کہ کر اپنے کامران کے بالکل سامنے آکرے ہوئے۔ اور
گرج کر بولے۔

"آپ کے پاس کیا بحث ہے کہ یہ فعلی نہیں۔ جب کہ یہ
جرا شکم کسی ملک دشمن کی طرف سے پھیلائے جا رہے ہیں۔ اور ان کا
ملک بھی ظاہر ہے اپنی لوگوں کے پاس ہو سکتا ہے۔ اور اگر یہ ملک
کر لیتے ہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اسی دشمن کے آدمی ہیں
اور یہ سب ایک جاں ہے۔ جس میں آپ لوگ پوری طرح آگے
ہیں۔" اپنے کامران مرزا بلندی بلندی بولے۔

"تی نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ جرا شکم ضور کسی ملک
و دشمن نے پھیلائے تھے۔ اور پروفیر صاحب نے اس کا علاج دریافت
کر لیا۔ دشمنوں نے جب یہ دیکھا کہ ملک کی جاں اس طرح ناکام ہے
جاںے گی تو انہوں نے ایک عدد فعلی پروفسر کا شوٹ چھوڑ دیا۔ اگر
آپ سب شک میں جتلنا ہو جائیں فور آپ ہو گئے۔ اصلی کو نتی
خیال کر رہے ہیں۔"

"حد ہو گئی۔ اپنے کامران مرزا تکلا اٹھ۔
ہاں ہو گئی حد۔ لیکن آپ کی طرف سے پروفیر صاحب
آپ اپنیں ایک انجشن لگادیں۔"
اور اگر۔ انہوں نے دخل اندمازی کی؟" پروفیر نبرد۔
کہ۔

"یہ ایسا نہیں کر سکتی۔"
ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے اپنا پستول نکال کر ان کی

"پروفیسر آپ اپنا کام کریں۔ میں نہیں روکوں گا۔ کم از کم آپ فاروق اور خان رحمان کو تو انجشن لگائیں تا۔ میری باری بعد میں آئے گی۔ جب یہاں خیہ پولیس آجائے گی۔"

"بہت خوب! یہ ہوئی تا بات۔" سلیم کاشانی بولے۔

اور پھر پروفیسر نمبر ۲ خان رحمان کی طرف بیٹھا۔ انہوں نے فوراً اپنا بازو اور پڑھایا۔ اور ان کے آگے کروالے۔ اور اپنے کامران مرزا نے ان کی طرف چھلانگ لگائی۔ لیکن اسی وقت اپنے جشید نے بھی چھلانگ لگائی۔

"یہ ہم بولے تھے۔ ہم روکیں گے آپ کو۔"

"تم روکو گے۔ اپنے کامران مرزا کا انجام نہیں دیکھا۔ ادھے ہو کیا۔" اس نے گرج کر کما۔

"کوئی پرواہ نہیں۔ بس ہم روکیں گے۔"

"اچھا تو لو۔ روک لو۔ اپنا شوق پورا کرلو۔"

یہ کہ کروہ اپنے جشید کی طرف بیٹھا اور اسی وقت وہ سب اس پر چلے آور ہوئے۔

دونوں کے جسم پوری قوت سے گلراۓ اور اپنے کامران مرزا کو یوں لگا جسے ان کے جسم سے جان نکل گئی ہو۔ اور اپنے جشید کا بھی سی حال تھا۔ دونوں ہی فرش پر لے لیت گئے اور اور انجشن کی سوئی خان رحمان کے بازو میں اتر گئی۔ پھر اس سے پلے کہ اپنے کامران مرزا اٹھتے۔ فاروق کے بازو میں انجشن لگ گیا۔ اب پروفیسر اپنے جشید کی طرف بیٹھے۔ اسی وقت اپنے کامران مرزا اچھل کر کھڑا گئے۔ انہوں نے آکو دیکھا نہ تا۔ سر کی گلر پروفیسر کو دے ماری۔

پروفیسر اپنی جگہ سے اچھل کر کچھ دور گرا۔ اور اپنے کامران مرزا کے سر پر ذبر و سوت چوت آئی۔ انہیں یوں لگا جیسے انہوں نے کسی انسان کو نہیں سیست کے کسی ستون کو سردے مارا ہو۔ ان کا سر

پہلا اور وہ بے ہوش ہو گئے۔

"لیجھ۔۔۔ میں نے اپنے راستے کی دیوار خود گرا دی۔۔۔ اب کون ہے کا مجھے انجشن لگانے سے۔" پروفیسر نے ہس کر کما۔

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔" شوکی ہر اورز، آقاب، آعف،

زدت، محمود اور فرزان ایک ساتھ چلائے اور اس کے راستے میں آ کے۔

"کیا مطلب۔۔۔ یہ نہیں نہیں کیسی تھی۔" پروفیسر نے حیران ہو کر کما۔

کا دیاں باتھے اس کے قبضے میں آگیا۔ آصف نے پانچیں ہاتھ کو قابو
میں کرنے میں دیر نہیں لگائی۔

”بالکل بچوں بھی جرکتیں کر رہے ہو۔“

”اس نے کہ ہم ہیں تھے۔“ فرحت نے کما اور اس کی ایک
ٹانگ پکڑی۔

”ایک ٹانگ تو تم فرحت اس طرح پکڑ کر بیندھ گئی ہو۔ یہی
مرنے کی ایک ٹانگ۔“ آتاب نے پس کر کما اور اس کی دوسرا ٹانگ
پکڑی۔

”رو گئے ہم۔ ہم کیا خاک پکڑیں۔“ شوکی نے پر اس امنہ بنا دیا۔
”شوکی تم سامنے سے اس کی گمراہ کے گرد ہاتھ ڈال دو۔“ آصف

برلا۔

”اچھی بات ہے۔“ شوکی نے کما اور ایسا ہی کیا۔

”لیکن اس ہو گا کیا۔“ اس نے پھر کہا۔

”وہی ہو گا۔ جو اللہ کو منکور ہو گا۔“ تھیں اتنا بھی نہیں
معلوم۔“

”کتنا بھی نہیں معلوم۔“ اس نے جیران ہو کر کہا۔

”ہوتا ہی ہے۔ جو اللہ کو منکور ہوتا ہے۔“ آتاب نے کہا۔

”اچھا جو کرنا ہے۔ جلدی کرو۔ مجھے اور بھی کام ہیں۔“ شر

کے ہزار بارہ مریضوں کا علاج کرتا ہے مجھے۔ اور ہر مریض سے فیں

یہ کیا

انپکڑ کامران مرزا کو چوت کھاتے دیکھ کر وہ ہوشیار ہو گئے تھے
اور جان گئے تھے۔ مقابلے میں کوئی عام آدمی نہیں ہے۔ لہذا انہوں
نے انہوں حد تھیں کیا تھا۔ سب آگے ضرور بڑھتے تھے۔ لیکن
سوج سمجھ کر۔ فرزاد تو سیدھی اس کی کمرکی طرف گئی تھی۔ اس
نے اپنے خاص انداز میں اچھل کر اس کی گردی میں دونوں ہاتھ ڈال
 دیئے تھے۔

”اس سے کیا ہو گا؟“ وہ پہلے

”اس سے وہ ہو گا۔ جس کے بارے میں تم سوج بھی نہیں
سکتے۔ کم از کم اس سے اتنا تو ہو بھی چکا ہے کہ تم نعلیٰ ہو۔“ فرزاد
نے جھلانے ہوئے انداز میں کہا۔

”ہرگز نہیں۔ تم غلط فہمی کا فکار ہو۔“ میں اصلی پوچھر ہوں
اور جب تھیں اس بات کا علم ہو جائے گا۔ جب اس بات پر لیکھن
جائے گا، اس وقت تم پچھتا گے۔ روڈے گے کہ تم نے کیا کیا۔“

”ایسا کچھ نہیں ہو گا۔“ محمود نے اچھل کر کما اور ساتھ ہی اس

وصول کرنا ہے مجھے۔"

"کیا مطلب؟" وہ چوکے۔

"بھی سمجھا کردے یہ دوامت میں تیار ہو نہیں گئی۔ اب تو لوگ شرمن خوف کا شکار ہوئے ہیں۔ ان کا علاج بھی تو کرنا ہو گئے اور علاج صرف میں کر سکوں گا۔ یہ بات پلے ہی شرمن پھیل چکی ہے۔ اور مجھ کے اخبارات میں یہ خبر چھپے گی کہ پروفیسر رہ جراشیوں کی بماری کا علاج کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں تو ہم دیکھائے یہاں تو لگ جائیں گے لا سین۔ کون ایسا شخص ہے جو اس خوف سے بجات نہیں حاصل کرنا چاہے گا۔"

"اوہ نہیں"۔ وہ خوف زدہ ہو گئے۔

"کیوں۔ اس میں خوف زدہ ہونے کی کیا بات ہے؟"

"کیا ہے۔ یہ انجشن کیسا ہے۔"

"تم نے سا نہیں۔ مسٹر سلیم کاشانی نے کیا کہا ہے۔ یہ کہ میں بالکل غمیک ہو گیا ہوں۔ میرا خوف دور ہو گیا ہے۔"

انہوں نے ایک نظر سلیم کاشانی پر ڈالی۔

"کیوں کاشانی صاحب۔ اب آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں۔"

"بہت بہتر۔ بلکہ بالکل بہتر۔"

"ہوں۔ کوئی اور بات تو محسوس نہیں کر رہے۔"

"کوئی اور بات چیزیں؟" اس نے پوچھا۔

"کوئی اور بات۔ یعنی ایک چیز ختم ہو کر کوئی دوسری تو شروع نہیں ہو گئی۔"

"نہیں بالکل نہیں۔ میں بالکل غمیک ہوں۔"

"اچھی بات ہے۔ تب پھر ہم بھی انجشن لگوا لیتے ہیں۔"

آنتاب نے ٹھکے لگھکے انداز میں کہا۔

"پاگل ہو گئے ہو کیا۔ یہ فنکل پو فنکر ہے۔ اصلی والے اور

کڑے ہیں۔ اللہا ہم یہ انجشن نہیں لگوائیں گے۔"

"لیکن اگر۔ اس انجشن سے خوف دور ہو جاتا ہے اور کسی

حُم کا کوئی نقصان بھی نہیں پہنچتا تو اس میں کیا حرج ہے۔"

"پاگل نہیں کوئی حرج ہے یا نہیں۔ لیکن ہم فی الحال ایسا نہیں کر

سکیں گے۔ فرزان نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔ تب پھر تم اپنی ہی کوشش کر لو۔"

"باقی لوگ بھی اسے پکڑ لیں۔ جمال ہاتھ پڑتا ہے۔ پکڑ

لیں۔"

"ہوں اچھا۔"

اب ان سب نے اسے پوری طرح جکڑ لیا۔ اس پر وہ بولا۔

"خوب مفہومی سے پکڑ لو بھی۔ میں جھٹکا مارنے لگا ہوں۔"

اور جھٹکا لگتے ہی دو باتیں ہوں گی۔"

"وہ باتیں۔ کیا مطلب؟" آفتاب نے جران ہو کر کہا۔

"کوئی اور بات چیزیں؟" اس نے پوچھا۔

"بُو لوگ خوف میں بھا نہیں ہیں اور یہ انجمن انہیں لگا دی تو
خدا کا پاگل ہن جاتے ہیں۔ کیا خیال ہے۔۔۔ بنا پسند کو گے
خدا کا پاگل۔۔۔"

"اُرے بَپِ رے۔۔۔ وہ گمرا گئے۔۔۔"

اور اپ یہ لوگ آدمی گھٹے تک بالکل تھیک ہو جائیں گے۔۔۔
میں اس وقت بستے پھاری قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔۔۔

پھر سادہ لباس والے اندر واصل ہوئے۔۔۔
ان لوگوں کو گرفتار کر لیا جائے۔۔۔ اور جیل میں ڈال دیا
جائے۔۔۔ کوئی مقدم درج نہیں کرایا جائے گا۔۔۔ سلیم کاشانی نے انہیں
حکم دیا۔۔۔

"اوے سر۔۔۔"

"ہمارا جرم سر؟" اسپکٹر کامران مرزا نے ناخوشگوار انداز میں

کہا۔۔۔

"تمسا را جرم یہ ہے کہ تمسا را کوئی جرم کیوں نہیں ہے۔۔۔ اس
لئے مت بیٹا۔۔۔"

"ایا آپ دشمن ملک کے ایجنٹوں کے ساتھ طے ہوئے ہیں؟"

"تم پاگل ہو۔۔۔ خود ایک لعلی شخص کا ساتھ دے رہے ہو۔۔۔
اور اس طرح پوری قوم کے لئے خوف سے نجلات حاصل کرنے میں
رکاوٹ بن رہے ہو۔۔۔ جب تم جیل چلے جاؤ گے تو لوگ آسانی سے

* "ہا! دو باتیں۔۔۔ تم سب اور ادھر اچھل کر گرو گے اور۔۔۔
وہ کہتے کہتے رک گیا۔۔۔

"اور کیا؟"

"اور اس کے ساتھ اسی دوسری بات ہو جائے گی۔۔۔"

"آخر کون سی دوسری بات؟"

"ابھی تم دیکھ ہی نو گے۔۔۔"

یہ کہ کراس نے ایک زبردست جھٹکا مارا۔۔۔ وہ سب واقعی اچھل
اچھل کر گرے۔۔۔ کوئی فرش پر گرا!۔۔۔ کوئی دیوار سے گزرا یا۔۔۔ اس کے
جسم سے کوئی بھی پتختا نہ رہ سکا۔۔۔ اور ادھر اس نے اسپکٹر جشید کی
طرف چھلانگ لگا دی۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ سنجھل کر اس کی طرف
دوڑ کتے اور اسے ایسا کرنے سے روک کتے۔۔۔ اس نے سوئی ان کے
پانڈیں اتار دی۔۔۔

وہ کہتے میں 2 گئے۔۔۔ ابھی وہ ساکت و جامد تھے کہ اس سے
فاروق کو اور خان رحمان کو بھی انجمن لگا دیا۔۔۔ اب وہ فاتحانہ انہیں
میں پڑا۔۔۔

"وو۔۔۔ لا دیے میں نے انجمن۔۔۔ یادو جہ اچھل کو دیا رہے
تھے۔۔۔ اب کسی نے کوئی شرارت کی تو میں اس کو بھی انجمن لگا دوں
گا۔۔۔"

"لیکن اس سے کیا ہو گا۔۔۔ ہم تو خوف میں بھا ہیں ہی نہیں۔۔۔"

خوف سے نجات پالیں گے۔" "آپ ہمیں گرفتار نہیں کر سکتے۔" اسپر کامران مرزا مکران۔ "کیوں نہیں کر سکتے.... کیا تم لوگوں کو سرخاب کے پر لے گئے ہوئے ہیں۔" "ہمارا تعلق لک کی خیری پولیس سے ہے۔" ان کے آفیسر نے

"سرخاب کے پر کیا چیز ہوتے ہیں۔" ہم ایسی چیزوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ آپ یہ اجازت نام پڑھ لیں۔" وہ بولے اور جب سے اجازت نام نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

"کیسا اجازت نام؟" "پڑھ کر دیکھ لیں۔"

"لائیے.... دیکھ لیتا ہوں۔" اس نے کہا۔

اور اسپر کامران مرزا سے اجازت نام لے لیا۔ لیتے ہی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اسپر کامران مرزا زور سے چوٹکے۔ "ارے! یہ کیا؟"

"لے جائیے اُسیں.... میل کی طرف۔" میں وہیں آکر ان سے دو دو باتیں کر لوں گا اور پروفیسر صاحب۔ اب آپ قوم کے پریشان لوگوں کا ملاجع شروع کر دیں۔ مجھ کے اخبارات میں میرے اور چند دوسرے اہم لوگوں کے محنت یا بہوتے کی خبر بھی دعوم دعام نے شائع ہوں گی.... اور پھر دیکھنے گا یہاں تھوڑم۔"

"ہوں غیک ہے۔" اُسیں گھیرے میں لے لیا گیا۔ "کیا آپ لوگوں کا تعلق ہمارے ملک کی خیری پولیس سے ہے۔" "اپ لوگ ان کے ذاتی طالزم ہیں۔" "ہمارا تعلق لک کی خیری پولیس سے ہے۔" ان کے آفیسر نے کہا۔

"تب پھر آپ نے دیکھا ہو گا۔" انہوں نے ملک کے صدر کے ایک حکم کو ٹکڑے ٹکڑے کروایا ہے۔ لذماً آپ گرفتار اُسیں کریں۔" "وہ صدر کا حکم نہیں تھا۔" سلمیں کاشتائی نے کہا۔ "آپ یہ کیسے کہ سکتے ہیں۔" جب کہ آپ نے اسے پڑھ کر نہیں دیکھا۔

"بس نہیں پڑھا۔" اس نے کہا۔

"آپ ہمیں چھوڑ کر اُسیں گرفتار کریں۔" اسپر کامران مرزا بے۔

"نہیں جاتا! ہم ان کے برہاء راست ماخت ہیں۔" ہم ان کا عم مانیں گے، آپ کا نہیں۔" "اچھی بات ہے۔" مجھ کے اخبارات میں میرے اور چند دوسرے اہم لوگوں کے محنت یا بہوتے کی خبر بھی دعوم دعام نے شائع ہوں گی.... اور پھر دیکھنے گا یہاں تھوڑم۔" تکا شن کوفوں کی نڈ پر اُسیں باہر لایا گیا۔ اور ایک بڑی بند

کاشانی کا تھا۔۔۔ ان لوگوں کا تو کوئی قصور نہیں تھا جب کہ گھیرا توڑنے کے سلسلے میں شر جانتے کہتے کہ اُدی اپنی زندگیوں سے باہر دھون چکے۔۔۔
”اوہ ہاں! یہ تو ہے۔۔۔ آپ واقعی بہت اونچے لوگ ہیں۔۔۔ لیکن آپ اپنی رہائی کے لئے کوشش تو کر سکتے ہیں۔۔۔ مجھے اگر صدر صاحبِ عمَّ دے دیں تو میں آپ کو رہا کر سکتا ہوں۔۔۔“

”نی گالیاں تم رہائی چاہتے نہیں۔۔۔ اسکلر کامران مرزا سکرائے

”یہ کیا بات ہوئی؟“ پروفیسر وادود بولے۔۔۔

”بس بات ہوئی یہی ہے۔۔۔ ابھی کچھ وقت جیل میں رہتا چاہتے

”میں۔۔۔ میں کیا ہتاں۔۔۔ مجھے تو وزیر خارجہ کا حکم ملا ہے کہ

آپ لوگوں کو بطور امانت جیل میں رکھوں اور جب وہ واپس طلب

کریں مگر ان کے حوالے کروں۔۔۔ سوال یہ ہے کہ آپ لوگوں کو انہوں

”ٹھکریں۔۔۔ ہمارے لئے یہ بھی بہت ہے۔۔۔ جیل سے لکھا کوئی

”غیر قانونی طور پر۔۔۔ نہ کوئی مقدمہ چلوایا۔۔۔ نہ کوئی مقدمہ دین

کروایا۔۔۔ اپنے خاص آدمیوں کے ذریعہ ہمارے گرد گھیراؤں دیا گیا۔۔۔“

”لیکن آپ لوگ ایسے گھیروں میں آئے والے کب ہیں۔۔۔“

”بہت خوب۔۔۔ آپ کی صحتی۔۔۔ اس نے کہا۔۔۔“

پھر وہ اس بڑے کمرے میں آگئے جو ان کے لئے خالی کرایا گیا

لہ۔۔۔ اس کے چاروں طرف باغ تھا۔۔۔ باغ میں پھول اور چل کثرت

سے تھا۔۔۔ جیل کی بجائے وہ کوئی تفریخ کاہ نظر آتا تھا۔۔۔“

236
گاؤڑی میں بخا کر وہاں سے سیدھا جیل لایا گیا۔۔۔ جیل پر پہنچنے کا ہدایات دیتے ہوئے ان سب کو اس کے حوالے کر کے چلتے ہیں۔۔۔
اب وہ سب بیلر کے سامنے کھڑے تھے اور جیل ان سب کو گھر نکر دیکھ رہا تھا۔۔۔

”یہ۔۔۔ یہ سب کیا ہے جتاب؟“
”آپ تھا میں۔۔۔ یہ سب کیا ہے؟“ اسکلر جسید نے کہا۔۔۔ اب وہ اپنی ذاتی حالت بہتر بھروس کر رہے تھے۔۔۔

”میں۔۔۔ میں کیا ہتاں۔۔۔ مجھے تو وزیر خارجہ کا حکم ملا ہے کہ آپ لوگوں کو بطور امانت جیل میں رکھوں اور جب وہ واپس طلب کریں مگر ان کے حوالے کروں۔۔۔ سوال یہ ہے کہ آپ لوگوں کو انہوں نے جیل کیے بھجوادیا۔۔۔“

”غیر قانونی طور پر۔۔۔ نہ کوئی مقدمہ چلوایا۔۔۔ نہ کوئی مقدمہ دین کروایا۔۔۔ اپنے خاص آدمیوں کے ذریعہ ہمارے گرد گھیراؤں دیا گیا۔۔۔“

”کیا نہیں سمجھتا میں۔۔۔ اس کے لیے میں حیرت تھی۔۔۔“

”یہ کہ ہم اپنے ملک کی پولیس یا فوج پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھاتے۔۔۔ پولیس اور فوج کا ہر ممکن احرار کرتے ہیں۔۔۔ حکم ڈالے

"جبل کا یہ حصہ کن لوگوں کے لئے ہے؟"

"بڑے سیاست و انوں کے لئے۔ وزیروں کے لئے۔ ایک حکومت تبدیل ہوئی ہے تو اس کے نہ جانئے کتنے لوگ گرفتار کر لے جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ایسے حصول میں رکھا جاتا ہے۔"

"لیکن کوئی نئی حکومت کو ایسے لوگوں سے اتنی ہمدردی کیوالا ہوتی ہے؟"

"یہ ہمدردی نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنی اپنی باری پر اپنی جگہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب اپنی جبل بھجا جاتا ہے تو پہلے میں بھی اپنی بھروسوں پر رکھے جاتے ہیں۔ جیل مکرا یا۔" اوف۔ اپ سمجھے۔

"لیکن پھر آپ نے یہ ہمارے لئے کیسے غالی کرایا۔"

"آج کل یہاں کوئی ہوا آدمی نہیں ہے۔ چند عام قیدیوں کو رکھا کیا تھا۔ ان کی سفارش آئی تھی۔ میں نے ان سے درخواست کر چک دن کے لئے وہ عام کو فخری میں گزارا کر لیں۔"

"تب آپ نے تھیک نہیں کیا۔ کو فخری میں ہمیں نہ رہتا۔ آپ۔"

"نہیں۔ وہ اس قاتل نہیں۔ مجرم ہیں۔ سفارش نہ ہوتی۔ کوئی تبدیلی آئے۔" میں ہرگز اپنی جگہ نہ دیتا۔ کبھی کبھی ہم لوگ بھی مجبور ہو جاتے۔ "نہیں اپنی تبدیلی کے لئے پریشان ہوں۔ نہ جانے۔ وہ کیا ہو جائے۔"

"ویسے فون یہاں بھی آ سکتا ہے۔ یہاں دائرگہ کی گئی ہے۔"

"یہ اور اچھا ہے۔ ہمیں ہر بار آپ کے دفتر میں نہیں جانا سمجھا گا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی سیٹ رکھوا دیتا ہوں۔"

* وہ چلا گیا۔ جلد ہی فون دبالت رکھوا دیا گیا۔ اب وہ کمرے میں اکام اور ہر یہندگے کے۔ آرام کرنے کی حالت میں۔ ایسے فرمہ تک کہ اس نہیں بہت کم ملتے تھے۔

"انپکڑ جیشید۔ آپ اب کیما محosoں کرتے ہیں؟"

"کوئی۔ ہمیں کیا ہوا ہے۔"

"میرا مطلب ہے۔ انجوشن لگنے کے بعد؟"

"اب ہم خوف تو واقعی محosoں نہیں کر رہے ہے۔ انپکڑ جیشید

لے سکرا کر کہا۔

"اور کوئی تبدیلی؟"

"نہیں۔ ہم خود کو بالکل تھیک محosoں کر رہے ہیں۔"

"حیرت ہے پھر تو۔ انپکڑ کامران مرزا بولے۔"

"ہاں! حیرت ہمیں بھی ہے۔ لیکن شاید کچھ دیر بعد یا چند دن

آپ۔"

"نہیں۔ وہ اس قاتل نہیں۔ مجرم ہیں۔ سفارش نہ ہوتی۔ کوئی تبدیلی آئے۔"

میں ہرگز اپنی جگہ نہ دیتا۔ کبھی کبھی ہم لوگ بھی مجبور ہو جاتے۔

"نہیں اپنی تبدیلی کے لئے پریشان ہوں۔ نہ جانے۔ وہ کیا ہو جائے۔"

"اللہ مالک ہے... اب تو اجھشن لگ ہی گیا ہے۔ جو بھی ہے
سامنے آجائے گا۔"

"جب پھر آج کی رات ہم آرام کر لیتے ہیں۔ کل دیکھیں
گے۔ نلتی پروفسر داؤڈ کا کارگزاریوں کا علم بھی کل سے پہلے نہیں ہے
گا۔"

"بالکل تھیک... اس کا مطلب ہے۔ آرام کریں۔ کمل
آرام۔"

"ہاں اور کیا؟"

اور پھر وہ دن اور رات انہوں نے آرام کی حالت میں بر
کیے۔ دوسرے دن انہوں نے چند فون کیے اور جواب کا انتظار کرنا
لگا۔ آخر فون کی تھی تھی۔ دوسری طرف اپنکے جشید کی خذ
فوس کا ایک کارکن کہ رہا تھا۔

"اخبارات میں پروفیسر داؤڈ کے اجھشن کی کمائی بت بڑا
سرخیوں سے شائع کی گئی ہے۔ پروفیسر داؤڈ کی تعلیفوں سے اخبارات
بھرے پڑے ہیں۔ اخبارات کے اوپر یہ بھی ان کے نام ہیں۔ از
کے پارے میں لکھا ہے کہ پہلے ہی انہوں نے بہت بڑے بڑے کارنٹ
انجام دیے ہیں، لیکن ان کا یہ کارنامہ تو سنہی الفاظ سے لکھے جائے
کے قابل ہے۔ ان گفت لوگ جو خوف کا فکار ہو گئے تھے۔ ان کا
تجھے گاہ کا رخ کر رہے ہیں۔۔۔ تجھے گاہ کے گرد اس قدر رش ہے کہ

تھا یا نہیں باسکتا۔ اور تجھے گاہ کی طرف سے املاں کیا گیا ہے کہ اس
اجھشن کی تیاری میں۔ بہت وقت اور پیسے برباد ہو دیا ہے۔ لذا ہر
 شخص صرف پانچ ہزار روپے ضور ساتھ لے کر آئے۔ درست اجھشن
 نہیں دیا جائے گا۔"

وہ یہ خبر سن کر وہک سے رہ گئے۔ ایسے میں انہوں نے فاروق
کی آواز سنی۔

"ارے.... ارے.... یہ... یہ کیا؟"

○○

ناول کا نام

وہ سب اسی کی طرف مڑے۔۔۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا
”کیا ہو، بھائی؟“ انپکٹر جشید گھبرا گئے

”میں۔۔۔ میرا دل ڈالا جا رہا ہے۔۔۔ جان نکلی جا رہی ہے۔۔۔ یہاں محسوس ہو رہا ہے۔۔۔ جیسے میں اب مرا کہ مرا۔۔۔ اس نے لرزتی آواز میں کما۔۔۔

”تن نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ وہ چلا گئے۔۔۔ اور سب قاروق کے گرد تین گھنے۔۔۔

ساتھ ہی انپکٹر جشید نے فوری طور پر بیلر صاحب کو اخلاقی دی۔۔۔ ڈاکٹر کو فون کیے۔۔۔ تھوڑی وی بعد وہاں کی ڈاکٹر جمع ہو گئے۔۔۔ خود بیلر بھی وہاں آگئا تھا۔۔۔ انپکٹر جشید اپنے طریقے کے مطابق فاروق کا ملاج کرتے کے پارے میں خود کر رہے تھے۔۔۔ کہ اچانک خان رحمان کی پوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔۔۔

”اوہ۔۔۔ جشید۔۔۔ یہ۔۔۔ کیا ہو رہا ہے۔۔۔ میرا بھی دل بیٹھا جا

لہا ہے۔۔۔ جان نکلی جا رہی ہے۔۔۔“

اب ساتھ میں ان کا علاج شروع ہوا۔۔۔ اور صرف ایک منٹ بعد خود انپکٹر جشید کی بھی وہی حالت ہو گئی۔۔۔ جب انہوں نے یہ بات دیسرول کو ہاتھی تو انہیں ہیروین تکے سے نہیں نکلی محسوس ہوئی۔

”میرا خیال ہے۔۔۔ یہ اڑاں اچھشن کا ہے۔۔۔ ہمیں تجھر کاہ لے جایا جائے۔۔۔ بیلر صاحب۔۔۔ اس وقت جو شخص پوپ فرداوڈ کے بیک اپ میں ہے۔۔۔ وہی اس مررض کا علاج کرے گا۔۔۔“

”اوہ اچھا۔۔۔ میں انتظام کرتا ہوں۔۔۔“

پھر ان سب کو وہاں لے جایا گیا۔۔۔ نکلی پوپ فرداوڈ انہیں دیکھ کر سکرا دیتا۔۔۔

”میں جانتا تھا۔۔۔ بہت جلد تم لوگ یہاں پھر آؤ گے۔۔۔ تو ان بیوں کی ملات خراب ہو گئی۔۔۔“

”ہاں! بھی بات ہے۔۔۔“

”ان کی ملات بہتر ہو جائے گی۔۔۔ صدر صاحب جیک پانڈے کی بیلر کا حکم دیجی اور اسی وقت دیں۔۔۔ جیک پانڈے کو پہلے یہاں لایا گئے۔۔۔ پھر میں اپنی آنکھوں سے اسے رخصت ہوتے دیکھ لیوں۔۔۔ وہ ان جا کر مجھے فون کرے۔۔۔ پلک میں خود اسے فون کروں۔۔۔ تو میں ان تینوں کا علاج کروں گا۔۔۔“ اس نے جلدی جلدی کہا۔۔۔

”ایک منٹ بات! کیا اب آپ کو اقرار ہے کہ آپ نکلی

بائے۔ اور اب تم یہی کہ رہے ہو کہ میں حکم دوں۔ جیک پانڈے کو
چھوڑ دیا جائے۔"

"اوہ۔ اوہ۔" وہ دھک سے رہ گئے۔ بات چیت سب سن
رہے تھے۔

"اب تم جاؤ۔ میں کیا کروں۔ اگر تم کہتے ہو تو میں حکم دے
نہتا ہوں۔ لیکن اس طرح۔ تمام طاقتیں میرا۔ بلکہ ہمارا مذاق
اڑائیں گی۔"

"ہاں! اس میں کیا تھک ہے۔۔۔ خوب۔ ہمیں سوچنے کی صلت
دیں۔۔۔ ہم پھر فون کریں گے۔"

"ضرور سچو کامران مرزا۔۔۔ ضرور سچو۔" وہ بولے۔

اور فون بند کر دیا گیا۔

"اب کیا کریں۔"

"ہم الگ کرے میں جمل کر سوچتے ہیں۔۔۔ اجازت ہے
جناب۔ اپنکے جشید نے غلطی پر فیسری طرف دیکھا۔

"ہاں! کیوں نہیں۔۔۔ آخر میں تم لوگوں کو اس نقطے پر لے
آئیں۔ جس لانا چاہتا تھا۔۔۔ جیک پانڈے کو اب صدر صاحب کو چھوڑنا
کا۔۔۔ ورنہ پھر اپنکے جشید سے ہاتھ دھوننا ہو گا۔" اس نے شوخ آواز
مل کھا۔

"چھی بات ہے۔۔۔ آؤ بھی چلیں۔" اپنکے جشید نے عجیب سے

پروفیسر داؤد ہیں۔" اپنکے کامران مرزا بولے
"نہیں۔۔۔ میں بالکل اصلی پروفیسر داؤد ہوں۔۔۔ جو کہا ہے۔۔۔
کرو۔" اس نے جمل کر کھا۔

"چھی بات ہے۔۔۔ میں صدر صاحب کو فون کرتا ہوں۔"

یہ کہ اپنکے کامران مرزا نے صدر صاحب کو فون کیا۔ اپنکے
ساری بات ہتھی۔" من کردہ چلا اٹھے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"کیوں سمجھ سمجھ کیوں نہیں ہو سکتا۔۔۔ کیا ہم نے اس ملک کے لے
چکھ نہیں کیا۔" اپنکے کامران مرزا نے ٹانخوٹکوار انداز میں کھا۔

"یہ بات نہیں کامران مرزا۔۔۔ تم لوگوں کی خدمات سے کے
انکار ہے۔۔۔ بات اور ہے۔" انہوں نے پریشان آواز میں کھا۔

"اور وہ کیا؟"

"جس روز اس شخص کی گرفتاری عمل میں آئی تھی۔۔۔ اس روز
سے ہر ہفتی طاقتیں کا بادا جھوٹ پر شروع ہو گیا تھا۔۔۔ وہ طاقتیں چاہنے
چھیں۔۔۔ کہ جیک پانڈے۔ کہ رہبا کر دیا جائے۔۔۔ اس دباؤ کو وکھے کر سکا
تھا۔۔۔ تم محلی تھی کہ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ جاہے کچھ ہو جائے۔۔۔ اس
چانتہ ہے۔۔۔ ان لوگوں نے کیا دھمکی دی تھی۔۔۔" کہ۔۔۔ ہم بھی اس
چھرا لیں کے۔۔۔ اور چھرا نہیں گے بھی انغو وغیرہ کے نہیں۔۔۔ اس
کے حکم سے۔۔۔ ہم آپ حکم دیں گے کہ جیک پانڈے کو چھوڑے کو

انہ از میں کما۔

وہ دوسرے کمرے میں آگئے۔ پکھو دیے کھسپھر ہوتی رہی۔
پھر انپکھ جمیل نے کما۔
”سری تجویز یہ ہے کہ ہم یہاں سے گرفتے ہیں۔“
”گھر۔ تم بھول رہے ہو جمیل۔ ہمیں جمل سے یہاں لایا
ہے۔“ پوفیروں۔

”بھی علاج کے لیے لایا گیا ہے تا۔“ وہ سکرانے
”ہاں! یہ تو ہے۔“

”تو پھر دہاں علاج کے لیے جانا چاہتا ہوں۔“

”لیا آپ کے گھر میں آج کل کوئی واکٹر صاحب نہ سمجھے ہے۔
ہیں۔“ شوکی نے حیران ہو کر کہا۔

”نہیں۔ لیکن دہاں علاج ہو سکے گا۔“

”تب پھر میرا خیال ہے۔ جیلر صاحب کو کوئی اعتراض نہیں
کا۔“

”بالکل نہیں۔ علاج کے لیے قیدیوں کو ہپتھل لے جائی
ہے۔“ جیلر سکرانے۔

وہ کہ آگئے۔ اب انپکھ جمیل نے ہوسمیچک طریقے
اپنے لعاب دہن کی طاقت تیار کرنا شروع کی۔ اس طرح انہوں
قاروں اور خان رحمان کے لعاب دہن کو لے کر دوا بھائی۔ پھر جمیل

نے ایک ایک خوراک دوا کھائی۔

”اب دیکھتے ہیں۔ کیا بتاتا ہے۔“

وہ انتظار کرنے لگا۔ پھر رات کے وقت دوسری خوراک لی
گئی۔ جیلر صاحب نے رات وہیں بُر کرنے کی اجازت بھی دے
دی۔ وہ نماز ادا کر کے سو گئے۔ دوسری صحیح جگر سے پسلے ان کی آنکھ
کھلی۔ نماز ادا کی گئی۔ اس وقت انپکھ جمیل نے اعلان کیا۔
”میں خود کو بہتر محسوس کر رہا ہوں۔“

”اور میں بھی۔“ فاروق نے کہا۔

”میں بھی بالکل نجیک ہوں۔“ خان رحمان نے کہا۔
ان کی آنکھیں مارے چیرت کے پھیل گئیں۔

”یہ۔۔۔ کیسے ہو سکتا ہے۔ مریض کے اپنے لعاب دہن سے
تیار کردہ دوا سے علاج ہو یا۔“

”ہاں! ہونچ ڈھنچی۔ بہترن علاج ہے۔ اس انجیشن کا علاج
صرف اس لئی پوفیروں کو معلوم ہے۔ ہمیں معلوم ہوئی نہیں سکا
تھا۔۔۔ اور وہ بتانے پر تیار نہیں تھا۔۔۔ جب تک کہ جیک پانچے کو رہا
ن کر دیا جائے۔۔۔ لذرا مجھے اس کا یہ حل سو جھا۔۔۔ اور خدا کا شکر
ہے۔۔۔ میں نامیاب رہا۔“

”لیکن سال یہ ہے کہ اب ہم کیا کریں؟“

”اب ہم نہیں چلیں گے۔“ انپکھ جمیل سکرانے۔

بیل میں آ کر وہ سوچ میں گم ہو گئے۔ لیکن رات کے
لندگی وہ یہ سوچ سکے کہ جرم جراشیم کس طرح انسانی جسم میں
الی کرتا ہے۔ ان کے ذہن سوچ سوچ کر تھا۔
”نہیں بھی۔ کم از کم مجھے کچھ نہیں سوچ رہا۔“ اپنے کامران
پولے۔

”کیا ہم ایسے لوگوں کا علاج اس طریقہ سے نہیں کر سکتے؟“
آپ نے پوچھا۔
”تمہارا مطلب ہے۔ ہومیو طریقہ سے۔“

”بھی ہاں۔“

”شاید ہم کر سکتے ہیں۔ ان جراشیم کو لے کر دو، ایسا تار کی جاسکتی
ہے۔ لیکن مسئلہ ہے عوام کا۔ عوام تو صرف لعلی پروفسر سے علاج
لاپاند کریں گے۔ اخبارات کے اعلانات بھی یہی کہ ربے ہیں۔“
”ہوں خبیر۔ لیکن تجوید کرنے میں کیا حرج ہے؟“

”تب پھر پسلے ہمیں ضورت ہو گی۔ ایک عدد مریض کی۔“
”مریض تو شہر میں اونٹھت ہو چکے ہوں گے اس وقت تک۔“
”بالکل۔۔۔ یہ کام میں کر دوں گا۔“ بیل نے کہا۔
”اچھی بات ہے۔“

”میری بھگھ میں ایک بات نہیں آئی۔“ ایسے میں شوکی کی آواز
لئی دی۔

”بیل۔۔۔ ارسے ہاں! بیل کو تو ہم بھول ہی گے۔۔۔ حالانکہ بیل
صاحب ہمارے ساتھ ہیں۔۔۔ اگر یہ ساتھی نہ ہوتے تو شاید بھولے سے
بھی بیل کا خیال نہ آتا۔۔۔ فاروق خوش ہو کر بولا۔

”لیکن اس میں خوش ہونے کی کیا بات ہے۔۔۔ بیل جانا کوئی
خوشی کی بات تو نہیں۔۔۔“

”تب پھر تم بتا دو۔۔۔ خوشی کی بات کس میں ہے؟“
”اوہ۔۔۔ بات کی کھال نہ آتا۔۔۔ کام کی بات کرو۔۔۔“ آصف
بے بیل کر کہا۔

”کام کی بات یہ ہے کہ ہم فی الحال بیل میں جائیں گے۔۔۔ ذرا
اس جرم کے طور طریقہ وکھ لیں۔۔۔ پھر میدان عمل میں نکلیں گے۔۔۔“
”لیکن جمیش۔۔۔ ہم اس کا مقابلہ اس وقت تک نہیں کر سکتے۔۔۔
جب تک ہمیں یہ معلوم نہ ہو جائے۔۔۔ وہ جراشیم انسان کے جسم میں
کس طرح داخل کرتا ہے۔۔۔ مطلب یہ کہ ایک ہی گھر میں کسی کے جسم
میں جراشیم داخل ہو جاتے ہیں اور کسی جسم میں نہیں ہوتے۔۔۔ لذا
سوال یہ ہے کہ وہ ایسا کس طرح کرتا ہے۔۔۔“

”ہم اس پر بھی خور کریں گے۔۔۔“
”تو پھر پسلے بیل صاحب۔۔۔ فی الحال ہم آپ کی بیل کو ہی اپنی
رہائش گاہ قرار دے رہے ہیں۔۔۔“
”بہت بہت شکریہ۔۔۔ وہ پہنے۔۔۔“

"بان! بلکہ میں تو یہ بھی کہ سکا ہوں کہ کیس رے کیس۔"

تیری کون سی گل کیہد گئی۔"

"صلیم کاشانی کے پارے میں کیا خیال ہے؟"

"وہ اس کیس کے پارے میں خود پکج جاتے ہیں۔ بلکہ ہو

سکا ہے۔ ان کا اس کیس کے مجرم سے کوئی تعلق ہے۔ ورنہ ہمیں
کیلیں جیل بیجواتے۔"

"تب تو ہمارے پاس تفتیش کا راستا موجود ہے۔"

"تفتیش ہم ابھی نہیں شروع کریں گے۔ اسی لئے تم جیل آ

گئے ہیں۔ پہلے تو یہ دیکھنا ہے کہ یہ لوگ کرتے کیا ہیں۔ مریندوں کی
وابستگی نہیں اگلی ہوں گی۔"

"اس پارے میں روپورٹ لے لیں ڈرا۔" قادر قبے مجھن ہو

گیا۔

انپکٹر پیشیدہ نے فبر لائے۔ پھر بولے

"بان! تجربہ گاہ کی کیا روپورٹ ہے؟"

"ایک لاکھ کے قریب آدمی یہاں تھے ہیں۔ اور چھاس کے

قریب تویی انگلشن لگاتے ہیں صوف ہیں، ہر انگلشن کے بدلتے پائیں

ہزار روپے دسویں کیے جاوے ہیں۔"

"اوے باپ رسے۔ ایک دن میں پانچ کروڑ روپے۔"

"نہ نہیں۔" انپکٹر کامران مرزا یہ کھلا افسے۔

"اور وہ کیا؟"

"آخر نتیجے پر دیسرکے چہرے پر میک اپ کیوں نہیں ہے۔"

"اس پر بھی خود کیا جائے گا۔ بلکہ ہم ساتھ میں خوار کر

ہیں۔" انپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"ویسے مجھے کسی پڑے خطرے کی بو محosoں ہو رہی ت

آمد نے پریشان آوازیں کما۔

"اس میں تو تجھر جنک نہیں۔ یہ کوئی چھوٹا معاملہ تو ہوتی

سکتا۔ کیونکہ سازشیوں نے اس کیس میں نائب صدر، صدر،

خارجہ جیسے لوگوں کو بھی ابھیایا ہوا ہے۔"

"ہاں! ہم یہ بھی محosoں کا ربے ہیں کہ یہ معاملہ صرف

پانڈے کو چھڑانے کے لئے نہیں ہو سکتا۔ اس کو چھڑانے کے

اس قدر لے پڑے پندر کی ضرورت نہیں تھی۔ پندر ضرور کوں

بے۔ یہ تو سکتا ہے کہ وہ پندر جیک پانڈے سے تعلق رکھتا ہو۔"

"تو ہم جیک پانڈے کو رہا کیوں نہ کرو دیں۔" آمد نے

ہٹا دی۔

"ہمیں.... تم بھول گئے.... صدر صاحب تم کجا پکے ہیں

۔ اسے نہیں پہنچوڑا ہاتے گا۔"

"ہم..... یہ ہیں ہے۔ مطلب یہ کہ ایسے بھیں نہیں۔"

"خس سے لبرت ہیختے کا۔"

"آپ لوگوں کے رنگ زد پڑ گئے۔ کیا کوئی خاص بات ڈالنے میں آگئی۔"

بیلر نے پریشان ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ لیکن ذرا سوچ۔۔۔ ایک دن میں پانچ گروہ روپے کمالی۔۔۔ ایک شر سے۔۔۔ اگر ہر شر سے اس طرح کمالی ہونے لگے۔۔۔ اور پھر سلسلہ آگے بڑھ گیا۔۔۔ تو ان لوگوں کی کمالی تکمیل ہو گی۔۔۔"

اب بات سمجھ میں آئی۔۔۔ یہ تو سارا کمالی کا چکر ہے۔۔۔ اصل میں انسین پروفیسر داؤد کی تحریر گاہ پر بقید کرنا تھا۔۔۔ تاکہ علاج کی جگہ ل جائے اور لوگوں کو پروفیسر داؤد کا نام سن کر علاج کرتے میں کوئی پریشان بھی محسوس نہیں ہو گی۔۔۔ لوگ تو اتنا ان کا احسان مانیں گے۔۔۔"

وہ سب تہایت پریشان ہو گئے۔۔۔ پھر وہ سب ایک ساتھ چلا کے۔

"نہ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔"

"بلکہ فعلی پروفیسر داؤد تو اتنا قوم کے ہبڑو بن جائیں گے۔۔۔"

اپنے جیشیہ نے باری جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"نہ نہیں۔۔۔ وہ چلا کے۔۔۔"

"اب اس دائرے کو اور بڑا کرو۔۔۔" اپنے جیشیہ کھوئے کھوئے انداز میں بولے۔۔۔

باقی سب بھی نکتے کے عالم میں بیٹھے تھے۔

"جی دائرے کو۔۔۔ کون سے دائرے کو۔۔۔"

"جرم کے دائرے کو۔۔۔"

"اگر۔۔۔ کیا؟؟" قاروق نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"تھے۔۔۔ تمہیں کیا ہوا؟؟"

"یہ۔۔۔ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔۔۔"

میں اس لئے فون کی تکمیل بخ اٹھی۔۔۔

○○

صدر صاحب اپنی حرم تڑپے پر بھجوں ہو گئے ہیں۔۔۔ ان سو بڑے
لیں کا ان پر الگ دباؤ ہے۔۔۔ اور اب صدر صاحب خود چل کر تحریر
مارے ہیں۔۔۔

”ٹھیک ہے.... جب وہ علاج کرا کے باہر آئیں۔ مجھے بتانا۔
یہ کہ بڑے لوگوں سے وہ کیا فیس لیتا ہے.... یہ بھی بتانا۔ اور
علاج کے لئے جانے والوں سے بھی ملبوس۔ معلومات حاصل
کیا وہ صرف ایک انجکشن لگا رہا ہے۔“
”بات کر پوچکا ہوں صورت۔ ایک انجکشن کے ساتھ ہی وہ ایک گولی
تھے۔ اور بس۔“

"اچھی بات ہے..... معلومات حاصل کرتے رہو..... بلکہ اپنے کسی
خوبی کو بھی علاج کے لئے بھیج دو"۔ انہوں نے کہا۔
"جی..... کیا مطلب..... یعنی بغیر خوف کے سختے کے علاج کے لئے
ذوال"۔

"ہاں! میں وراثی معلوم کرتا چاہتا ہوں..... وہ ایسے آڑی کو
لشکر کا تاہمے یا شیں۔"

- ۲۷ -

انہل نے فول ایڈ کر دیا۔

"اگنی سخنی خیز خبر ہے..... اب ہمیں بیل سے باہر لکھا پڑے

شیخ

وہ فون کر طرف متوج ہو گئے۔
”ویکناب کیا اطلاع آتی ہے۔“ آفیس بڑھ دیا۔
اپکل جشید نے شن دیا دیا۔

"اپلے جیشید پلت کر رہا ہوں۔"
 "چند تی خبریں سن لیں سر۔ کچھ بڑے بڑے لوگوں پر بھی
 خوف کا حملہ ہوا ہے۔ ان میں ملک کے صدر بھی موجود ہیں۔"
 "اوہ نہیں۔" وہ جانے کے

"لور بھی کئی وزیر، مشیر اور بڑے عہدیدار پروفیسر داؤڈ کی تجربہ
کا ہے جو کچھ ہیں۔ لیکن۔"

"آن لوگوں کا علاج کرنے سے انسوں نے اثار کر دیا ہے۔"

ہل سے اس کا کتا ہے۔ پلے صور صاحب جیک پائٹے کو
دھا کریں گے۔ بھر جائے تو گول کا ملاج شروع گا۔ شنے میں آیا

سے ان کا نمبر دیا۔

"بیلو جیلر صاحب صدر بات کر رہا ہوں۔"

"جی۔ صاحب صدر۔" جیلر صاحب بول کلا اٹھے۔

"ہاں! صدر بات کر رہا ہوں۔ اپکل جمیش وغیرہ سنا ہے جیل

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ آپ جا سکتے ہیں۔ لیکن اگر ملے شاہیں۔"

"جی۔ جی ہاں۔ بالکل۔"

"بہت خوب! میں کچھ لوگوں کے ساتھ آ رہا ہوں۔ ان سے

晤قات کے لیے۔"

"کیا بات ہے صاحب صدر۔" اپکل جمیش بول اٹھے۔

"اوہ.... تو اپکل جمیش نہیں ہیں۔"

"ہاں! بالکل۔"

"اچھی بات ہے۔ آپ لوگ ہمارا انتظار کریں۔"

"بات کیا ہے سر۔"

"ویس آکر تباہ کا۔"

"اوہ اچھا۔"

فون بند ہو گیا۔ ان کی بے چینی بہت گئی ہے۔ میں صدر صاحب

ک سے کہوں ملتا چاہتے تھے۔ یا شرمنی کوئی اور خاص واقعہ پیش آیا

فون ان کیا گیا۔ لیکن پتا چلا۔ فون جیلر صاحب کے پڑھے۔ جس کی بات پر وہ ان سے بات کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔

تحال پے اسیں ان کے اپنے دفتر والے نمبر پر فون کیا گیا تھا۔

تحال اب اسیں صدر کا انتظار کرنا تھا۔ آخر صدر صاحب کی تشریف

"از بیلر صاحب سے بات کر لیں۔"

"ہوں لمحک ہے۔"

اسوں نے اسی وقت جیلر کو بولا لایا۔

"اب ہم باہر جانا چاہتے ہیں.... اس کے بغیر کام نہیں چلے گا۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ آپ جا سکتے ہیں۔ لیکن اگر ملے شاہیں۔"

کاشانی نے پوچھ لیا۔ یا وہ آپ لوگوں کو دیکھنے کے لیے یہاں آگئے

مجھے کیا کرنا ہو گا۔... بس آپ اتنا بتاؤ میں.... باقی میں دیکھو لوں گا۔"

"آپ اس سے کہ دریں کہ آپ نے یہ میں آزاد کر دیا ہے۔"

"اڑے باپ رے۔... یہ من کرتا تو وہ اُگ ہو گولا ہو جائیں گے۔"

مجھے فوراً مuttle کر دیں گے۔"

"پروان کریں۔ مuttle ہو جائیں۔ یہ چکر کتے دن ٹلے کر

جنہی حالات معمول پر آئیں گے۔ آپ کو بحال کر دیا جائے گا۔"

"میں سمجھ گیا۔"

عن ان وقت فون کی تھنی بیجی۔ وہ چوک اٹھے۔

"شاید کوئی اور اطلاع آگئی۔ ایک منٹ۔ پڑھے ہم فون لیں۔"

"بھی ضرور۔ کیوں نہیں۔"

فون پڑھا۔ فون جیلر صاحب کے پڑھے۔ جس کی بات پر وہ ان سے بات کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔

تحال پے اسیں ان کے اپنے دفتر والے نمبر پر فون کیا گیا تھا۔

آخر صدر صاحب کی تشریف

آذرنی کا اعلان ہوا۔ پھر انہیں صدر صاحب کے سامنے لایا گیا۔
”تم لوگ یہاں خاموشی سے آگئے۔ مجھے بتایا تک نہیں۔“
”آپ کے سلیم کاشانی صاحب کی ہدایات ہمارے ہارے میں لگی
چیز۔ ہم کیا کرتے۔“

”ہوں خیر۔ تم لوگ آزاد ہو۔ اسی وقت جیل سے جائے
جو۔ لیکن تم نے اس جراحتم والے معاملے میں کیا سوچا ہے؟“
”ابھی تک کچھ نہیں۔ موقع ہی نہیں ملا۔“

”اگر ان لوگوں کو ایک بختی کی بھی صلت مل سکی۔ تو وہ بے
اندازہ دولت سیاست لے جائیں گے۔ اور اگر دوسرے شہروں میں بھی
انہوں نے یہ پکڑ چلا دیا تو کیا ہو گا؟“

”اور ہم سوچ رہے ہیں۔ ہمارے ملک کے بعد کسی دوسرے
اسلامی ملک کی بادی آئے گی۔“
”یہ تو اس طرح لوٹ لے لیں گکوں کو۔ تم فوری طور پر ان کا
انتقام کرو جمیل۔ جس قدر جلد میں جھیں صرف اور صرف تم
دن کی صلت دینا ہوں۔“

”جی۔ کیا مطلب۔ صلت؟“ وہ بری طرح پوچھ گئے۔
”ہاں صلت۔ وہ بھی تمدن کی۔ تمدن دن کے اندر اندر ادا
تم لوگ ان کا کوئی انتقام نہ کر سکتے۔“ صدر صاحب کہتے کہ
رک گئے۔

”تو کیا؟“

”تو پھر مجھے مجبوراً ان کا مطالبہ ماننا پڑے گا۔“

”مطالبہ۔ کیسا مطالبہ؟“

”ان کا مطالبہ بہت خوفناک ہے۔“

”آخر کیا؟“

”وہ کہتے ہیں۔ میں اپنے عمدے سے استغفار دے دوں۔“

”اوو۔ کیا۔ بس اتنا ہی مطالبہ ہے ان کا۔“ اسکرچ جمیل نے
کہا۔

”جمیل۔ یہ تم صرف اتنا مطالبہ کر رہے ہو۔ یہ کوئی چھوٹی
بات ہے۔ انہوں نے بھنا کر کہا۔

”نہیں کہو۔ یہ چھوٹی بات نہیں ہے۔ بہر حال ہم اپنی پوری
کوشش کریں گے۔ لیکن اگر ہم تمدن دن کے اندر یہ رازہ معلوم کر
سکے تو؟“

”تو مجھے استغفار دینا ہو گا۔“

”آخر کیوں۔ آپ ان کی بات مانند پر کیوں مجبور ہیں۔“

”اس لئے کہ میرے استغفار نہ دینے کی صورت میں وہ۔“
کہتے کہتے رک گئے۔

”کیا کریں گے وہ سڑ؟“

”وہ۔ وہ خوب زدہ ہوئے۔ والے تمام لوگ اچانک مر جائیں۔“

پڑے گا۔"

"آخر اس کی کیا ضرورت ہے۔ ہم نظری پر فیر کو کرتا کر لیتے ہیں۔"

"اب یہ کام آسان نہیں رہا۔" صدر سکرائے
"کیا مطلب؟" وہ حیران ہو کر پوچھے۔

"ہاں! پورا شراس وقت ان کی مشی میں ہے۔ جن لوگوں کو
انہوں نے انجشن دیے ہیں۔ اُنہیں گولیاں نہ ملیں تو وہ مر جائیں
گے۔"

"ہم نبی دی پر ہو سچے طریقہ کا اعلان کر دیتے ہیں۔"

"اس کا بھی کوئی قائمہ نہیں ہو گا۔" صدر نے مذہبیاں۔
"کیوں نہیں ہو گا۔"

"وہ انجشن لگانا بند کر دیں گے۔ صرف خوف کے ذریعے
لوگوں کو ہلاک کر دیں گے۔ ان کا کتنا ہے۔" جراشم صرف خوف
پیدا نہیں کرتے۔ بہت بھی دیتے ہیں۔"

"اللہ اپنارحم فرمائے۔"

"تمہارے پاس تین دن ہیں۔"

"مچھی بات ہے۔ ہم ابھی اور اسی وقت کام شروع کر رہے
ہیں۔ ہمیں اخیز ہے، ہم کامیابی حاصل کریں گے۔"
پوری میں استحقی دیتے کی تیاری کرتا ہوں۔" صدر سکرائے

گے۔ کیونکہ انہوں نے جس انجشن سے ان کا علاج کیا ہے۔ وہ ان
جراشم کا علاج ضرور ہے۔ میکن اگر وہ اُنہیں گولی نہ کھلائیں تو وہ مر
جائیں گے۔ تین دن کے اندر اندر مر جائیں گے۔ اب تو ہوئی نہ
خوف ناک بات۔"

"ہاں! ہو گئی۔"

"اور انہوں نے مجھے بھی گولی نہیں دی۔"

"کیا!!!" وہ پلاٹے۔

"ہاں جیشیتے۔ شروع کے مریضوں کو تو وہ گولی دیتے رہے
ہیں۔ میکن بعد کے مریضوں کو انہوں نے گولی نہیں دی۔ یہاں تک
کہ مجھے بھی نہیں دی۔"

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے۔ انہوں نے ہمیں بھی موت کے
حکایت اتارنے کا پوکرام بنالیا تھا۔"

"کیا مطلب؟" صدر ساچب چوکے۔

"انہوں نے ہمیں کوئی گولی نہیں دی۔"

"کیا!!!"

"ہاں! کوئی گولی نہیں دی تھی۔ سہ۔ اس کے بعد۔ ہماری
مالت خراب ہونے لگی۔ تو پھر میں نے ہو سچے طریقہ سے دوا بنا کر
استھان کی۔ تب کسی بار کہ ہم نجیک ہوئے۔ میکن ہم وہ دو ایک دم
پوری قوم کو کس طرح دے سکتے ہیں۔ اب تو ان کا سراغ لگانا ہی

"کیوں جناب... یہ کس لئے؟"

"اگر تم کامیاب نہ ہو سکے... تو پھر می کرنا ہو گا... ورنہ وہ ان
کٹت لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔"

"بُول۔۔۔ خبیر۔۔۔ آپ فلکرنہ کریں۔۔۔ ان شاء اللہ ایسا وقت

میں آئے گا۔"

"امید تو یہی ہے۔۔۔ میں اس بار کے مجرم بھی تو انوکھے ہیں۔"

"ہمارے پاس وراثتے ہیں۔۔۔ ایک تو یہ معلوم کر لیں، وہ جسم
میں جراحتیں داخل کس طرح کرتا ہے۔۔۔ وہ سرا راستا یہ ہے کہ ہم اصل
م مجرم تک بھیج جائیں اور اسے ختم کرویں۔"

"میرے خیال میں پسلے جمیں یہ معلوم کرنا چاہیے کہ وہ جراحتیں
جسم میں داخل کس طرح کرتا ہے۔۔۔ مجرم کو ہم بعد میں ملاش کر لیں
گے۔۔۔ صدر صاحب۔۔۔ نہما۔"

"ہم دونوں رخ سے ایک ہی وقت میں کام کریں گے۔۔۔ اس

وقت یہاں تینوں پارٹیاں موجود ہیں۔"

"اوہ اچھا۔۔۔ جو تم سارا تھی چاہیے کرے۔"

"ہماری بھی ایک درخواست ہے۔"

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ آپ سلم کاشانی کا خیال رکھیں۔۔۔ وہ ہمارے راستے میں
رکاوٹ ڈالنے کی کوشش ضرور کریں گے۔"

"اچھی بات ہے۔۔۔ میں یہ کر لون گا۔"

وہ صدر کے سامنے ہی جیل سے باہر نکلے۔ میں اس وقت
انہوں نے سلم کاشانی کی گاؤڑی کو آتے دیکھا۔۔۔ وہ چوک اٹھ
"یہ۔۔۔ سر۔۔۔ اور آپ السلام علیکم۔۔۔ انہوں نے جیسے پہلی بار
دہلی صدر کو دیکھا۔۔۔ لیکن وہ کار میں بھی اپنیں دیکھ چکا تھا۔

"ہاں کاشانی صاحب۔۔۔ یہ میں ہوں۔۔۔ آپ کیسے آئے؟"
"میں بھی دیکھنے آیا تھا کہ کہیں ان شریر اور نعلیٰ لوگوں کو کوئی
جیل سے باہر نہ نکلا لے۔۔۔ اس بات کا توهین و گلکن بھی نہیں تھا کہ
یہ کام آپ کر رہا ہیں گے۔"

"میں جیل بھجوائے کی ضرورت کیا تھی۔۔۔ صدر صاحب نے
ہاتھ ٹھوکوار انداز میں کہا۔

"یہ نعلیٰ پوشر کو ساتھ لے پھر رہے ہیں۔۔۔ کیا یہ جرم کافی
نہیں ہے سر؟"

"ہاں! بالکل ناکافی ہے۔۔۔ اس لئے کہ یہ اصلی پوشر ہیں۔۔۔
نعلیٰ اس وقت تجھے گاہ میں موجود ہے۔"

"لیکن سر۔۔۔ یہ پورا زور لگا کر اپنیں نعلیٰ ثابت نہیں کر سکے۔"
"لیکن وہ بھی تو اپنیں نعلیٰ ثابت نہیں کر سکا۔۔۔ صدر جھلا
اٹھے۔

"اپنیں تو ایسا کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔"

"بہت خوب! تب بھر آپ اجسی نفلی مثبت کر دیں۔۔۔ میں جیل میں ڈال دوں گا"۔

"صدر صاحب۔۔۔ آپ امیں جیل سے نہ نکلا سیں۔۔۔ اس طرح شرمنیں ایک طوفان اٹھے گا"۔ انہوں نے سرود آواز میں کہا۔
"کیا مطلب؟" وہ پوچکے

"ہاں۔۔۔ جن لوگوں کے جسموں میں جراائم پھیل گئے ہیں۔۔۔ زندہ نہیں رہ سکتے گے۔۔۔ اصلی پروفیسر صاحب علاج کرنا بند کر دیں گے"۔

۱ "تب تو بات صاف ہو گئی"۔ اسکرچ جشید مکرانی۔

"کون سی بات صاف ہو گئی"۔ سلیم کاشانی ان کی طرف مڑے۔
"نفلی کو خطرہ ہے کہ کہیں ہم جیل سے باہر رہ کر اس کے خلاف کوئی ثبوت حاصل کر لیں گے، لہذا وہ چاہتا ہے۔۔۔ ہم جیل میں ہی رہیں۔۔۔ جب کہ اصلی پروفیسر ایسا کیوں چاہئے گے۔۔۔ کیا پہلے کبھی اصل پروفیسر نے ایسا چاہا ہے؟"۔

"نہیں۔۔۔ ہرگز نہیں"۔ وہ ایک ساتھ ہے۔۔۔

"اب آپ کیا کہتے ہیں کاشانی صاحب؟"

"کچھ نہیں۔۔۔ میں ان لوگوں کو جانے نہیں دوں گا۔۔۔ فوری ساتھ لایا ہوں"۔ اس نے جبل کے انداز میں کہا۔
"فورس۔۔۔ کماں ہے فورس"۔

"آپ لوگوں کے چاروں طرف۔۔۔"

"نہیں سلیم کاشانی۔۔۔ آپ ایسا کر کے ملک کے قانون کو توڑ رہے ہیں۔۔۔ ملک کا صدر میں ہوں۔۔۔ آپ نہیں"۔

"آپ کی حکومت ختم۔۔۔ آپ جراائم والے معاملے پر قابو نہیں پا سکتے۔۔۔ یہ کام اب میں کر کے دکھاؤں گا۔۔۔ فوج بھی میرے ساتھ ہے۔۔۔ میں نے انسیں یقین دلایا ہے۔۔۔ کہ جوئی صدر کو ہنایا جائے گا۔۔۔ شر سے جراائم کے کیس ختم ہو جائیں گے۔۔۔ بلکہ پورے ملک سے ختم ہو جائیں گے۔۔۔ درد پورا ملک۔۔۔ یہاں تک کہ فوج بھی ان جراحتوں کا خکار ہو جائے گی۔۔۔ ذرا سوچیں۔۔۔ اگر ہمارے ملک کی فوج خوف کا خکار ہو گئی۔۔۔ تو کیا ہو گا"۔

"لکھ۔۔۔ کیا۔۔۔ نہیں"۔ وہ ایک ساتھ چلا جائے۔۔۔ آنکھوں میں

جیتر دوڑ گئی۔۔۔

"یاں! اس وقت ملک کو سب سے بڑا خطرہ میں ہے۔۔۔ کہ کہیں

جراائم فوج تک نہ تھیں چاہیں۔۔۔ ہمیں اپنی فوج کو بچانا ہو گا۔۔۔ اور

میں نے جب فوج سے بات کی تو اس نے پوری طرح تائید کی۔۔۔ اصل

میں اس نامعلوم شخص کا مطالبہ صرف لتنا ہے کہ آپ کو صدارت سے

ہٹا دیا جائے"۔

"آپ بات کو کچھ نہیں رہے مژہ کاشانی۔۔۔ بات اگر صرف

میرے ہٹانے سے ختم ہو سکتی ہے تو میں خود استغفار دے دیں۔۔۔ لیکن

میں جاتا ہوں.... اس طرح ہات اور الجھ جائے گی.... وہ مجھے راتتے
ہنا کر اپنے لیے اور آسائی چاہتے ہیں.... پھر ان کا راستا روکتے والا کوئی
نہیں ہو گا.... آج مجھے بٹایا جائے گا.... کل دوسرا محب و ملن لوگوں
کو اسی طرح بٹایا جائے گا.... فوج کے محب و ملن لوگوں کو ہٹایا جائے
گا.... پھر جاتے ہیں.... کیا ہو گا؟" -

"کیا ہو گا؟"

"ہو گا یہ کہ پورے ملک ہی ان کا قبضہ ہو جائے گا۔"

"نہ نہیں۔"

سلیم کاشانی کے بجائے ان سب کے منہ سے انکا۔

○○

"ہب سکھ میں آگھے۔ ایسے میں انہوں نے دکھلا۔" ہب
ال فوجیوں کے گھیرے میں آپکے تھے۔ اور فوجیوں کا گھیرا الحیرہ تو
کہ ہوتا چارہ تھا۔

"مسزیم کاشانی۔" یہ آپ اچھا خیس کر رہے۔ پر انکا ان
کے والے کرنے کی سانس کا مقدمہ چلے گا آپ پر۔

"مقدمہ تو تب چلے گا صدور صاحب۔ جب آپ صدور ہوں
لکھ۔ صدور تو یہ توگ مجھے بنا رہے ہیں۔" اس نے فہر کر کر لکھ۔

"لیکا۔ نہیں۔" وہ چلاتے۔

"آپ کی ہوتے والا ہے۔"

"لیکن ان لوگوں نے مجھے تمدن دن کی سلطنت دی تھی۔"

"آپ وہ سلطنت بھی ان لوگوں نے واپس لے لی۔ ان کا مطالبه

ہے۔ آپ لوگوں کو جمل سے باہر تھے آئے دیا جائے۔ لذام میں
ات پر رسال پہنچے۔"

"گویا! آپ ہم لوگوں کو جمل میں ڈالنا چاہتے ہیں۔" صدور نے

ذریعہ

اور یہ سارا منظر آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ ان کے چہرے پر

درپنگ آ رہا تھا اور دوسرا جا رہا تھا۔ ایسے میں سلیم کاشانی ان کی

"ہاں سر۔ آپ کی حکومت کا تحدیث دیا گیا ہے۔ اب ایسا ہے۔ اور خونخوار انداز میں بولا۔

ملک کا صدر میں ہوں۔ اور فوج کے سربراہ میرے ساتھ ہیں۔" تم۔ تم نے اپنی جیل سے کالا۔"

"اف بالکل۔ تم سن رہے ہو جیشید۔" "امدروں صاحب کا علم مانتے سے میں کیسے الکار کر سکتا تھا سر۔"

"ہاں سر۔ ہمیں جیل بھجوائے والے بھی لگی تھے۔ اس اپنے گید

تو ہم نے سوچا تھا کہ چلو جیل میں بینچہ کر سکون سے سوچیں گے۔" تم نے اپنی جیل سے کیا جا سکتا ہے۔

پھر آپ کو ایک فون کریں گے اور جیل سے ہاں لے لیا تھا۔"

جاسیں گے۔ لیکن اب۔ اب کیا ہو گا۔"

"اب یہ ہو گا۔ کہ آپ لوگ جیل میں ہی رہیں گے۔" لیکن اس کے باوجود حمیں تارہنا چاہیے تھا۔ اب تم بھی

اندھے۔ ورنہ یہیں آپ سب کو بخون کر رکھ دا جائے گا۔ آپ انکو۔ ان کے ساتھ اسی جیل میں رہو۔ جس میں تم دوسروں کو

اس وقت۔ کم از کم ایک سو کاٹاں کو فول کی زد میں ہیں۔"

"ہوں۔ خیر۔ اللہ بالک ہے۔ اب کیا کرتا ہے جیشید۔"

"آن نہیں۔ نہیں سر۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔"

"آئے۔ پلے جیل میں تو چلیں۔ ہماری ٹکلی یہ ہے۔" سلیم کاشانی پنسا۔

اپنے ملک کی فوج اور پولیس پر ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ اس لئے کہ

"نہیں سر۔ میں نے ایسا نہیں کیا۔"

اور پولیس تو علم کی تحلیل کرتی ہیں۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی۔ "تم ایسا کوئ۔ تو بھی مجھے کوئی فرق نہیں چڑھے گا۔" جیل کا

فائزگر کریں گے۔ اور ہمیں اپنا بچاؤ کرنے کے لئے ان پر فائزگری اتنا لازم اب ایک فونی آفسر ہو گا۔ بھی اور اسی وقت سے۔ پھر

ہو گی۔ اس طرح بے کنہا لوگ مارے جائیں گے۔ اور میں ایسا کوئی کل کر دکھاتا۔ اور ان لوگوں کو جیل سے نکال کر دکھاتا۔ مان

نہیں چاہتا۔ فدا ہم جیل میں ہی چلتے ہیں۔"

جل ساچب بھی ابھی تک جیل کے دروازے پر ساکت کیا تھیں۔"

کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"ہاں سر۔ آپ کی حکومت کا تحدیث دیا گیا ہے۔ اب ایسا ہے۔ اور خونخوار انداز میں بولا۔

ملک کا صدر میں ہوں۔ اور فوج کے سربراہ میرے ساتھ ہیں۔" تم۔ تم نے اپنی جیل سے کالا۔"

"اف بالکل۔ تم سن رہے ہو جیشید۔"

"ہاں سر۔ ہمیں جیل بھجوائے والے بھی لگی تھے۔ اس اپنے گید

تو ہم نے سوچا تھا کہ چلو جیل میں بینچہ کر سکون سے سوچیں گے۔" تم نے اپنی جیل سے کیا جا سکتا ہے۔

پھر آپ کو ایک فون کریں گے اور جیل سے ہاں لے لیا تھا۔"

جاسیں گے۔ لیکن اب۔ اب کیا ہو گا۔"

"اب یہ ہو گا۔ کہ آپ لوگ جیل میں ہی رہیں گے۔" لیکن اس کے باوجود حمیں تارہنا چاہیے تھا۔ اب تم بھی

اندھے۔ ورنہ یہیں آپ سب کو بخون کر رکھ دا جائے گا۔ آپ انکو۔ ان کے ساتھ اسی جیل میں رہو۔ جس میں تم دوسروں کو

اس وقت۔ کم از کم ایک سو کاٹاں کو فول کی زد میں ہیں۔"

"ہوں۔ خیر۔ اللہ بالک ہے۔ اب کیا کرتا ہے جیشید۔"

"آن نہیں۔ نہیں سر۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔"

"آئے۔ پلے جیل میں تو چلیں۔ ہماری ٹکلی یہ ہے۔" سلیم کاشانی پنسا۔

اپنے ملک کی فوج اور پولیس پر ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ اس لئے کہ

"نہیں سر۔ میں نے ایسا نہیں کیا۔"

اور پولیس تو علم کی تحلیل کرتی ہیں۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی۔ "تم ایسا کوئ۔ تو بھی مجھے کوئی فرق نہیں چڑھے گا۔" جیل کا

فائزگر کریں گے۔ اور ہمیں اپنا بچاؤ کرنے کے لئے ان پر فائزگری اتنا لازم اب ایک فونی آفسر ہو گا۔ بھی اور اسی وقت سے۔ پھر

ہو گی۔ اس طرح بے کنہا لوگ مارے جائیں گے۔ اور میں ایسا کوئی کل کر دکھاتا۔ اور ان لوگوں کو جیل سے نکال کر دکھاتا۔ مان

نہیں چاہتا۔ فدا ہم جیل میں ہی چلتے ہیں۔"

جل ساچب بھی ابھی تک جیل کے دروازے پر ساکت کیا تھیں۔"

"آپ لوگ ہاتھ اوپر اخحادیں۔ ورنہ ہم فائزگ کر کے آپ ب کو ہلاک کر دیں گے۔ ہمیں ہدایات بھی ہیں۔ اگر آپ کوئی ٹریڈ کرنے کی کوشش کریں تو آپ پر بادار غیر فائزگ کر دی جائے۔" اور انہوں نے ہاتھ اوپر اخحادیں۔ اس اطلاع کے لئے ہٹکری۔ اسکلرو جشید نے کہا "اوہ، اچھا۔ اس اطلاع کے لئے ہٹکری۔" اسکلرو جشید نے کہا اور انہوں نے ہاتھ اوپر اخحادیں۔ ان کے ساتھ ہی سب نے ہاتھ اخحادیں سے۔

"جیلی۔ تم بھی ہاتھ اخحادو۔" سلیم کاشانی نے کہا۔ انہوں نے بھی ہاتھ اخحادیں۔ اب سب کو اندر لا لایا گیا۔ جیلر کو ہاتھ اخھائے دیکھ کر جیل کے دوسرے طالزم دھک سے رہ گئے۔ اور لگے آنکھیں چھڑا پھاڑا کر دیکھنے۔

"کوئی شخص حرکت کرنے کی کوشش نہ کرے۔ ورنہ موٹ کے گھمات اتار دی جائے گا۔" اب جیل کا نیا پرمنندہ نشیح ہوں۔ فوجی افسر نے بلند آواز میں کہا۔

"یہ حیکھل نہیں رہے گا۔" ان سب لوگوں کو کوٹھریوں میں بند کر دیا گا۔" سلیم کاشانی نے کہا۔

"تب پھر تم کیا پسند کرتے ہو ان کے بارے میں۔" کاشانی سکریا۔

"ثُمَّ کر دتا بہتر ہو گا۔" یعنی نہ رہے گا ہاں۔" نہ بچے گی باسری۔"

"تیر آپ حیکھل نہیں کر دے ہے سب میرے ساتھ تاخیر آپ تھی میں آئے کریں۔" میں ان لوگوں کو جعل میں نہ ڈالیں۔ ورنہ اور ملک کو وہ قسان اخھانا پڑے گا۔ جس کے خیال سے بھی ادا طاری ہوتا ہے۔"

"تو اندر جا کر ٹورت رہو۔" دو لاکھ ٹے ہے۔ اپنے راز ان لوگوں کو بھی لرزاتے رہو۔ کوئی اعتراض نہیں۔"

"جیل ساچب۔ ان سے بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔" بے چارے تو غلام ہیں۔ غیر علیٰ آقلاں کے غلام۔ اسکلرو جشید۔ ٹھہر اداویں کل۔

میں اس وقت نے میں اگر سلیم کاشانی نے ان کے چرب زنانے والے تھیز مارے مارا۔ میں اس کا ہاتھ دو میان میں رک گیا۔ اسکلرو جشید کے ہاتھ میں اس کی کلائی آگئی تھی۔

"میرے چربے پر تھیز مارنا کا آسان کام نہیں۔"

"میں میں تھیز مار کر رہوں گا۔"

"تب تم اپنی بد قسمی پر مر کا لو گے۔"

"بد قسمی کے دن اب تمدارے آگئے۔" اس جیل سے نہ جیسی فسیب نہیں ہو گا۔" اب فقیہ ان کے بالکل نزدیک بچنے پکے تھے۔ ان کے اپنالے نے سو آوازیں کل۔

"تب پھر پسلے پروفیسر سے مشورہ کر لیتے ہیں۔" -
یہ کہ کراشانی نے تجربہ گاہ کے نمبر طائے اور سلسلہ ملٹے
بول۔

"بیلو پروفیسر صاحب... سلیم کاشانی بات کر رہا ہوں۔"

"بان کاشانی صاحب... کیا خبر ہے؟"

"ان سب کو گرفتار کر لیا گیا ہے... صدر صاحب کو بھی... ان
کے وقاردار جیلر کو بھی... اب جیل پر بھی ہمارا بقاعدہ ہے۔"
اوکے۔ یہ میرے لئے اچھی خبر ہے۔

"لیکن سب سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کا کیا کیا جائے۔"

"اسیں کسی ایسی کو فخری میں ڈال دئے جس سے یہ فرار نہ ہو
سکیں۔"

"جب کہ ہم چاہتے ہیں۔ اسیں فتح کر دیا جائے۔ مگر نہ
رسے بانس نہ بچے بانسی۔"

"نہیں۔ اس طرح کیا غاکہ مزا آئے گا۔ میں ان لوگوں کو
یک دم نہیں مارنا چاہتا۔ سک سک کر مرس۔ تب مزا آئے
گا۔"

"لیکن اسیں زندہ چھوڑنا بھی خطرناک ہے۔ کہیں یہ کوئی کام
نہ دکھا جائیں۔"

"یہ تو اس بار اسیں ہاتا ہے۔ کہ یہ کوئی ترکیب نہیں سوچ

سکی گے۔ کوئی دار نہیں کر سکی گے۔ کوئی دار بوک نہیں سکی
گے۔ کویا خود کو تکملہ طور پر بے بن محوس کریں گے۔"

"کویا آپ انسیں بالکل بے بن دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"ہاں۔ ان لوگوں کی وجہ سے ہمیں یہ سارا پکر گھما پھرا کر چلا
پڑا۔۔۔ پھر یہ خیال بھی تھا کہ یہ لوگ ان جراہمیوں کا علاج تلاش کر
لیں گے۔۔۔ اور ہمارا پکر فلیں ہو جائے گا۔۔۔ اس لئے پہلے ہم نے وہ
طریقہ تلاش کیا کہ جس کے تحت یہ لوگ یہ نہ جان سکیں گے کہ
جراثیم انسانی جسم میں داخل کس طرح کے جاتے ہیں اور جب تک یہ
نہیں جان سکیں گے۔۔۔ اس وقت تک ہمارا کچھ ہمیں باکاڑ سکیں گے
ہم تو پوری دنیا میں خوف پھیلاتے ہیں۔۔۔ جس ملک پر چاہیں اپنا قدر
ہاتا کرے ہیں۔۔۔ اب دیکھ لو۔۔۔ تمہارے ملک پر کس قدر اسلامی سے بقد
کر لیا۔۔۔ سلیم کاشانی ہیسے لوگوں کو پہلے ہی ہم مسلمان ملکوں میں اپنے
سامنی بنا لیتے ہیں۔۔۔ اب کتنے کو سلیم کاشانی اس ملک کا وزیر کے
وزیر خارجہ ہے۔۔۔ لیکن دراصل آپ ہمارے اشاروں پر ناچلتے تھے۔
ہمارے ادھار میں پر عمل کرتے تھے۔۔۔ جو پاکیس ہم چاہتے تھے۔۔۔
صدر کو سمجھاتے تھے۔۔۔ اور اب۔۔۔ اب تو صدر سلیم کاشانی آپ ہوں
گے۔۔۔ فوج کا ایک حصہ پہلے ہی آپ کو پسند کرتا ہے۔۔۔ اس لئے کہ
جھوٹ موت کے مسلمان ہیں۔۔۔ اندر سے وہ اور خوب کے ہیں۔۔۔
ایسے لوگ ہمارے بہت کام آتے ہیں۔۔۔ یہ لوگ بس مسلمانوں کی کاٹ

کرتے ہیں۔ اس طرح ہمیں اور آسانی ہو گی۔“
”میکن پو فرسہ پوری فوج کو یہ چند فونی کس طرح مطمئن
کریں گے۔“ اسکیز کامران مرزا نے کہا۔
”اصل حکم کمالزادوں کا چھٹا ہے۔۔۔ پیچے والے تو صرف حکم
ملاتے ہیں۔ فون کا ایک اصول یہ ہے کہ سنو اور عمل کر دی۔۔۔ یہ
سوچوں کو قلاں حکم کیوں دیا گیا ہے۔۔۔ لہذا وہ کیوں لگے سوچنے۔“
اور پھر وہ اپنی بیل میں چھوڑ کر رخصت ہو گئے۔۔۔ صدر
صلحیب کے من پر اب تک ہوا بیان اڑ رہی تھیں۔
”یہ۔۔۔ کیا ہوا جیش۔۔۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے۔۔۔ جرا شہوں کی
حد سے ان لوگوں نے ہمارے ملک پر قبضہ کر لیا۔۔۔ کیا یہ بات حیرت کی
شیں؟“

”بہل! حیرت کی ہے۔۔۔ اصل سلسلہ یہ ہے کہ وہ اس وقت کسی
کو بھی خوف میں جلا کر سکتے ہیں۔۔۔ اور خوف میں بٹا ٹھپس کی کام
کے قتل نہیں رہ جاتا۔۔۔ یہ ہم دیکھے ہی پچھے ہیں۔۔۔ دیکھے پچھے ہیں نہ۔“
انتہوں نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔

”بہل! بیا کل، دیکھے پچھے ہیں۔“

”کنڈا اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ جرا شہم جسم میں اس طرح
وہ قتل کیے جاتے ہیں۔۔۔ فرزانہ۔۔۔ فرشت۔۔۔ رفت۔۔۔ کیا تم اس سوال
کا جواب خلاش کر سکتی ہو؟“

”اہم۔۔۔ ایجاداں۔۔۔ کوشش ضرور کر سکتی ہیں۔۔۔“
”خیز۔۔۔ کوش۔۔۔ کوش ہی کرد۔۔۔ اور باقی لوگ بھی ضرور خور
کریں۔۔۔ ورنہ ہم بیل میں سڑا دینے جائیں گے۔“
”آپ کا مطلب ہے۔۔۔ ہم اس بیل سے نہیں نکل سکیں
گے۔۔۔ آصف نے بوکھلا کر کہا۔
”تکفے کا فائدہ نظر آئے گا۔۔۔ تکفیں گے۔۔۔ جب تک ہم کچھ
کرنے کے قابل نہیں ہیں۔۔۔ اس وقت تک بیل سے باہر نکل کر کیا
کریں گے؟“
”کوئی پہلے ہیں یہ جانا ہو گا کہ جرا شہم جسموں میں داخل کس
طرح کیے جاتے ہیں۔۔۔“
”بہل بالکل۔۔۔ وہ یوں لے۔۔۔“
”اچھی بات ہے۔۔۔ تو بھی خور کریں۔“
”میکن میرا خیال ہے۔۔۔ یہ خور ذرا کانہلاگ کے ذریعے ہوتا
چاہیے۔۔۔ فرزانہ بولی۔۔۔
”کانہلاگ کے ذریعے خور۔۔۔ کیا مطلب؟“ آفتاب نے جوان
ہو کر کہا۔

”میرا مطلب ہے۔۔۔ ہم سب خاہوٹی سے سوچ میں ذوب
جا سیں۔۔۔ یوں مڑا نہیں آتے گا۔۔۔ آپس میں بجھ شروع کرتے ہیں۔۔۔
جنما تک مجھے یار ہے۔۔۔ میک پانڈے کی آمد سے پہلے فاروق نے خوف

نے کہا۔

"بوا کے ذریعے بھی یہ کام نہیں کیا گیا۔"

"تب پھر کیسے.... آخر کیسے؟" فردت چالائی۔

"سوچ.... سوچ۔" انسپکٹر جمشید نے بلند آواز میں کہا۔

"سوچ رہے ہیں ایبا جان.... آج زرا ہم دوسرے طریقے سے

چ رہے ہیں اور ضرور کسی نتیجے پر بچ جائیں گے۔"

"بہت خوب! مجھے امید ہے۔ ایسا ہو گا۔ ان شاء اللہ۔ اور

یقین چاہو۔ اگر ہم نے یہ بات جان لی۔ تو تم نصف میدان مار لیں

کے۔"

"اچھی بات ہے۔ آپ بتائیں۔ آپ نے اس دن خوف کب

غموس کیا تھا۔"

"اچھی طرح یاد نہیں۔" دہ بولے۔

"آپ خود کہیں۔ اس طرح تو کام نہیں چلے گا۔"

"اوہ با۔۔۔ یاد تیا۔۔۔ میں جب گھر میں داخل ہوا۔۔۔ اس وقت

میں خوف زدہ نہیں تھا۔۔۔ میں نے میک سے ملاقات کی تھی۔۔۔ اور بس

اس کے بعد خوف گھوس کرنا شروع کر دیا تھا۔۔۔"

"لیکن کیا آپ نے میک کو باہم لگایا تھا۔۔۔"

"با۔۔۔ میں نے اس سے باہم ملایا تھا۔۔۔ تاہم اس وقت تک میں

نے کوئی چیز نہیں کھائی تھی۔۔۔"

غموس نہیں کیا تھا۔۔۔ اوہ راس نے دستک دی تھی۔۔۔ اوہر قادر دن خوف زدہ ہو گیا تھا۔۔۔ بلکہ دروانہ کھلے سے پسلے ہی یہ اپنے کمرے میں بند ہو کر بینچ گیا تھا۔۔۔ گواہ اس معاملے میں انسانی باہم سے کوئی کام نہیں لیا جاتا۔۔۔ تھا نے پیٹے کی چیزوں میں کوئی چیز ملائی جاتی ہے۔۔۔ کیونکہ کھانے پیٹے کی چیزوں میں کوئی چیز ملانے کے لیے بھی انسانی باہم کوں کی ضرورت ہے۔۔۔ تو ثابت ہوا کہ یہ جراشیم خواراک کے ذریعے نہیں دیے جاتے۔۔۔"

"اچھی تک یہ بات ثابت نہیں ہوئی۔۔۔ صرف یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ اس اپنی نے یعنی میک نے باہم کے ذریعے یا خواراک کے ذریعے قادر دن کے جسم میں داخل نہیں کیے تھے۔۔۔ ورنہ اس سے پسلے کوئی بات ہمارے سامنے نہیں ہے۔۔۔"

"بھی اس وقت تک تو ہم نے شام کی چائے بھی نہیں لی تھی۔۔۔ سکول سے آئے کے بعد ہم نے دوپر کا کھانا کھایا تھا اور کچھ دیر آرام کیا تھا۔۔۔ اپنی شام کو آیا۔۔۔ معلوم ہوا کہ خواراک کے ذریعے یہ کام نہیں کیا گیا۔۔۔ محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"خیر۔۔۔ ایک منٹ کے لیے یہ فرض کر لیتے ہیں کہ جراشیم خواراک کے ذریعے جسم میں داخل نہیں کیے جاتے۔۔۔ تو کیا ہوا کے ذریعے داخل کیے جاتے ہیں۔۔۔ اگر ایسا ہے تو پھر صرف قادر دن کے جسم میں کیوں۔۔۔ تمہارے جسموں میں کیوں داخل نہیں ہوئے۔۔۔" آصف

اچھی بات

وہ سب فرزانہ کی طرف مڑے۔۔۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ
پینک تھی۔۔۔

"جلدی ہتاو فرزانہ۔۔۔ کیا بات کچھ میں آئی ہے۔۔۔"

"وہ بات میں اس طرح نہیں ہتاوں گی۔۔۔ اس نے کھوئے
کھوئے انداز میں کہا۔

"تو پھر کس طرح ہتاوگی۔۔۔"

"پہلے مجھے چند سوالات کرنا ہوں گے۔۔۔"

"سوالات۔۔۔ لیکن کس سے؟؟"

"قاروق سے۔۔۔ انکل خان رحمان سے" تپ سے صد و انکل
سے۔۔۔ میرا خیال ہے۔۔۔ یہاں تو بس چار ہی ایسے افراد ہیں۔۔۔ جنہیں
نے خوف محبوس کیا ہے۔۔۔"

"ہم اُنکی بات ہے۔۔۔"

"بس تو پھر۔۔۔ میں ان چاروں سے سوالات کروں گی۔۔۔"

"ضور کرنے۔۔۔ روکا کس نے ہے؟؟"

"لیکن قاروق نے تو میک سے ہاتھ بھی شیش ملایا تھا۔۔۔"
"اوہ۔۔۔ اوہ۔۔۔ دو ماڑا۔۔۔"

ایسے میں فرزانہ زور سے اچلن۔

○○

"اس کے بعد آپ نے خوف محسوس کرنے سے پہلے تک کوئی
بیچ کھائی؟"

"نہیں... بالکل نہیں۔" وہ بولے

"اب ایجاداں.... تپس... لیکن آپ سے پوچھنے کی ضرورت
نہیں... آپ صح کے ناشتے کے بعد سے لے کر دوپر کے کھانے تک
در میان میں بالکل کوئی بیچ نہیں کھاتے.... بال پیاس لگنے پر پانی ضرور
چیز ہیں.... اب وہ گئے صدر سادب... کیا آپ تانا پند کریں گے کہ
آپ نے کوئی بیچ تو نہیں کھائی.... مطلب یہ کہ اپنے معمول کے
علاوہ۔"

"نہیں بالکل نہیں... میری بھی یہ عادت نہیں۔"

"گویا آپ میں سے صرف انکل غان رحمان ایسے ہیں جنہوں
نے آنس کریم کھائی تھی۔"

"فرزاد میرا خیال ہے، تم خلط خطوط پر کام کر رہی ہو۔۔۔ اگر یہ
جرا شتم جسم میں کوئی خاص بیچ کھانے سے داخل ہوتے ہیں... تو سب وہ
کوئی ایسی بیچ ہے، علتی ہے۔۔۔ جوان سب نے کھائی ہے۔۔۔ لیکن یہ ممکن
نہیں۔۔۔ کیونکہ یہ مسئلہ صرف ان تین چار افراد کا نہیں ہے۔۔۔ بلکہ
پورے شہر کے ان گست و گلوں کا ہے۔۔۔ لذماں کی اور رغ سے فور
کرو۔۔۔ جھوٹا۔۔۔ جلدی بدھی کرنا۔

"ایجاداں!" فرزاد چالا۔

"فاروق پلے تم تھا۔۔۔ اس روز صح سے لے کر شام کی چائے
سے پہلے تک تم نے کیا کیا چیزیں کھائی تھیں۔"

"لیکھ۔۔۔" سوال پوچھا ہے اس نے۔۔۔ فاروق نے برا سامنے
بنایا۔

"تم جواب دو۔۔۔ فرزاد نے منہ بنایا۔

"نمیک بے فاروق تم صرف جواب دو۔۔۔ اسکے بعد جشید نے کہا۔

"میں نے صح گھر میں ناشتا کیا تھا۔۔۔ پھر دوپر کو کھانا کھایا تھا۔
یعنی در میان میں کوئی بیچ نہیں کھائی تھی۔"

"آپ ناشتا نہیں انکل۔"

"کیا میں یہ بتاؤں کہ ناشتے میں کیا کھایا تھا۔۔۔ اور دوپر کو کیا
کھایا تھا؟" خان رحمان بولے۔

"نہیں۔۔۔ گھر کے کھانے کے علاوہ آپ نے کیا کیا کھایا تھا؟"

"میں گھر سے باہر تھا۔۔۔ راستے میں ایک دوست مل گیا۔۔۔ اس
کے ساتھ میں نے ایک ریشوریت میں آنس کریم بھی کھائی تھی۔"

"اٹھف لکھو۔۔۔ انکل نے آنس کریم کھائی تھی۔"

"لکھنے کی کیا ضرورت ہے؟"

"تم لکھ لو تا۔۔۔ باہت تو نہیں تھس جائیں گے تھارے۔"

"اچھی بات ہے۔۔۔ آٹھف نے اسما اور ٹانڈ قدم نکال کر یہ جملہ
لکھ لیا۔

282
”لک... کیا ہوا؟“ وہ پوچھے۔

”محمود کو روک دیں.... بلکہ سب کو روک دیں.... مجھے اپنا کام کرنے دیں.... یا پھر یہ ذمے داری ہیں۔“

”ذمے داری.... کس پیچر کی؟“ فاروق پوچھتا۔

”یہ بتانے کی.... کہ جراائم جنم میں کس طرح داخل کیے جاتے ہیں۔“

”اُرے.... تو کیا تم زمے داری لے پہنچ ہو؟“ محمود کے لیے میں حیرت تھی۔

”ہاں! کچھ لوٹے لے پھی ہوں۔“

”اوے کے.... تم بات چاری رکھو۔ اب ہم کوئی اعتراض نہیں کریں گے۔ ذہن میں آیا تو بھی اس کو دیا دیں گے۔“

”لک.... کس کو دیا دیں گے؟“ پروفیسر داؤن نے بے خیال کے عالم میں گما۔

”جی اعتراض کو اور کے۔“ آصف مکرایا۔

”بات ادھر ادھر ہو جائے گی۔“ ایک مردانہ صفت میں اپنے کامران مرزا نے منہ بنایا۔

”اوے کے.... میں کیا کہ رہی تھی؟“

”اب یہ بھی ہم بتائیں.... کہ تم کیا کہہ رہی تھیں۔“ آفتاب نے برا سامنہ بنایا۔

”خیر.... ان میں سے صرف انکل نے آئس کرم کھائی تھی۔“

283

آپ کے دوست جو آپ سے ملے کیا۔ بھی خوف کا فکار ہے کچھ نہ؟“

”یہ بات مجھے معلوم نہیں۔ کوئی تک ابھی تک دوبارہ کہا لمبا ہوا ہے۔“

”آپ انسین فون کریں۔“

”دماغ خراب ہو گیا ہے فرزانہ کا۔ اب ہم جمل سے فون نہیں اسکے.... بے چارے جیل تک اب جمل میں ہیں۔“

”یہ تو پہلے ہی جمل میں رہے تھے۔ انسین کیا فرق پڑا۔“

اعض پہن۔

”پہلے آزاد رہے تھے۔ اب قید میں ہے وہ رہے ہیں۔“

”خیر.... ہم فون نہیں کر سکتے۔ کوئی بات نہیں۔ اللہ ماں کہے۔“ فرزان یہ کہ کر خاموش ہو گئی۔ سب اس کی طرف دیکھتے رہے۔ آخر شوکی نے تک آکر گما۔

”اب کیا ہوا۔ خاموش ہو گئی۔“

”اُرے تو اور کیا کروں۔ جاتا تو دیا۔“ فرزان نے جھلا کر گما۔

”کیا بتا دیا؟“ فاروق نے اسے گھورا۔

”جو بتا سکتی تھی۔“ وہ مکرائی۔

”حد ہو گئی۔ آپ تے دیکھا الیجاہان۔ فرزان بھی آج وقت

تلائے کرنے پر قل کرنی ہے۔“

"دیکھائیں۔ نا۔" اسکے جایش مکارے

"بائیں۔ آپ بھی مکار اربے ہیں اور فرزان بھی کچھ دیں اسی تھے۔"

"مرف قادرق کے جسم میں کچل داخل ہوئے۔ اس وقت گھر میں بائیں تھے۔"

"لیکن تم تو گول کو سمجھا چاہتا ہوں۔" پو فیر مکارتے
"ہم بالکل نہیں سمجھتے کہ آپ کیا سمجھا چاہتے ہیں۔" شوکی نے
ہری سے کہا۔

"خوب... میں سمجھاتے رہتا ہوں۔ تم نے معاشرے میں دیکھا ہو
کہ عام طور پر یہ بات فکر آ جاتی ہے۔ ایک محفل میں بہت سے
اوکے اب اس کا دوسرا طرح جائزہ لیا جائے گا۔" پو فیر
لیکن کے پاس بھی نہیں جاتی۔ یا کسی کو پھر کافی ہوتی
ہے۔ کسی کے ذریعے ہوتے ہیں۔ ان میں سے کسی کے جسم پر کھیال بھی ہوتی
ہے۔ ایک نہیں۔ یا کسی کو بہت کم کافی ہیں۔ کسی پر کھیال اس قدر

"بھی جراشیم جسم میں داخل ہونے کے کئی طریقے ہیں۔
جن بھی کرتی ہیں کہ وہ ہنا ہنا کر سمجھ آ جاتا ہے۔" یہاں تک کہ کر
کھانے کے ذریعے۔ پینے کے ذریعے۔ سانس کے ذریعے۔ جلد پر
خراش کے ذریعے۔ خاموش ہو گئے۔ اب بس کے چوبوں پر حرث فکر آتے
ہے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ پو فیر کیا کہنا چاہتے ہیں۔ ذرا دیر دک
کرنے لگے۔

"اب ہوا یہ کہ ہمارے اس بار کے خوفناک" پر اسرار اور
ہذاں جنم نے ہمارے شر کی فحاشیں کچھ جراشیم چھوڑ دیے ہیں۔

"کیوں۔ ہے کیوں نہیں سکتا۔" اور ہونے کو اس دنیا میں کیا
عن ان جراشیوں کی ایک خاص خاتم ہے۔ یا خاص پسند ہے۔
نہیں ہے سکتا۔" قادرق نے چوک کر کیا۔

"شاید وہ میتحی جلد داخل۔ یعنی جن کا پیدا منہجا ہوتا ہے۔ ان
اگر جراشیم سانس کے ذریعے جسم میں داخل ہوئے ہیں۔ اور سانس کے ذریعے جسم میں داخل ہو جاتے

"ہی! اس میں فرزان کا بھی کیا قصور۔ بس اس کا خیال ملا
کھلا۔ اس نے سچا تھا۔ ان سب نے کوئی مشترک چیز کمالی ہو گی۔
اس کا ہم معلوم ہو جائے گا اور ہم جان جائیں گے کہ جراشیم کس
طرح جسم میں داخل ہوتے ہیں۔ مگن مسئلہ یہ نہیں ہے۔"

"تی کیا مطلب؟"

"جسی کوچھ کم کافی ہے۔" پو فیر
لیکن یہ کیسے ہے۔

"فرزان نے کہا۔ سانس کے ذریعے۔ میرا خیال ہے۔" جراشیم
بے۔ فرزان نے کہا۔

"کیوں۔ ہے کیوں نہیں سکتا۔" اور ہونے کو اس دنیا میں کیا
عن ان جراشیوں کی ایک خاص خاتم ہے۔ یا خاص پسند ہے۔
نہیں ہے سکتا۔" قادرق نے چوک کر کیا۔

"شاید وہ میتحی جلد داخل۔ یعنی جن کا پیدا منہجا ہوتا ہے۔ ان
اگر جراشیم سانس کے ذریعے جسم میں داخل ہوئے ہیں۔ اور سانس کے ذریعے جسم میں داخل ہو جاتے

"سُبْر کرنے سے ہم جیل میں ہی سوتے رہ جائیں گے۔"
"میرا خیال ہے انکل۔ ہمیں سب سے پلے جیل سے لکھا ہو

"یہ کوئی مشکل نہیں۔" وہ بولے۔

"تب پھر چڑھے۔" آصف نے فوراً کہا۔

"بھی اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ رات تک تو انتظار کر لو۔"

فتاب نے منہ ہالا۔

"بالکل غیریک۔ ہم رات کو جیل سے لکھ جائیں گے۔"

میں اس وقت قدموں کی آواز سنائی دی۔ انہوں نے سر
ٹھانے۔ دیکھا تو نے بیتل صاحب پلے آرپے ہیں۔ ان کے چہرے

وہ شدید فرث کے آثار تھے۔

"میں تم لوگوں کو خوار کرنے آیا ہوں۔" وہ آتے ہی غرایا۔

"بہت بہت شکریہ آپ کا۔" قادرق نے خوش ہو کر کہا۔

"شکریہ کس بات کا؟"

"اس بات کا کہ آپ ہمیں خوار کرنے آتے ہیں۔"

"سہ ہو گئی یعنی کہ۔"

"ہاں! بالکل ہو گئی ہو گئی حد۔ خیر کوئی بات نہیں۔" اس کس

بات سے خوار کرنے آئے ہیں؟"

"اگر تم لوگوں نے جیل سے فرار ہونے کی کوشش کی تو مجھ سے

ہیں۔ جن کی جلد تسلیم یا کزوی ہے۔ ان کا رخ نہیں کرتے۔" کزوی جلد کو پسند کرتے ہیں۔ برعکس وہ جس قسم کی جلد کو بھی پس کرتے ہیں۔ صرف اس قسم کے انہوں کی طرف جاتے ہیں۔ لیکن وہ ہے کہ کچھ لوگ جراحتوں کا شکار ہوتے ہیں۔ کچھ نہیں ہوتے۔ اس وقت یہاں ہمارے ساتھ کوئی مائرہ ڈاکٹر نہیں ہیں۔ وہ ہمارا ہے کہ ہماری جلد کے ذاتی حقائق ہیں۔"

"بالکل یہ بات ہے پروفیسر صاحب۔ آپ نے بالکل درست تحریخ کی۔ میں یہاں موجود ہوں۔" اسکے بعد جیشید بولے۔

"اوہ بابا! یہ بولو۔ میں تو بھول ہی گیا کہ میرا دوست جیشید ہو۔" وہ اکثر بھی ہے۔" وہ چکتے۔

"لہذا آپ کا اندازہ بالکل درست ہے۔ لیکن۔" وہ کہتے تھے پر شدید فرث کے آثار تھے۔

وہ کہے۔

"لیکن لہاں سے نیک پڑا۔" قادرق چہ نکلا۔

"لیکن سوال یہ ہے کہ ہم اس خیال سے کیا فائدہ انہاں نے ہیں۔ اس طرح تو ہم اور بے بیس ہو گئے۔"

"بابا! یہ تو بے۔ لیکن جراحتیم ضرور، اس طرح جسموں میں واپسی ہو رہے ہیں۔"

"پھر اب کیا کیا ہائے؟"

"یہیں۔ اب ہم سفر کریں گے۔" آفتاب نے کہا۔

برائی کوئی نہیں ہے گو.... کیا سمجھے۔" یہ کہ اگر ہم نے جیل سے ٹکنے کی کوشش کی تو آپ سے رہا کوئی نہیں ہے گا۔" فاروق نے فوراً کہا
"تم چپ نہیں رہو گے۔" وہ بھتنا اخراج
"آپ نے اسی قبچا تھا.... کیا سمجھے۔" فاروق نے مت بنایا
"میں نے تلاٹ پر چھا تھا... سمجھے تم۔" اس نے چلا کر کہا
"تی ہاں! پاکل سمجھ گئے اور بھی آپ ہو سکھانا چاہیے
جی..... سمجھادیں۔"

"بس اتنا ہی کافی ہے۔ رات کو تم ساری کوئی خوبی کے گرد بخت
پڑھو گے۔ فرار ہونے کی کوشش کرنے والوں کو فوری طور پر گول
مارنے کا حکم دے دیا ہے۔ مجھے تم سے اور تم سے اور تم سے
کوئی دلچسپی نہیں۔ میں تو تم لوگوں کو جیل کے دروازے پر ہی موت
کے گھاٹ اتار دیتا۔" وہ کھتا چلا گیا
"پھر... اسی کیوں نہیں کیا؟"
"باس کا حکم... اس کے بعض حصے ہماری سمجھے میں نہیں
آتے۔"

"چیزیں شکر کریں... سچھے تو سمجھے میں آتے ہیں۔" آفتاب نے
خوش ہو کر کہا۔
"تم سے زیادہ فضول لوگ میں نے آج تک نہیں دیکھے۔" اس

نے کہا۔

"صرف یہیں کہ رہے ہیں۔ یا ہمارے ساتھ موجود ہے لوگوں
کو؟" فاروق کے لبے میں حیرت تھی۔
"صرف تم تینوں پارٹیوں کو۔ صدرو صاحب بے چارے کا تو
کوئی قصور نہیں۔"

"ای مظاہب... اکر صدر صاحب کا کوئی قصور نہیں تو پھر یہ جبل
میں کیوں نظر آ رہے ہیں؟"
"جبل میں تم وہوں کی وجہ سے نظر آ رہے ہیں۔" وہ سکر لیا۔
"خدا کا شکر ہے۔ اپ سڑائے تو۔ ورنہ ہم سمجھے بیٹھے
تھے۔ آپ کو سکرنا بابکل نہیں آتا۔ فرزانہ ہو گئی۔
"اونچا اونچا میت باخمو۔ اور صرف یہ بات ذہن میں رکھو کہ
تم فرار ہونے کی کوشش نہیں تھوڑے ورنہ۔"

"ہم جانتے ہیں۔ ورنہ کے بعد آپ کیا کہتا چاہیے ہیں۔ لذرا
آپ اپنے اس بنت کوڈ دہرائیں۔ وقت شاخ ہو گا۔ اور یہ تو آپ
جانتے ہیں کہ وقت کس قدر بیجتی ہے۔ ہے ہے۔" آفتاب نے شرعاً
آواز میں کہا۔

"حد ہو گئی۔ اور یہ انکا لیا چوڑا جملہ کئے میں وقت نہیں ضائع
ہوا۔"

"اوہ..... بات ذہن سے پاکل گئی۔"

"اچھا نحیک ہے۔ آپ تشریف لے جائیں۔ ہم اس بات کا خیال رکھیں گے کہ پائیں۔ ہم کس بات کا خیال رکھیں گے موجود۔" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔ "اس بات کا کہ ہمیں فرار ہونے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔" "باکل نحیک۔"

یہ کہ کروہ لگا مڑنے۔ اس وقت اسکلٹ جشید کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس کی گردن ان کے ہاتھ میں آگئی۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا؟" اس نے جھلا کر کہا۔

"اے۔ ہم ریکب نمبر ۳۴ کتے ہیں۔" فاروق بدل۔

"لیکن تم اس حرکت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکو گے۔" میں جانتا ہوں۔ تم مجھے بان سے نہیں مارو گے۔ تم بلا وہ خون نہیں بہاتے۔"

"لیکن تم جیسے نہ اروں کا خون بھاکر مجھے خوشی ہوتی ہے۔ تم

ملک اور قوم سے نداری کر رہے ہو۔ ہم ان ۱۰ گولوں کا خون نہیں بنانا پسند کرتے۔ جو تم جیسوں کا حکم مانتے پر مجبور ہوتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔ پھر کیا پروگرام ہے؟" اس نے ذرے ذرے اندراز میں کہا۔

"ایک جنہیں دے دیا تو تمساری گردن کی بُنی نوٹ جائے گی۔"

اور پھر تم اپنے سر کو اوپر نہیں اٹھا سکو گے۔ دروازہ کھلواؤ۔ بلا کوئی کو۔ جس کے پاس چاہیاں ہیں۔"

"یہ تم اس طرح بیل سے نکل سکو گے۔ نہیں نکل سکو گے۔ یہ بے وقعن ش کر دو۔"

"تم اپنی زندگی کی خیر مناؤ۔ ہماری پرواہ کرو۔"

"اچھی بات ہے۔ اب تم جانو۔ تم سارا کا۔"

"ضرور۔ ہم اور اپنا کام نہیں جانیں گے۔" اسکلٹ جشید سکرانے۔

اور پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ اب پہلے اسکلٹ کامران مرزا ہاہر لئے۔ انہوں نے آن واحد میں بیتل کو بالکل اسکلٹ جشید کے انداز میں کروں سے پکڑ لیا اور پھر وہ سب باہر نکل آئے۔ "ہم اسے اسی طرح دروازے کی طرف لے جائیں گے۔ اگر کسی نے ذرا بھی حرکت کرنے کی کوشش کی تو اس کی گردن نوٹ جائے گی۔ کیوں نے بیتل ساحب۔ یہی بات ہے ہا۔"

"ہاں بالکل یہی بات ہے۔"

"ہم آپ کی ہدایات پر عمل کریں گے۔ ملک کے غداروں سے ہمیں کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ ہمیں تو اپنے پرانے بیتل ہی پسند ہیں۔"

"باکل نحیک۔ یہ کی ہے بات آپ نے۔"

کسی نے ان کا راستہ دوئے کی کوشش نہیں کی۔ ان لوگوں

سے لٹھلی یہ ہوئی تھی کہ جبل میں نئے جبل کے ساتھ کوئی فتنی نہیں
چھوڑ رہے تھے.... انہوں نے خیال کیا تھا کہ بس اکیلا جبل کافی ہے۔
آزاد حالت میں وہ اس کے ادھار میں ضرور ماتحت رہے۔ لیکن جو نہیں وہ
قاپوں میں آتا۔ سب اس کے خلاف ہو گئے۔

"لیکن میں آپ سب لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ
لوگ جبل کا انتقام اسی طرح سنبھالے رہیں گے۔"

"آپ غفرنہ کریں۔" ایک ملازم نے کہا۔

"تو ہم پرانے جبل کو یہاں کیوں نہ چھوڑ جائیں۔" خان رحمان

پولے۔

"اس میں خطرہ ہے۔ نہ جانے حالات کیا ہو جائیں۔ شر میں
حالات کیا رخ اختیار کریں۔ اس طرح ان کی زندگی خطرے میں آنکھی
ہے۔"

"او کے۔۔۔ یہاں میرے ماتحت سنبھال لیں گے۔ آپ طے۔۔۔"
جبل کی ایک بڑی کاڑی میں بینہ کرو، ایک خفیہ لٹکانے پر آگے
اور گاؤں کو چھپا دیا گیا۔۔۔ اب اسکلہ جشید فون سنبھال کر بینہ گئے۔
"پہلے زرا شرکی خبریں لیں۔۔۔"

"یہ کہ انہوں نے فون پر غیر ذاتی کیے۔۔۔ دوسری طرف سے
خیز فورس کے ایک کارکن کی آواز سنائی دی۔"

"ہاں! شرکی کیا خبریں ہیں؟"

"بہت خوف ہاں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔
"کیا مطلب۔۔۔ بہت خوف ہاں؟" دوچھوٹے۔

"ہاں۔۔۔ سلیم کاشانی نے جراشم کا ٹکار ہونے والوں کا علاج
اب وہی ہزار روپے میں شروع کر دیا ہے۔۔۔ ہر آدمی دس ہزار والے
انجکشن لکھا رہا ہے۔۔۔ جن کے پاس دس ہزار فیسیں ہیں۔۔۔ وہ بے
چارے خوف سے سم رہتے ہیں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ایک منٹ جشید۔۔۔ مجھے بات کرنے دو۔" یہ کہ کر پوچھر فون
کے نزدیک آگئے اور بولے۔

"کیا ایسے کچھ لوگ آپ یہاں پہنچا سکتے ہیں۔"

"تی۔۔۔ کیسے؟" اس نے جیران ہو کر کہا۔

"جو اپنا علاج رقم نہ ہونے کی وجہ سے نہیں کر سکتے۔"

"ضور لا سکتے ہیں۔۔۔ لیکن انہیں کیا کر کر لائیں؟"

"یہ کہ تم ان کا مفت علاج کریں گے۔"

"بہت بہتر۔۔۔ تھا یعنے۔۔۔ کتنے لوگ لا لائیں۔"

"ایسے کم از کم دس آدمی لے آئیں۔"

"اجھی بات بے پوچھر صاحب۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور انہوں نے کہی فون اور ہر اور یکے۔۔۔ اسکلہ جشید نے بہت

یہ بدلیات باری کیں۔

"آپ ان کا علاج کیسے کریں گے۔۔۔ پوچھر صاحب جب کہ

آپ کے پاس تو یہاں آلات بھی نہیں ہیں۔“
”میں آلات بھی یہیں مٹکوا رہا ہوں..... فی الحال یہاں ایک نصی
ہی تجھر کاہ قائم ہو جائے گی۔“
”اوہ اچھا۔“ وہ پچھلے اٹھے

پھر انہوں نے سامان لکھ کر دیا..... اسکلز جشید نے ایک ماتحت
کے ذریعے وہ سامان بھی وہاں مٹکوا لیا..... جلد ہی وس آدمی بھی وہاں
پہنچ گئے..... ان میں سے کئی ایک تو انہیں پہچانتے تھے..... لہذا بول
اٹھے۔

”اوہ! یہ آپ لوگ ہیں۔“

”ہاں! آپ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں تو ہم بست کچھ کر سکتے
ہیں۔“ پروفسر راؤ بولے۔

”ہمیں کیا کرنا ہو گیا؟“

”بس ہم آپ لوگوں کا طلاق کرنا چاہتے ہیں۔“

”اس سے اپنی ہملا کیا بات ہو گی۔“

”میں اس لئے فون کی تکمیل بھی۔“

○○

دوسراسوال

اسکلز جشید نے فون کا رسیوور اندازیا..... دوسری طرف ان کا
ایک ماتحت بات کر رہا تھا۔

”سر... فون کا ایک دست جیل پکنچ گیا ہے... اسیں معلوم ہو گیا
ہے کہ آپ لوگ فرار ہو گئے ہیں۔“ دوسری بات آپ لوگوں کی تلاش
میں فون کے کئی دستے شہر میں گشت کر رہے ہیں۔“

”انہیں ہمارے کسی خفیہ نہ کرنے کا تو پا نہیں؟“
”فی الحال اس کا اندازہ نہیں ہو سکا۔“

”خیل... اگر کسی دستے کا رخ ہمارے کسی خفیہ نہ کرنے کی طرف
ہو چائے تو فوراً اطلاع دیتا۔“

”تی بھر۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔
”اور جیل کی بھی خبر لیتے رہتا۔ کہیں یہ لوگ جیل کے ملازمین

پڑھنے کریں۔“

”اوے سر۔“

فون بند کر کے وہ ان کی طرف ہڑتے۔

کام جو نہیں تھا۔ انس دیکھ کر وہ مگر ان لگے۔

"یوں کام نہیں پڑے کا انکل۔" آصف نے گویا اعلان کیا۔

"تب پھر کیسے کام پڑے گا۔ تم بتا دو۔ ہم اسی طرح چالائیں گے۔"

"آپ ہمیں شر جانے کی اجازت دیں۔ ہم کچھ نہ کچھ کر کے دکھائیں گے۔"

"ہم ذرتے ہیں۔ کیسی تم ان کے قابو میں نہ آ جاؤ۔" اس صورت میں نہیں تھا کہ اپنی الگ ہو گی اور شر کو بلکہ پورے ملک کو اس سبب سے نکال کی پریشانی الگ ہو گی۔

"لیکن اس طرح بھی تو کام نہیں چل جائے پو فیض ساحب اپنے تجربات سے نہ جانے کہ فارغ ہوں گے۔ اور نہ جانت وہ کامیاب بھی ہوتے ہیں، نہ کام۔ اللہ! کیوں نہ ہم کوئی کام کر دھخائیں۔"

"ایا بیال بے۔ انس اجازت دی جائے۔"

"نہیں۔ یہ ہماری الجھنوں میں اضافہ کریں گے۔" انس پڑھ کام رہا تے من بنایا۔

"تم مدد کرتے ہیں۔ آپ کی پیشانیوں اور الجھنوں میں قطعاً کوئی اضافہ نہیں کریں گے۔"

"یہ بات تساوی اختیار میں کب ہو گی؟" خان رہمان سکراتے۔

"پو فیض ساحب۔ ملاحت خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ اب جس قدر جلد ہو سکے اپنا کام کر گزرس۔"

"لیکن جیسا ہے۔ یہ کام اس قدر آسان نہیں ہے۔ وقت لگ لتا ہے۔ یہ بھی ہے۔ ملتا ہے۔ کہ فوراً کام ہو جائے۔"

"اچھا ہے۔ آپ کوشش تو کریں۔"

"خوب۔ کھلیں تھیں۔ کوشش تو میں اپنی سی کروں گا۔"

پھر ایک کرے میں انہوں نے پلے اپنی عاضی تجربہ گاہ بنا لی۔ اور ان دس تمویں کو انہوں نے کیا۔

"انکل۔ کیا ہم بھی ان کے ساتھ انہر آ سکتے ہیں۔ دیکھیں تو سی۔ آپ کرنا کیا چاہیے ہیں؟ قادر تھے کہا۔

"خوب آ جاؤ۔" وہ مگر ادیے۔

انہوں نے دس کے دس کو موجود کا خون انکل الگ الگ بیویوں میں حفظ کیا۔ پھر خون سے جرا شیم الگ کیے۔ اب انہوں نے ان جرا شیموں پر تجربات شروع کیے۔ جلد ہی وہ بورست محسوس کرنے لگے۔ کوئی بھی اس کام میں ان کے لیے کوئی وپیٹی نہیں تھی۔

"انکل ہم بور جو رہے ہیں۔"

"تو باہر بار کھو جو۔ پھر۔ گیس ہائچے۔"

"آپ کا شریر۔ اس اچھا مشورہ دیا۔"

وہ باہر آ گئے۔ باہر جوئے بھی بور رہے تھے۔ کرنے کا کوئی

"اوہ ہاں... واقعی... یہ بھی ہے۔ تب پھر آپ اللہ پر بھروسہ کر کے اجازت دے دیں۔"

"لیکن تم جاؤ گے کہاں؟"

"تجربہ گاہ۔"

"پاگل ہوئے ہوئے.... وہاں جاتے ہی تم پکڑے جاؤ گے۔" انہیں جمیشہ لگبردا گئے۔

"آپ بھول رہے ہیں.... ہم خفیر راستے سے جائیں گے۔"

"لیکا... اور... ہم واقعی اس راستے کو بھولے ہوئے تھے۔"

"تب تو ہم بھی چلتے ہیں۔"

"لیا مطلب... کیا پروفیسر صاب کو یہاں تھا چھوڑ جائیں۔"

"میں... یہ نہیں ہو سکتا۔"

"آپ وہ نہیں ختم ہیں.... صرف ہمیں جانے دیں.... خیر راستے کے ذریعے ہم ضرور نفعی پروفیسر عین ہمچن جائیں گے۔"

"اچھی بات ہے... اب تمہیں اجازت دینا ہی ہو گی۔"

جلد ہی وہ رفتہ رفتہ ہونے کے لئے تیار ہو چکے تھے... ایسے میں وہ پروفیسر کے کر کرے میں داخل ہوئے۔

299

"اس میں شک نہیں کہ ترکیب نوردار ہے۔ ضرور جاؤ۔"

غوش ہو گئے۔

"آپ کمال تک پہنچے۔"

"جرا نہیں پر مختلف تجربات کر رہا ہوں۔"

"اکل! اگر اجازت ہو۔ تو ایک بات کوں۔ اس لئے کہ خیال مجھے بار بار آتا رہا ہے۔ لیکن ہر بار میں نے اس خیال کو انتقام فراز دیا۔ اور آپ کو نہیں بتایا۔ اب مجبور ہو گیا ہوں بتانے پر۔"

تجھوڑنے جلدی جلدی اکل۔

"ارے تو جاؤ ہاں بھی۔" وہ پولے۔

"اس روز فاروق نے سید کپڑے پہن رکھے تھے۔"

"اچھا تو پھر؟" انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

آپ میرا مطلب نہیں سمجھے۔ یعنی اس روز گھر میں اور کسی نے سید کپڑے نہیں پہن رکھے تھے۔ البتہ ایجاد نہیں۔ ضرور دفتر میں سید کپڑوں میں گئے تھے۔

"اوہ... ایک منٹ۔" یہ کر کر پروفیسر دودھ کر باہر کل کل آئے۔

"خان رحمان۔ جس وقت تم پر خوف کا حملہ ہوا۔ تم نے کون سے رنگ کے کپڑے پہن رکھے تھے۔"

"کس۔ سید۔" وہ ہکلا گئے۔

"ارے باپ رے۔ جمیشہ کے کپڑے بھی اس روز سید

"پلے میں اس کا عملی تجربہ رہوا۔"

"ق۔ عمل تحریر کیا مطلب؟"

"اب وہ جراشم میرے پاس ہیں... بس دیکھتے جاؤ۔۔۔ میں
زندگی میں اپنے اپنے بھائیوں کے ساتھ رہتا ہوں۔"

۔۔۔ اب سانس کے ذریعے جراحت ان کے جسم میں نہیں جا سکتے
۔۔۔ باقی لوگوں کو انہوں نے باہر کلکل دیا۔

اب انہوں نے کمرے میں خلائق رنگوں کے کچھے رکھ دیئے۔
جز ایکھیوں کو کھوں گا۔ خود دین میں انہوں نے ویکھا۔ جزاٹیم
رے غیرہ بیان کی طرف گئے اور اس سے جوٹ کر کر گئے

اں نے اب ایک دوسرا تجھے کیا۔ گمرے میں پھر مختلف رنگوں کے سائیکلز۔ سید نیاس بالکل الگ رکھا۔ اور علیچے کے ذریعے ہوا کر

ل کی طرف چاہیں۔ اس کے بعد انہوں نے دوسرا چار کھول

..... جو ایمیں تکل کر بہاؤ کے زور سے دوسرے رنگوں کی طرف گئے
..... وہ ان پرتوں سے بالکل نہ چھٹے اور چکر لات کر فوراً سفید
رنی طرف آگئے

"اف مالک.... یہ بات سو فیصد ثابت ہو گئی"۔ وہ پڑپا۔

پھر انہوں نے باتی لاٹوں کو بلند آواز میں ڈایت دی۔

- 11 -

"تن شیں"۔ وہ ایک ساتھ چلا کے

"اکٹش سر سار بنا کر"۔

"لهم إني أنت ملائكة"^١

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لیا ہے۔ وہ بھی میں اپنے۔

اب سب نی آئھیں مارے حیرت کے بے
” جو شہر میں آٹھ سو گا ”

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یعنی این مزید صدیق

ان سے بھی پوچھے یہس۔

"اود یاں"- وہ فوراً

بِدَائِيْتُ کِیْ گئیْ تھی۔

بـ جـ

لکھ کر بے رنگی کرنے کے بعد اسکے تھامے پر آئندہ

سی ایم دیجیٹل

کے نزدیک کافی تھے۔

میں سے غید پڑے

"اور میں نے بھی۔"

مکالمہ

تھے... ان کی آنکھیں بارے حریت کے پھیل گئیں... بیٹھے

احاتب - بات ڈاٹ

لہٰذا موجوں تھے۔ لیکن یہ سب مخالف صدر سے دل و جان سے محبت کرتے تھے۔ اس لئے ان سب کو ہٹا دیا گیا تھا۔۔۔ سلیم کاشانی نے ذری طور پر اپنی مرضی کے توہی رکھ لئے تھے۔۔۔ اور وہ بھلا کیوں ان کا لالا کرتے۔۔۔ لیکن ایسے لوگوں کا انتظام پر فیروزہ اور پلے اسی کر کے لالا تھے۔۔۔ ان کے باتحم میں شعائی پستول تھا۔۔۔ جس جس کے جسم کو شعاع پھوٹی۔۔۔ ذہیر ہوتا چلا گیا۔۔۔ ان لوگوں کو ذہیر کرنے میں اپنیں کوئی نوس بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔ اس لئے کہ یہ لوگ ملک اور قوم کے خدار تھے۔۔۔

ای طرح وہ اچانک سلیم کاشانی کے سامنے پہنچے تو وہ بھوچکا رہ گیا۔

"تت۔۔۔ تت۔۔۔ تم۔۔۔ آپ۔۔۔ اور یہاں۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ کیسے؟" "یہ بالکل ای طرح۔۔۔ جس طرح تم نے اچانک جیل کے دروازے پر خدار فوج کے ذریعے میرا خونکاٹ دیا تھا۔۔۔ صدر سکراۓ۔۔۔

"لیکن میرے مخالفوں نے آپ کو اندر کس طرح آنے دیا۔۔۔" "یہ ان مخالفوں سے پوچھتا۔۔۔ لیکن۔۔۔ اس دنیا میں نہیں۔۔۔

"دوسری دنیا میں۔۔۔ صدر یوں۔۔۔"

"کیا مطلب۔۔۔ دوسری دنیا میں؟" "اس نے بوکھلا کر کما۔۔۔" "ہاں! ہم نے ان سب کو موت کے گھات آتا دیا ہے۔۔۔ اور

"سید لیاس میں کوئی تدبیج۔۔۔ فوراً لیاس تبدیل کر لیں۔۔۔"

"اس وقت اتفاق سے کوئی سید لیاس میں نہیں ہے۔۔۔"

"اوہ۔۔۔ اچھا۔۔۔" کہ کردہ باہر نکل آتے۔۔۔ ان کے چہرے پر

بوش دیکھ کر وہ کچھ گفت۔۔۔

"اس کا مطلب ہے۔۔۔ جو اشم صرف سید لیاس والوں پر

حمل تور ہوتے ہیں۔۔۔"

"ہاں۔۔۔ یہ صرف سید رنگ سے چلتے ہیں۔۔۔ اور شاید جلد کے

راتے جنم میں، واٹل ہوتے ہیں۔۔۔"

"اب تو ہم شر کو ان سے چھاکھتے ہیں۔۔۔"

"یا انکل۔۔۔ لیکن یہیں افلان کون کرنے دے گا۔۔۔ شہر میں اس وقت

سلیم کاشانی کا قبضہ ہے۔۔۔"

"اب یہیں میدان علیل میں نکلتا ہو گا جیشی۔۔۔ آؤ میرے

ساتھ۔۔۔ صدر نے پر جوش اندازوں میں کہا۔۔۔

"تی۔۔۔ کیا فریلا۔۔۔ آؤ میرے ساتھ۔۔۔ لیکن پہلے اپنا پروگرام بتانا

ویس۔۔۔"

"بیت بہتر۔۔۔ وہ سکرائے فور پھر اپنا پروگرام بتا دیا۔۔۔"

خوبی دیتے بعد وہ ایک خفیہ راستے سے ایوان صدر میں واٹل

ہو رہے تھے۔۔۔ اس راستے کے بارے میں صدر اور ایک "دوسرے

لوگوں کے ہاں اور کسی کو معلوم نہیں تھا۔۔۔ ایوان صدر کے اندر جانہ

اب صرف تم پہنچے ہو۔ اب میں جسیں دوسرا دنیا میں بچج دتا ہوں۔۔۔ تاکہ تم وہاں جا کر ان سے پوچھ سکو کہ انہوں نے ہمیں روکا کیوں نہیں تھا۔۔۔ یہ کہ پروفیسر راؤ نے پستول اس کی طرف آن دیا۔

"من نہیں۔۔۔ وہ روزگار"

"ایسا خیال ہے جیشید۔۔۔ اسے زندہ رکھنے کی ضورت تو نہیں۔۔۔" "تی نہیں۔۔۔ ساتھ کا سرپکل دینا ہی عمل مندی ہے۔۔۔ لیکن اس سے پسلے اس سے یہ ضرور معلوم کریں گے کہ اس ساری سازش کی پشت پر کون ہے۔۔۔ اور تجربہ کاہ میں اس وقت جو شخص پروفیسر راؤ کے روپ میں موجود ہے۔۔۔ وہ کون ہے۔۔۔"

"تم سب لوگ اب حق ہو۔۔۔ پورا شہر اس وقت پروفیسر کی مشی میں ہے۔۔۔ تم مجھے مار کر بھی کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔"

"آخر ہے؟"

"جراثیم کی طاقت"۔۔۔ اس نے کہا۔

"اب ان شاء اللہ ہم جراثیم کا وارث نہیں چلے دیں گے۔۔۔"

"نہیں چلتے دیں گے۔۔۔ لیکن کیسے؟"

"اصل پروفیسر نے نقلی پروفیسر کا توڑ معلوم کر لیا ہے۔۔۔ ہم جان گئے ہیں کہ جراثیم اس طرح اڑانداز ہوتے ہیں۔۔۔ ہم اب جراثیم کا راستا دوکے کے قابل ہو گئے ہیں۔۔۔"

"اک کیا۔۔۔ نہیں۔۔۔ اس کے لئے میں خوف ہی خوف تھا۔۔۔" "اگر یقین نہیں ہے تو یہ بھی ہماری ہیں کہ کیسے؟" "میں ان جراثیم کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔ اس بارے میں تو پروفیسر کو ہی معلوم ہے۔۔۔"

"اس کا نام کیا ہے؟"

"میں نہیں جانتا۔۔۔ مجھے تو بس انتشارج سے ہدایات ملی جس کے اس طرح ملک میں شورش پیدا کی جائے گی۔۔۔ اور میں ان کا ساتھ دوں گا۔۔۔ لذا بدلتے میں مجھے ملک کا صدر بنا دا جائے گا۔۔۔ چانچھ میں نے یہ سودا منکور کر لیا۔۔۔"

"لیکن اب تم دوسرا سودا منکور کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔۔۔"

"جن۔۔۔ دوسرا سودا۔۔۔"

"ہاں!۔۔۔ یہ کہ پروفیسر مکرانے اور انہوں نے ٹنگر دیا دیا۔۔۔ سلیم کاشٹنی کئے ہوئے درخت کی طرح گرا۔۔۔ میں اس وقت کمرے میں رکھے ٹرائسیر پر اشارہ موصول ہوا۔۔۔"

خور کی دعوت

"انہوں نے چونکہ کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر انکے
بہشید سیٹ کی طرف بڑھے۔

"اس میں خطرہ ہے جیشی۔ وہ لوگ ہوشیار ہو جائیں گے۔"

"میں ایک مخالفت کی آواز میں بات کر لیوں گا۔ کہ دوں گا۔
سلم کاشانی موجود نہیں ہیں۔" انہوں نے کہا۔

"آپ بحوث پولیس گے۔" فاروق کے لیے میں حیرت تھی۔

"بحوث کیوں بھی۔۔۔ لیکن کاشانی واقعی یہاں موجود نہیں
ہے۔۔۔ وہ جا چکا ہے۔ اور دوسری دنیا میں۔"

"لیکن اس کا جسم ابھی تک یہاں موجود ہے۔"

"بھی انسان نام ہے۔ روح اور جسم کے مجموعے کا۔۔۔ صرف جسم کو
انسان نہیں کہا جا سکتا۔۔۔ صرف روح کو انسان نہیں کہا جا سکتا۔۔۔ تم
تلکڑہ کرو۔۔۔ یہ کہ وہ آگے بڑھے۔ اور سیٹ آن کر دیا۔

"میں سر۔۔۔ وہ کھودری آواز میں بولے۔

"سلم کاشانی کماں ہے؟" دوسری طرف سے نعلیٰ پروفیسر کی آواز

ٹھائی دیے۔

"جی۔ وہ اس وقت موجود نہیں ہیں۔"

"گئے کہاں ہیں؟"

"ایک جگہ۔۔۔ جس کے بارے میں میں آپ کو بتا نہیں سکتا۔"

بولے۔

"اوہ۔۔۔ سمجھا۔۔۔ وہ پاتخت روم میں ہیں۔۔۔ خرچونی وہ آئیں۔۔۔

انہیں کہتا۔۔۔ مجھ سے بات کر لیں، پروفیسریات کر رہا ہوں۔"

"اوکے سر۔"

آواز بند ہو گئی۔۔۔ انہوں نے سیٹ بند کر دیا۔

"صدر صاحب۔۔۔ آپ یہاں فوراً اپنے وقاردار مخالفت ٹالیں۔۔۔

لی وی، ریڈیو۔۔۔ اور اخبارات کے تماں دنوں کو پہلیات جاری کر دیں۔۔۔ وہ

فوراً یہ اعلان شتر کرنا شروع کر دیں۔۔۔ کہ سفید یہاں ہرگز ہرگز استعمال

ن کیا جائے۔۔۔ جب تک کہ دوبارہ اعلان نہ کیا جائے۔"

"اچھی بات ہے۔"

"لیکن یہ اعلان ہمارے تجربہ گاہ میں بخچنے کے بعد شروع ہوئے

چاہیں اور ہم یہاں میں مت سے پسلے نہیں بخچنے سکیں گے۔"

"اوکے۔۔۔ وہ سکراتے۔"

"اب وہ ایوان صدر سے نکل آئے۔۔۔ نکتے کے لیے بھی انہوں

نے خیر راست انتیار کیا تھا۔۔۔ کیونکہ ابھی بہت احتیاط کی ضرورت

"یہ... یہ... یہ ہم ہیں" - قادری بولا۔
 "یہ کیسے ہو سکا ہے... تم لوگ تو جیل میں تھے... اور جیل میں
 اب پسلے والا جیل نہیں ہے۔"
 "جی ہاں ایسا یہ بات تو خیر نہیں ہے" - وہ فوراً بولے۔
 "تب پھر تم کیسے نکل آئے۔"
 "جیزت چے... آپ جیل کی بات پوچھ رہے ہیں۔ اور یہ نہیں
 پوچھ رہے کہ ہم تجوہ گاہ میں کس طرح داخل ہو گئے۔"
 "اوہ ہاں... تو تھا؟"

"بس کیا کریں گے پوچھ کر... آپ پسلے صدر صاحب سے بات
 کر لیں... اگر وہ حمل خانے سے نکل آئے ہوں۔"
 "لکھ... کیا مطلب؟" وہ بڑی طرح اچھلا۔
 "آپ اچھتے بت ہیں۔"

"میں ابھی تم لوگوں کو جرا شہم کی موت مارتا ہوں" - یہ کہ کر وہ
 ایک طرف پڑھا۔ پھر چوک کر ان کی طرف مڑا۔
 "ارے... یہ کیا؟" اس کے انداز میں بلا کی جیزت تھی۔
 "کیوں... کیا ہوا؟"
 "لکھ... کچھ نہیں۔"
 "تو پھر... پھر ٹویں ناہم پر جرا شہم۔"
 "نہ نہیں... ایسا کوئی کی ضرورت نہیں۔"

تھی۔ تجوہ گاہ میں بھی وہ عام راستے سے نہیں جا سکتے تھے۔ اسیں
 دکھ لیا جاتا۔ بلکہ روک لیا جاتا۔ لہذا اندر جانے کے لئے بھی انہوں
 نے خفیہ راستا اختیار کیا۔... جلد ہی وہ تجوہ گاہ میں تھے۔ یہاں بھی تمام
 حفاظت تبدیل کیے جا سکتے تھے۔ عمل بھی یہاں تھا۔ بہر حال ان کے شعاعی
 پتوں نے ان کا راستا صاف کر دیا اور وہ سیدھے تجوہ گاہ کے اصلی
 کرسے میں چاہنے۔
 اندر نعلیٰ پروفسر ڈائنسٹر پر بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ "کہ
 کہ رہا تھا۔"
 "یہ کیا... آخر مسئلہ میں کاشانی اب تک حمل خانے سے لکھ
 کیوں نہیں۔"

دوسری طرف سے شاید صدر صاحب آواز بدلت کر بولنے کی
 کوشش کر رہے تھے۔ انہوں نے سن۔ وہ کہ رہے تھے۔
 "اس میں۔ میں کیا کہ سکتا ہوں جناب۔"
 "اچھا تم دروازے پر دھک دے کر کوئوں۔ پروفیسر ان سے بات
 کرنا چاہتے ہیں۔" اس نے جھلا کر کہا۔
 "تین بھتر۔" دوسری طرف سے صدر صاحب بولے۔
 اور وہ مکرا دیے۔... جو نہیں پروفیسر نے سیٹ بند کیا اور مڑا۔
 بڑی طرح اچھلا۔
 "یہ... یہ... یہ کیا؟"

”حضورت نہیں۔ یا ایسا کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔“

”کیا مطلب؟“

”آپ شاید۔۔۔ یہ دیکھ کر گمراہ گے میں کہ ہم میں سے کسی کے جسم پر سفید لباس تو ہے ہی نہیں۔۔۔ جراائم بے چارے بھلا ہمارا کیا بگاؤ لیں گے۔۔۔“

”نہ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔“ اس کے بعد میں بے پناہ خوف آیا۔

”کیوں۔۔۔ ہو گئی تھی گم۔۔۔“

اچانک اس نے ایک چھٹا لگن لکائی اور دیوار میں لگے چند بیٹوں تک ہجھ گیا۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے روک سکتے۔۔۔ اس نے بیٹے رنگ کے میں پر انکی رکھ دی اور پھر انکی نہ بٹائی۔۔۔

”یہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔ کے بلا رہے ہیں۔۔۔ تحریر گاہ میں اب کوئی حافظہ زندہ نہیں ہے۔۔۔“

”میں اپنے ساتھی کو بلا رہا ہوں۔۔۔“ اس نے سکرا کر کما۔۔۔ وہ اپنے خوف اور حیرت پر قابو پا چکا تھا۔۔۔ اور ہر طرح پر سکون نظر آتا تھا۔۔۔ یہ دیکھ کر ان کی پیشانیوں پر مل پڑ گئے۔۔۔

”محمود۔۔۔ تم صدر صاحب کو فون کر دو۔۔۔ وہ یہاں اپنی غائر فور میجھ دیں۔۔۔ اس شخص کا ارادہ تیک نہیں لگتا۔۔۔“

”ہمہا۔۔۔“ اس نے تھنکتا لکایا۔

محمود فون کرنے لگا۔۔۔ اس نے محمود کی طرف آنکھ انداز کر بھیت

دیکھا۔۔۔ ایسے میں فی وی پر اعلان ہوتے لگا۔

”عوام اور خواص کو اطلاع دی جاتی ہے۔۔۔“

جراثموں سے بچتے کے لیے سفید لباس ہرگز ہرگز نہ پہنیں۔۔۔ اس طرح آپ جراائم سے یا کل محفوظ ہو جائیں گے۔۔۔ دوسری سفید رنگ کی چیز بھی استعمال نہ کریں۔۔۔ جراائم صرف سفید رنگ کا پر آتے ہیں۔۔۔“

یہ اعلان سن کر پروفیسر کی آنکھوں میں حیرت اور بندھ گئی۔ اور اعلان پار پار ہو رہا تھا۔

”مسٹر پروفیسر۔۔۔ یہ سب کیا تھا۔۔۔ جلدی سے وضاحت کریں۔۔۔“

ابھی ہمیں آپ کو آپ کے ساتھی کے بیچھے سفر روانہ کرنا ہے۔۔۔“

”کون سے ساتھی کی بات کر رہے ہیں؟“ اس نے جمل کر لیا۔

”سلیم کاشانی۔۔۔“

”وہ ہمارا ساتھی نہیں تھا۔۔۔ اسے تو ہم نے لالج دے کر اپنے ساتھی ٹا رکھا تھا اور وہ اشارجہ کے لیے کام کرتا تھا۔۔۔ ملک کے راز اشارجہ کو بیچ دیتا تھا۔۔۔ اور میں۔۔۔ وہ ہمارا ساتھی نہیں تھا۔۔۔ کیا تم لوگ اسے ختم کر پکے ہو۔۔۔“

”ہاں یا کل۔۔۔“

”او۔۔۔ او۔۔۔ اسکے منزے۔۔۔ پھر وہ سکریا اور بولتا۔۔۔“

”کوئی بات نہیں۔۔۔ ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پتا۔۔۔“ اس

سے بھی کل آئیں گے۔ ایوان صدر کو بھی چھڑا لیں گے۔"

"ہاں۔ تم نے یہ سب کہا تھا۔۔۔ اور میں نے ہر بات کے دو اپ میں کہا تھا۔۔۔ کہ نہیں ایسا نہیں ہو سکے گا۔۔۔ لہذا میں ہار گئی۔۔۔ تم جیت گئے۔۔۔ اب کیا پروگرام ہے۔۔۔ کیا یہاں سے پڑھیں۔۔۔ پروگرام ہے۔۔۔ اب جاہ ہو گیا۔۔۔ افسوس۔۔۔ ہم نے تو سوچا تھا کہ ان جراحتوں کے بعد یہیں اس پورے ملک پر حکومت کریں گے۔۔۔ اور بہت جلد تم مشور لوگوں پر ہماری حکومت ہو گی۔۔۔"

"ہاں! اب ایسا ممکن نہیں ہے۔۔۔ میں نے پڑھی کہا تھا۔۔۔ یہ ملک اسپریٹ جیش کا ملک ہے۔۔۔ اسپریٹ کامران مرزا کا ملک ہے۔۔۔ اس نے یرا سامنہ ہٹا کر کھلا۔۔۔"

"بہرحال آپ کا اندازہ سو فیصد درست ثابت ہوا۔۔۔ لہذا اب پڑھیں۔۔۔ اس نے کہا۔۔۔"

"نہیں۔۔۔ اب یہ لوگ ہمیں اس طرح نہیں جانے دیں گے۔۔۔ یہ باقاعدہ مقابلہ کریں گے۔۔۔"

"جب کہ اگر یہ ہمیں اسی طرح کل جانے دیں۔۔۔ تو یہ بہت ناکدے میں رہیں گے۔۔۔ عورت بولی۔۔۔"

"یہ لوگ فائدے اور نقصان کی بات نہیں سوچتے۔۔۔ صرف اور صرف اپنے اصولوں پر عمل کرتے ہیں۔۔۔ اس وقت کا ان کا اصول یہ ہے کہ یہ ہم سے جگ کریں گے۔۔۔ اس بات سے بے خوف۔۔۔ ہو گا کہ

ملک میں اور بھی بہت لانچی موجود ہیں۔۔۔ بڑی رقم کی ایک جگہ دکھانے کی دیر ہے۔۔۔ پاؤ کتوں کی طرح دم ہلاتے ہمارے اشاروں پر ناپنے لگیں گے۔۔۔"

"کتوں کا کام ہی یہی ہے۔۔۔ اسپریٹ جیش نے جل کر کھا۔۔۔ میں اس وقت بھاری قدموں کی آواز سنائی دی۔۔۔ اور ایک عورت اندر آتی نظر آئی۔۔۔ اس کے بال اس کے کندھوں پر لرا رہے تھے۔۔۔"

"اوہ بھی۔۔۔ آؤ۔۔۔ آخر تم ہار گئیں۔۔۔" "کیا کہا۔۔۔ میں ہار گئی۔۔۔ ارسے یہ لوگ یہاں کپسے نظر آ رہے ہیں؟۔۔۔"

"ای لے تو میں نے کہا ہے تا۔۔۔ کہ تم ہار گئیں۔۔۔" "لیکن شرط یہ نہیں تھی کہ یہ یہاں نہیں بچنے سکیں گے۔۔۔ شرط یہ تھی کہ یہ جراشیں کاراڑیں نہیں جان سکیں گے۔۔۔" "ارسے۔۔۔ تو کیا۔۔۔"

میں اس وقت اُنی پر پھر اعلان ہونے لگا۔۔۔ اور وہ بوکھلانے ہوئے انداز میں اعلان سننے لگی۔۔۔ جو نبی اعلان ختم ہوا۔۔۔ اس نے جیچ کر کھلا۔۔۔"

"تن نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔" "اور میں نے کہا تھا۔۔۔ کہ یہ لوگ معلوم کر لیں گے۔۔۔ جل

"بھی تم لوگ بھی خور کو۔ آخراں صاحب کے چہرے پر میک اپ کیوں ثابت نہیں کر سکے۔"
"کیا اس بات پر خور کرنے سے یہ بات سمجھ میں آجائے گی کہ یہ کون ہیں؟" "آنکاب بولا۔"
"بان! بانکل سمجھ میں آجائے گی۔"

"بہت خوب! اگر یہ بات ہے، تب تم ضرور خور کریں گے۔"
"گویا ہمیں آج ایک بار پھر دعوت مل گئی۔" فاروق خوش ہوا
لیکہ۔

"بان... دعوت بھی کس چیز کی۔ خور کی دعوت۔" شوکی نے منہ بنا لیا۔

"بھی تم اس دعوت کو معمولی ت سمجھو۔ اسی دعوت تو انصب والوں کو ملتی ہے۔" اسکلر جشید سکرائے

بالی سب لوگوں کے چہرے پر بھی سکراہٹ چھل گئی۔
اوھر غلی پروفیسر اور اس کی ساتھی بھی بے سانت سکراہٹ۔
"اگر آپ کتنے ہیں تو نہیں سمجھیں گے معمولی۔"
"تب پھر کو خور... اور جاؤ۔ یہ کون ہیں؟"
وہ سب سوچ میں ڈوب گئے۔

پھر یکے بعد دیگرے اپنے چلے گئے۔
اب ان سب کی آنکھوں میں حرمت ہی حرمت نظر آئے گی۔

جیتھے ہیں ڈاہارتے ہیں۔" -
"ہمارے بارے میں آپ کی معلومات قاتل تعزیف ہیں۔"
گماں سے حاصل ہوئیں؟" شوکی نے جیران ہو کر کہا۔
"ارے... تو کیا شوکی... تم نے اب تک اپنیں پہچانا تھیں؟"
اسکلر جشید نے پر اسماںہ بنالیا۔
"جی... کیا مطلب... آپ کیا کہتا چاہتے ہیں؟"
"یہ کہ... میں نے تو کم از کم ان کو پہچان لیا ہے۔ اب رہنمہ تم لوگ تھے۔"

"میں بھی پہچان پکا ہوں۔" اسکلر کامران مرزا مسکرائے اووہ۔ تھت... تو کیا... تو کیا۔" فرزانہ ہکلائی۔
"بان جمل پورا نہ کر دیا۔" فاروق جل گیا۔
"میرا مطلب ہے... گلکسی کیا یہ... یہ..." وہ پھر کتنے کر رک گئی۔

"بس کر دیا اس نے تو جمل پورا۔" محمود نے منہ بنا لیا۔
"اور آپ کیا سمجھ کے انکل؟" آصف نے جیران ہو کر کہا
"میں یہ سمجھ پکا ہوں کہ فرزانہ کیا سمجھ گئی ہے۔"
مسکرائے
"ارے تو جانیں نا۔ یہ صاحبہ کیا سمجھ گئی ہیں۔" مکھن۔

لیکن پھر فوراً ہی اس حیرت میں پہنچا خوف بھی شامل ہو گیا۔
وہ ان دونوں کو گھورتے رہ گئے

چیخ

اب د پروفیسر اور اس خورت کو گھور رہے تھے۔ ایسے میں
انکل جشید کی آواز ابھری۔

”تو تم کچھ گئے یہ کون ہیں؟“

”می ہاں۔ مجبوری ہے۔“ فاروق بولا۔

”لیا کمال۔ مجبوری ہے۔“ پروفیسر اور کے لیے میں حیرت تھی۔

”ہاں انکل۔ ہم کچھ جانے پر مجبور ہیں۔“ فاروق نے فوراً

”ماں جاؤ۔۔۔ باوجہ اور اور کی ہائکنے کی عادت پڑ گئی ہے
ہیں۔“ وہ جھلا اٹھے۔۔۔ ساتھ میں ہاتھ بھی نچالا۔

”می ہست بھر۔۔۔ آپ جمال جانے کا حکم دیتے ہیں۔ ہم چلے
اٹے ہیں۔۔۔ فرمائیں۔۔۔ کمال جائیں ہم۔“

”وکھا۔۔۔ جشید۔۔۔ تم نے وکھا؟“ پروفیسر اور تکلما کر بولے۔

”آپ ہی نے اپس سرچ ہالیا ہے۔۔۔ اب آپ خود ہی
اڑیں۔“

"لگتے کیا دیکھ لیں گے۔" پروفیسر دادو بے خالی کے عالم میں

"صد ہو گئی..... ایک اوٹ پانگ بات ختم ہوتی نہیں کہ دوسری
بیماری ہے۔" خان رحمان نے تملا کر کیا۔

"ان حالات میں ہمارا کیا قصور ہے انکل۔"

"ہاں یہ بھی نحیک ہے..... قصور تو سب میرا ہے کہ جمیں سرپر
ملتا۔" وہ فرانے۔

"تائیں انکل۔ آپ کو غصہ آ رہا ہے۔"

"نہیں۔ آج تو خسے کو میں آ رہا ہوں۔" وہ بولے
"تب تپ اچھا کر رہے ہیں۔"

"پلو شارا۔" یہ بے چارے کیا ہمارا راستا روک سکیں گے۔
لئے۔

"میں نے کہا۔ پلے ذرا وضاحت کر دیں۔" انپکٹر جشید
ایک۔

"اچھا نہ۔ فرمائی۔ آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔" اس نے
یہ نہ اڑیں کہا۔

"جیک پانڈے کا کیا چکر تھا؟"

"خوبی چکر تھا۔ جان بوجہ کر اسے گرفتار کرایا گیا تھا۔" ہمارے
کی بیالی کے سلسلے میں ہماری آمد کا جواز پیدا ہو چاہئے۔ سلیم،

"اودہ ہاں! یہ بھی نحیک ہے۔" یہ کہ کر انہوں نے سر کو ہاتھ
لکھا۔

"اوٹ شارا ہم چلیں۔" یہ تو اپنی باتوں میں لگ گئے۔ ہم اپنا
وقت کیوں شائع کریں۔ اب جب کہ انہوں نے ہمیں پوچھاں لیا
ہے۔ اور جو اشم والہ منسوب بھی ہمارا فیصل ہو گیا ہے۔ سلیم کا شلن
ان کے قبیلے میں آ کر مرچکا ہے۔ لہذا اب ہم یہاں رہ کر کیا کریں
گے۔"

"ایسے نہیں سڑک گران۔ پلے ہمارے چند سوالات کے جوابات
دے دیں۔ پھر آپ پلے جائے گا۔" انپکٹر جشید نے مسکرا کر کہا۔

"اوٹ۔ یہ آپ نے کیا فرمایا۔ پھر پلے جائے گا۔"

"ہاں اور کیا۔ پھر یہ پلے جائیں شوق سے۔"

"اور آپ انہیں جانے دیں گے۔"

"میں نے یہ نہیں کہا۔ ہم کیوں جانے دیں گے انہیں۔ جب
کہ پروفیسر صاحب کے ہاتھ میں شعاعی پتوں کی بھی ہے۔"

"انپکٹر جشید۔ آپ ہمارے یارے میں کچھ زیادہ ہی خوش ہی
کافکار ہو گئے۔ آپ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ ہم یہاں سے فرار نہیں
ہو سکتے۔ ہم فرار ہو سکتے ہیں۔ اور ہو کر دکھائیں گے۔"

"چلے نحیک ہے۔ جب آپ دکھائیں گے۔ ہم دیکھ لیں
گے۔" آنکاب نے مسمی صورت بیانی۔

بھوئی آپ دونوں... ہمیں بھوئی دشمنوں سے اتنا خطرہ نہیں... بتتا
اندرونی دشمنوں سے ہے۔"

"غدار کس ملک میں نہیں پائے جاتے... کس دور میں نہیں
پائے گئے... یہ تو چنانہ رہتا ہے۔" مگر ان سکریا۔

"لیکن شایدیں... آپ لوگوں نے بھی تم کھالی ہے کہ ہمارے
خلاف کوئی نہ کوئی پروگرام... کوئی نہ کوئی منصوبہ ہاتھے ہی رہیں گے...
اور ہمیں اور ہمارے ملک کو سمجھ کا سامنہ نہیں لینے دیں گے۔"

"اس کی وجہ ہے؟" مگر ان سکریا۔

"اور وہ وجہ کیا ہے۔ میراثی فرمکر یہ بھی بتا دیں... ورنہ ہم
ابھن میں رہیں گے۔"

"بانی ضرور... کیوں نہیں تباہیں گا... یہ کوئی انکی پوشیدہ بات
نہیں ہے.... پاک لینڈ کو اسلام کا قلعہ کاما جاتا ہے.... ہم اسلام کے
لئے کوگراہنا چاہتے ہیں۔ ہم اس نام کو برداشت نہیں کر سکتے۔"

"اگر بات ہے تو پھر آپ کی سوچ تلاط ہے۔" اسکری جشید
سکرائے۔

"ایسا طلب۔ میری کون ہی سوچ تلاط ہے۔"

"یہ کہ آپ لوگ اسلام کے قلعے کو ڈھانے میں کامیاب ہو
پائیں گے.... اور پھر یہ قلعہ تو اتنا پخت ہے بھی نہیں... ابھی حال ہی
میں ہمارے پڑوی ملک خانستان میں صحیح ترین اسلامی حکومت قائم
کر لیا تھا۔"

کاشانی شروع سے اس پچھلے میں ہمارے ساتھ شامل رہا ہے۔"

"اور میک پانڈے... وہ کون تھا۔"

"میک پانڈے تم لوگوں کے سامنے ہے۔" مگر ان نے سکر اکر
کما اور شارکی طرف اشارہ کیا۔

"ناہب صدر سے ملاقات کا پروگرام طے کرنے کی کیا ضرورت
تھی۔ یہ واقعہ تو اس کمانی میں کہیں بھی فٹ نہیں بیٹھتا۔" انہوں نے
جیران ہو کر کہا۔

"ہاں! دراصل پسلے ہمارا پروگرام مشرق حصے کی طرف ہاتھا۔
جراثیم اس طرف چھوڑنا چاہتے تھے۔ اس طرح ہم سب سے پہلے

ناہب صدر کو خوف کا شکار کرتے۔ مگر ناہب صدر نے افسوس کامران
مرزا کو بحال لیا اور ہم نے پروگرام تبدیل کر دیا۔

"لیکن کیوں... اور ہمیں تو ہم پروگرام میں شروع سے شامل
گئے تھے... بلکہ میک پانڈے کے روپ میں آکر تم نے خود ہمیں شامل
کر لیا تھا۔"

"بات یہ نہیں کہ آپ لوگ شریک ہو گئے تھے۔ شریک نہ
آپ لوگوں کو کرنا تھا۔ لیکن اپنے منصوبے کے مطابق۔ جب کہ
دہاں یہ مرضی کے خلاف پیچ گئے تھے۔ لیکن برعکس اس سے بھی کوئی
فرق نہیں ہے... ہم نے فوراً ہی حالات کو اپنے کنٹرول میں کر لیا۔"

"مطلوب یہ کہ اس پار ہمارا اندروری مجرم سیم کاشانی قاتا۔ اور

ہوئی۔ وہ لوگ دھڑا دھڑا جماد بھی کر رہے ہیں۔ غرت، بھوک، نگ، دستی اور ساز و سلان کی کی کے باوجود لارہے ہیں۔ آج قبیر مسلم دنیا ان کے ہام سے کاتھے گئی ہے۔ تم اسلام کے اس قلقے کے بارے میں کیا کرو گے۔ بھی سچا ہے تم نے۔"

"ہاں بیکل اور انشا رج کے صدر اور دوسرے بڑے بست پر شان ہیں۔ ٹکرمند ہیں۔ اور وہ ہماری اس بارے میں خدمات حاصل کرنے والے ہیں۔ ہم وہاں سازشوں کے ایسے بچ بوئیں گے کہ ان کا سارا اسلامی نظام درست ہر یہم ہو جائے گا۔ لوگوں کو تختز کر دیں گے ہم ہن سے۔"

"لیکن کون سے لوگوں کی۔ وہ لوگ تو اپنے عمر انہوں کے دیوانے ہوئے جا رہے ہیں۔ ان پر اپنا تن، من، دھن۔ سب کہ قربان کرنے کو تیار ہیں۔"

"وہ سلاہ لوگ ہیں۔ اپنیں پکڑ دناؤڑا بھی مشکل کام نہیں ہو گے۔ مرزا تکلیفی ہیسے لوگ کھڑے کر دیئے جائیں گے۔"

"لیکن ہر سازش کا جواب آپ لوگوں کو وہاں تیار ہے گا۔ اور ضرورت چیز آنے پر ہم ان کے شان بثاث لڑیں گے۔ آپ لوگوں کی سازشوں کو کچھ کے لیے آپ بھیں وہاں بھی پائیں گے۔"

"ویکھا جائے گا۔ اس نے گردن کو جنمکا دوا۔"

"خیر۔ اب قد ختم۔ تم لوگوں کے لیے نیک مشورہ یہ ہے۔"

کہ قود کو قانون کے حوالے کر دے۔ درست پھر میں پروفیسر صاحب کو شارہ کرتا ہوں۔ یہ بھی تم دونوں کی طرف دو شعائیں فائز کریں گے۔ لور تم بل بھیں جاؤ گے۔"

"ضرور اشارہ کریں" بگران نے کما پھر شارا کے پانوں میں پانوں والی کربو لائ۔

"آؤ شارا چلیں۔"

"پروفیسر صاحب۔ یہ ہمارے بدترین دشمن ہیں۔"

"کوئی بات نہیں۔" یہ کہ کرانوں نے شعائی پتوں کا نریگر دبا۔ شعاع سید میں بگران کی طرف گئی۔ اس نے اس سے بچنے کی اراضی بھی نہیں کی۔

اور پھر ان کی نئی نگم ہو گئی۔ شعاع نے بگران کا ہاں بھی بیکا کیا تھا۔

"ایک شعاع اور ہر بھی پروفیسر۔ بگران ہے۔"

پروفیسر نے جھلا کر شارا پر فائز کر دیا۔ وہ بھی جوں کی توں کھڑی پر پھر دونوں دروازتے کی طرف بڑھے۔

"میں نے کما تھانا اپنکا جیشی۔ تم ہمارا راستا نہیں روک سکو۔ تھارا شعائی پتوں تو دھرا کا دھرا رہ گیا۔ اب پھر یہک مشورہ کا ہے۔ بھیں چپ چاپ پڑے جائے دو۔ اسی میں تم سب کی بھائیتی ہے۔ لا الہ بھر ای تم لوگوں کو ملکی پڑے گی۔ اور جیتنی جتنا ہی بازی تم

باد جاؤ گے..... اس وقت پانس تم لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ آخر کار تم نے ہمارا جراحتوں والا منسوبہ ناکام بنا دیا۔ میں نے شارا سے کما تھا..... تم لوگ آخر کار یہ جان لو گے کہ جراحتم کس طرح اڑاہداز ہوتے ہیں..... جب کہ شارا کا خیال تھا کہ نہیں جان سکو گے۔ بہر حال شرط میں بیت گیا۔ ہم اس منسوبے کو نہیں، ابھی اور اسی وقت ختم کر کے اپنے ملک جا رہے ہیں.... اب ہم چینیاں منائیں گے۔ اس نکلت کا تم بھائیں گے۔ اور جلد کوئی ہذا منسوبہ لے کر ہیں گے۔ انہیں میں کہتا ہوں.... "ہمیں جانے دیں"۔ یہاں تک کہ تقریباً وہ خاموش ہو گیا اور جواب طلب نظر سے اس نے ان کی طرف دیکھا۔

"اگر تم یہ کہتے کہ اب ہم کبھی اس ملک میں نہیں آئیں گے۔ کوئی منسوبہ بنا کر نہیں لائیں گے۔ جانے تو ہم تم لوگوں کو اس صورت میں بھی نہ دیتے۔ کیونکہ بہر حال تم ہمارے ملک کے دشمن ہو۔ اور ہمارے اس منسوبے سے بہت مل چل پہنچا ہے۔ لیکن اب جب کہ تم یہ کہ رہے ہو کہ پھر آؤ گے۔ منسوبہ بنا کر لاو گے۔ اس صورت میں تو تم سے کسی حرم کی کوئی رعایت کرنے کے بارے ہم سچ بھی نہیں سکتے۔ لذما مقابلہ کریں گے۔ جیک تو لڑا ہو گی۔ ایک بات اور کہ دون..... اب تم لوگوں کے بارے دون آگئے ہیں۔ اسلام کی نئی زندگی کا دور شروع ہو گیا ہے۔ قیامت کی علامات شہادت

"اگلی ہیں..... ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نشانیاں بیان فرمائی تھیں وہ خوب ظاہر ہو رہی ہیں۔"

"آئیا مطلب.... کون ہی نشانیاں؟" شارا نے جرجن ہو کر کہا۔

"ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ آخر نبی۔ نبی رحمت نے قیامت کی نشانیاں کھوں کھول کر بیان فرمادی تھیں۔ انہی سے ایک نشانی یہ تھی۔ گھر گھر سے گاؤں کی آوازیں سنائی دیں۔ دیکھ لو۔ سنائی دیتی ہیں یا نہیں۔"

"ہاں سنائی دیتی ہیں۔" بگران نے جرجن ہو کر کہا۔

"جب کہ اس نہائے میں اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکا۔ لیکن ایسے آلات ایجاد ہو جائیں گے۔ کہ آوازیں ہر گھر سے سنائی دیتیں گی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی نئی زندگی اور ہمارے کے بارے میں چیز گوئی فرمائی تھی۔ کہ ایک جماعت کی بوجوڑی دنیا میں اسلام کا بول بالا کرے گی۔ پھر قتوں کا دور آئیا ہو گا۔ دجال پیدا ہو گا۔ اس لے جواب میں اللہ تعالیٰ حضرت انبیاء علیہ اسلام کو آسمان سے نازل فرمائیں گے۔ حضرت میتی ملے ہلام دیوال کو قتل کریں گے۔ پھر یہ جون ماہیج کا فتنہ اٹھے گا اور یہ دنیا کو لپیٹ میں لے لے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی ختم فرمائیں گے۔ اور اس کے بعد بوجوڑی دنیا میں اسلام ہو گا۔ صرف ایک امام۔ ایک شہل میں اسلام۔"

"کیا واپسی... یہ باتیں تحریری ٹھکل میں سیکلروں سال پتے کی
لکھی ہوئی دکھائیتے ہیں آپ؟" بگران نے حیران ہو کر کہا۔
"بان، ایکیوں نہیں۔"
"میں ضرور ان کتب کا مطالعہ کروں گا۔ میری طرف بھیج دیجئے
گا۔ آپ اجازت؟"

"یہ کتب آپ کو جیل میں میا کریں گے۔ آپ اپنے
باقھ آگے کریں۔ آکہ ہم ہنگزوں لگا دیں اور آپ کو جیل بھجو
دیں۔ وہیں ہم آپ کو یہ کتابیں پہنچاویں گے۔"
"ارے نہیں... ایسی کوئی ضرورت نہیں... ہم اپنے ملک میں
ساحل سندھ پر اپنے خاص سکرے میں بینڈ کر ان کتب کا مطالعہ کریں
گے اور لیکن جان لیں اسکے جیشید۔ اگر ہمیں ان کتب پر لیکن آکا
اور میں نے جان لیا کہ واپسی نشاختاں اسی طرح نہوارہ ہو رہی ہیں۔
بس طرح تمہارے نبی نے فرمائی تھیں... تو ہم مسلمان ہو جائیں
گے۔"

"ہم آپ کو مسلمان ہونے کا موقع ضرور دیں گے۔ لیکن اپنے
ملک کی جیل میں نہ کہ آپ کے ملک میں۔"
"اچھی بات ہے... تب تو پھر اب بجک کے بینڈ چاہو نہیں۔
آپ نے ہمیں مجبور کر دیا لڑنے پر... جب کہ ہمارا کوئی پورا گرام نہیں
تھا۔"

"آپ دراصل گرفتاری سے خوف زدہ ہیں۔"

"نہیں... بالکل نہیں... میں نے اور شارا نے تم لوگوں سے
آن تک خوف محسوس نہیں کیا۔ یہی قہاری خوبی ہے۔ اسی لئے تو
بیگان اور انشادجہ کے سدر اور دوسرے لوگوں کو ہم پسند ہیں۔ کہم
خوف زدہ نہیں ہوتے۔"

"ارے تو پھر لا کیوں نہیں لیتے۔ بڑھ بڑھ کر باتیں بٹانے کی
کوئی ضرورت ہے۔" خان رحمان نے جھلا کر کہا۔

ان کے ان الفاظ کے ساتھ ہی بگران نے ان پر چھلا گک کلئی۔
خان رحمان بالکل یتار نہیں تھے۔ ہوشیار نہیں تھے۔ لذا اس کی
لپٹ میں آکر، ہرام سے گزے اور ساکت ہو گئے۔

"اسکے لئے بھیشید... تماری فوج کا ایک ماہر سپاہی تو گیا کام سے۔"
اسکے لئے بھیشید نے ایک نظر ان پر ڈالی۔ وہ لے لے سانس لے
دیتے تھے اور چرے پر تکلیف کے آثار تھے۔ اپنی اپنا دل دھوٹتا ہوا
گھوٹ ہوا۔ تاہم وہ پر سکون آواز میں بولے۔

"زندگی اور موت کی جگہ میں یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ دیے تم
نے دھمکے سے دار کیا ہے۔ میں اس کی جسمیں سزا ضرور دوں گا۔"

"اپنے ایک بادوں سے محروم ہو گئے۔ اب کیا سزا دیں گے
تپ۔" شارا نے طنزیہ انداز میں کہا۔

= کہتے تھے اس نے ان پر چھلا گک کیا دی۔

انکھوں جیشیہ پوری طرح ہوشیار اور تیار تھے۔ لہذا انہوں نے
دونوں ہاتھوں پر اسے روکا..... اور بگران کی طرف اچھال دیا۔
بگران کو اس کی ایک فیched بھی امید نہیں تھی۔
لہذا بگران اور شاراگندھی ہو کر گئے۔
ساتھ ہی ایک جیخ کی آواز گوئی۔

○○

بے ہوشی

جیخ کی آواز نے انسین بولکلا دیا۔ جیخ ہجوانی دروازے کی طرف
سے آئی تھی..... وہ سب کے سب اس طرف دوڑ پڑے۔ بگران اور
لہذا کی طرف سے انسین پریشان نہیں رہی تھی۔ وہ برقی طرح گرسے
گرسے اور انسین اٹھنے میں اور سنجھنے میں پچھو وقت ضرور لگتا۔ لہذا
دہ دروازے کا چاہزہ لے سکتے تھے۔

جو نہیں وہ دروازے پر پہنچے۔ پھر ایک جیخ سنائی دی۔ وہ باہر کی
لہذا بامگے۔ جیخ ہولناک تھی۔ لیکن جب وہ ہجوانی حصے میں پہنچے تو
اُن کوئی نہیں تھا۔ اب وہ واپس پہنچے۔ اور دھکٹ سے رہ گئے۔
لہذا اور شارا غائب تھے۔

"افوس! یہ دونوں چیزیں دھوکہ قسمیں۔ بگران نے اپنے من
سے نکالیں۔"

"لیکن وہ فراز کس طرح ہو سکیں گے۔ ہم ابھی فون کر دیتے
ہیں۔" بھروسے کہا۔

"ہا! ایک منٹ۔" انہوں نے فوراً ایک پورٹ سے رابطہ لیا۔

پوری صورت حال اپنی سمجھائی۔ پھر بھری راستوں کے ذمے دار لوگوں سے بات کی۔ اور آخر کار وہ سب ایزیورٹ پر بیٹھ گئے۔ ایک جزاں جانے کے لئے بالکل تیار تھا۔ لیکن ان کی ہدایات کی وجہ سے اس کو روک لیا گیا تھا۔ اسکے بعد جمیں نے گھری کی طرف دیکھا۔ ناسٹے سے نظر آئتے ہیں، کوئی اپنی پہچان نہیں سکتا۔

کا حساب لگایا اور بولے۔

"میرے فون کرنے کے دس میں بعد ایک مرد اور ایک خاتون بڑے۔

جہاز پر سوار ہوئے ہیں۔"

"نہیں جانتے۔ دو عورتیں ضرور سوار ہوئی تھیں۔" اسپرے

"وو خطرناک جنم فرار ہوتا چاہتے ہیں۔ خیال ہے کہ وہ اس

جہاز میں آگئے ہیں۔ اور وہ ہیں بھی میک اپ میں۔"

"بین۔۔۔ وہ آخری مسافر تھیں ہو جہاز پر سوار ہوئیں۔۔۔ جن "تو کیا آپ کے خیال میں وہ ہم ہیں۔"

"اس بات کا امکان ہے۔"

"اوہ اس کے بعد۔"

"آپ کو ضرور تھا جسی ہوئی ہے۔ ہم تو پاک لینڈ کی سیر کے

لے آئے تھے۔ سیاح ہیں۔"

"آئیے۔۔۔ اس نے کمل۔

"پھر بھی آپ اپنے کائنات دکھادیے۔"

اور پھر وہ جہاز پر چڑھ گئے۔

"اوکے۔۔۔ ایک نے کندھا اچکا دیا۔"

"یہ ہیں۔۔۔ وہ نواحیں۔"

انہوں نے اپنی دیکھائی۔ وہ دونوں اویزی عمر کی عورتیں تھیں۔

بیرون جا زہر لینے کے بعد انہوں نے فتحی میں سرہلا دیا۔۔۔ لیکن اسی وقت

اور ابھی دو ماہ اور پاک لینڈ میں وجہ کے تھے۔

فرزان نے سرو شی کی۔

"آپ بھول رہے ہیں لیا جائیں۔"

"لکھ۔۔۔ کیا بھول رہا ہوں۔۔۔ وہ بوکھلا اٹھے۔"

"یہ کہ۔۔۔ بگران اور شادرا کسی جنم کے میک پ میں آسمانی

اس کو روک لیا گیا تھا۔۔۔ اسکے بعد جمیں نے گھری کی طرف دیکھا۔۔۔ ناسٹے سے نظر آئتے ہیں، کوئی اپنی پہچان نہیں سکتا۔"

"اوہ ہاں ایسے تو میں بھول یہ گیا۔۔۔ وہ بولے۔ پھر ان کی طرف

"آپ بہت جلد واپس جا رہے ہیں۔" "بیس۔۔۔ دل بھر کیا۔۔۔ کوئی خاص جگہ نہیں ہے۔"۔۔۔ ایک نے برا سلوک
سامنہ پٹایا۔

"آپ ایک دن کے لیے اور رک جائیں۔۔۔ ہم کل آپ کو جہاز
میں سوار کر دیں گے۔" "کیا مطلب۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی؟" دوسری بولی۔

"یہ بات اس طرح ہوئی کہ اس وقت آپ کی وجہ سے جہاز کے
تمام مسافروں کو لیٹ کر تاپڑا ہے۔۔۔ اگر آپ ہماری بات مان لیں تو
جہاز اسی وقت روان ہو جائے گا۔۔۔ صرف آپ رہ جائیں گی۔۔۔ آخر
آپ آئی تو سیر کے لیے ہیں۔۔۔ اور واپس بہت جلد اس لیے جاری ہیں
کہ آپ کا اس ملک میں دل نہیں لگا۔۔۔ آپ کو یہ ملک پسند نہیں
آیا۔۔۔ لذ اُن حالات میں تو آپ ایک دن غیر عکتی ہیں۔"۔۔۔

"نہیں۔۔۔ اب ہم نہیں رک سکتیں۔"

"تب پھر مجھے انفوس ہے۔۔۔ میں آپ کی مرمنی کے خلاف آپ
کو روکنے پر مجبور ہوں۔"

"کیا مطلب۔۔۔ یہ آپ نے کیا کہا۔"

"آپ اس جہاز سے نہیں جا سکتیں۔" "یہں۔۔۔ کیا اس ملک میں کوئی قانون نہیں۔۔۔ کسی غیر ملکی کی
عزت نہیں۔"

"ایک کوئی بات نہیں۔۔۔ کیا آپ نے یہاں ایک ماہ تھیں
گزارا۔۔۔ کیا آپ کی کسی نے یہاں بے عوقی کی۔۔۔ کسی نے برا سلوک
پڑا۔"۔۔۔

"اب تو ہو رہی ہے نا۔"

"ہماری مجبوری ہے۔"

"آخر کیا مجبوری ہے؟"

"آپ کو جہاز سے اترانے کے بعد تادیا جائے گا۔۔۔ سب کے
مانے نہیں۔"

"اور آپ بھم انکار کر دیں۔"

"تب آپ کو نہ دستی اترانے جائے گا۔"

"اور اگر بھم زبردستی اترنے سے بھی انکار کر دیں تو؟"

"یا۔۔۔ طلب؟" اپنے جشید چڑکے

"ہاں! ہم زبردستی اترنے سے بھی انکار کر سکتے ہیں۔۔۔ اس

محدث میں آپ بیا کریں گے؟"

"یہ تو آپ نے بہت عجیب بات کہ دی۔۔۔ اب تو ہمیں آپ

۔۔۔ میں سونپنا پڑے گا۔"

"تو پھر۔۔۔ جو سونپتا ہے۔۔۔ جلد سوچ لیں۔۔۔ آپ دوسرے

مسافروں کا وقت صائع کر رہے ہیں۔"

"اوکے۔۔۔ ہم نے سوچ لیا ہے۔"

"تمام سافر جہاز سے اتر جائیں۔۔۔ آپ کو فوری طور پر دوسرے
ہنر پر سوار کی جا رہا ہے اور اس جہاز کو فوراً اڑا دیا جا رہا ہے۔۔۔ زیادہ
تکمیل ہو گی۔۔۔ میں معدود تھا تھا ہوں۔۔۔ لیکن آپ لوگ جلد سے
ہد جہاز خالی کر دیں۔۔۔ دراصل ہم لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ان دونوں
لٹاٹاں میں ہم ہے۔۔۔"

"ایا۔۔۔ بم!!!" تمام سافر ایک دم پلاٹھے۔۔۔ اور پھر تو معدود
اٹا۔۔۔

"یہ ناطہ ہے۔۔۔ جھوٹ ہے۔۔۔ بم جہاز میں رکھنے والے خون
انہیں بیٹھا کر تے۔۔۔"

لیکن اب الخاکی کون سنا تھا۔۔۔

"آپ سافروں کو فوری طور پر دوسرے جہاز میں بٹھائیں۔۔۔"
پھر بھیشنے میں سے کہا۔۔۔

"بہت بہتر جتاب۔۔۔ آپ فکر د کریں۔۔۔ جہاز کا کیشن بولا۔۔۔ وہ
کارڈیں کردا ہے تمام گنگوہ من رہا تھا۔۔۔"

"یہ خاد ہے۔۔۔ جھوٹ ہے۔۔۔ آپ لوگوں سے ناطہ بیانی کی گئی
ہے۔۔۔ ہم نے تو سا تھا۔۔۔ یہ لوگ۔۔۔ وہ کہتے کہتے رک گئے۔۔۔"

"بان۔۔۔ بان۔۔۔ بنا دیں۔۔۔ آپ نے کیا سنا تھا۔۔۔" اسپکٹر بھیشن
غیر تکلی سافر بھی تھے۔۔۔

اس نے بیان کی طرف دیکھا۔۔۔ اور ہونت بکھر لی۔۔۔

"سافر اس جہاز کی عجائے دوسرے جہاز میں جائیں گے۔۔۔ آپ
اور ہم یہیں بینہ کر باتیں کر لیں گے۔۔۔ اسکے جمیں مکارے
یہ کیا بات ہوتی؟"

"آپ ہم اور کیا کریں۔۔۔ آپ تا دیں۔۔۔"

"ہمیں اسی جہاز میں جانے دیں۔۔۔ ہمارے خلاف آپ کے پاس
نہ کوئی الزام ہے۔۔۔ نہ کوئی ثبوت۔۔۔ آخر ہم نے کیا جرم کیا ہے؟"

"میں تو نیچے لے جا کر آپ کو جھٹا ہے۔۔۔"

"ہمیں تا دیں۔۔۔ سو سری نے کہا۔۔۔"

"انہوں نہیں! ہم یہاں نہیں بات کئے۔۔۔"

اب تمام سافر پر بیان ہے۔۔۔ سب کے سب اپسیں گھر
ارہے تھے۔۔۔ اور سافر خواتین کو بالکل بے قصور تصور کر رہے تھے۔۔۔
ان کی الجھن یہ تھی کہ سافروں کے سامنے یہ بات ظاہر نہیں کر سکتے
تھے کہ وہ دونوں گجران اور شارا ہیں۔۔۔ اس طرح سارا جہاز پر بیان ہے
جاتا اور دونوں جہاز میں گزید کر سکتے تھے۔۔۔ اس طرح سب کو مہیبت
من ڈال سکتے تھے۔۔۔ اس بات کا اپنی تھیں ہو چلا تھا کہ وہ گجران اور
شارا ہیں۔۔۔ بس اب مسئلہ تھا دوسرے سافروں کا۔۔۔ ان میں آخر
غیر تکلی سافر بھی تھے۔۔۔

"جو جانا ہے۔۔۔ سب کی موجودگی میں تا دیں۔۔۔ علیحدگی میں ہم الگ۔۔۔"

بھی سخن والی نہیں ہیں۔۔۔

یوں تھے۔ اپنے جشید نے سکراتے ہوئے کہا۔

بے۔ انہوں نے فوری طور پر دونوں کو گلائیں سے متعبوٹی سے پکڑے۔ بگران کو اپنے جشید نے اور شارا کو اپنے کامران مزانتے۔

”آپ جہاز کے سافرول میں اور محلی نہ چائیں۔ دوسرے

دہانیں بھی اب جب سافر آپ دونوں کو دیکھیں گے تو شور چاٹے

”آخر آپ نے بھوت کا سارا لے لیا۔ اب بگران نے اصل ہے جہاز سے اتر جائیں گے۔

”تو اتر جائیں۔ ہم جائیں گے تو دوسرے سافر جائیں گے۔

”میں میں نے صرف اتنا کہا ہے کہ ہمارا خیال ہے۔ ہم بھی نہیں جائیں گے۔

مخلوق تو آپ دونوں تھے ہی۔ لذذا سافروں کو آپ کی طرف سے

”صد ہو گئی۔ یعنی کہ خیر۔ اب جب تک تم اپنے باندھ

بہت نقصان پہنچ سکتا تھا۔ اس لیے اگر ان سے صرف اتنا کہ دیا گیا۔ میں چھڑاؤ گے۔ یہاں سے یخے میں اتر سکو گے۔

”اور بازو چھڑانا ہمارے لئے کامیاب ہے۔

”کوشش کر کے دیکھ لیں۔ اپنے جشید نے کہا اور پھر

کھل کر پاتھر کر لیں گے۔

”لیکن ہم کیوں یہاں رک گر باتیں کریں گے۔ ہم بھی یہاں سافروں سے درخواست ہے کہ جلد از جلد دوسرے جہاز میں

اتریں گے اور اس دوسرے جہاز میں سوار ہوں گے۔ بگران نے بھاگ ہو جائیں۔ کیونکہ یہ دونوں اس دوسرے جہاز میں بھی سوار

کر سکتے ہیں۔ اسی لیے پر قتل رہے ہیں۔ ہم نے اپنی بھڑکیا ہے۔ اور اپنی

”اور ہم آپ کو رکنے پر مجبور کر دیں گے۔

”جس طرح آپ ہمیں الہام نہیں کھاتے اسی طرح آپ ہمیں اساتھ ہے کہ آپ بلدی کریں۔ آپ اپنا سلانک اسی جہاز میں

بیٹھا رہتے ہیں۔ بھی مجبور کر سکتے ہیں۔

”یہ کہ کہ بگران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ شارا نے بھی اس کا سوال

سافر اور بعدی لکھتی کی کوشش کرنے لگے۔ بگران اور شارا

نے اپنے پاتوں چڑانے کے لیے پلا جھنکا مار۔
انپر جمیع اور اسپر کامران مرزا نے پوری قوت مرد کر
ڈال۔ پھر بھی انہیں یوں محسوس ہوا کہ ان کے ہاتھ اب چھوٹے کے
اب چھوٹے۔

”یہ تو صرف پلا جھنکا تھا۔“ بھی تو دوسرا جھنکا باقی ہے۔ اور
پھر تیرا بیلقی ہے۔ جب تیرا جھنکا گلے گا۔ آپ لوگوں کو نالی یاد آ
جائے گی۔ اور باقیوں سے ہاتھ خلک جائیں گے۔ کیا بھی؟“
”ہمیں صرف ساقتوں کی وجہ سے ایسا کرنا پڑ رہا ہے۔ ایک
بار تمام سافر و درسے جملہ میں سوار ہو جائیں۔۔۔ پھر دیکھنا۔ ہم کیا
سلوک کرتے ہیں تم سے۔“

”شیخ سلطان کیوں گے۔“ شارا بنی۔

لور بھی وقت انہوں نے دوسرا جھنکا مارا۔۔۔ یہ پسلے کی نسبت
نواہ شدید تھا۔۔۔ دنوں فی جات پر تن گئے۔ ہاتھ قابوں میں رکھنا اُنہیں
انہائی خلکل محسوس ہوا۔۔۔ تاہم کسی نہ کسی طرح وہ اس میں کامیاب
ہو گئے۔

”جنیت ہئی بھی۔۔۔ بہت حیرت۔“ ۔۔۔ بگران بولا۔

”کیا مطلب؟“ وہ پولے۔
”وسرے جھنکے کو آج تک کوئی برداشت نہیں کر سکا۔۔۔
تیرے کی تو ابھی سمجھ نویت ہی نہیں آئی تھی۔۔۔ یعنی آن تک ایسا

لئی ہوا کہ تم نے دوسرا جھنکا مارا ہو اور تم اپنے مقابل سے اپنا بازو
بڑاٹ سکے ہوں۔“۔۔۔

”ہوں۔۔۔ خیز۔۔۔ ابھی تو آپ لوگوں کا تیرا جھنکا باقی ہے۔“۔۔۔

”تو ہم بھی کیوں نہ آپ دونوں کی مدد کریں۔“۔۔۔ محمود نے کہا۔

”بانِ نیک ہے۔۔۔ پھر جاؤ ان دونوں سے۔“۔۔۔

”لوگ فائدہ نہیں ہو گا۔۔۔ یہ تو پلا جھنکا بھی برداشت نہیں ر
کے تھے۔۔۔ اور اب تو باری ہے تیرے کی۔“۔۔۔

”یہاں۔۔۔ ہمیں اپنی کوشش تو کرنی چاہیے۔“۔۔۔

”ضرور کرو۔۔۔ روک کون رہا ہے۔“۔۔۔

”تب پھر آپ ہمیں پکلنے کی سختی دیں۔“۔۔۔

”اپنچا چلو۔۔۔ دی سختی۔۔۔ تم لوگ بھی کیا یاد کرو گے۔“ ۔۔۔ بگران

۔۔۔ میں کہا۔۔۔ ساتھ ہی اس کے ہونٹ میں پھر کن سی ہوئی۔۔۔

پھر بیشہ۔۔۔ اس پہنچی کو حیرت بھی نظریوں سے دیکھا۔

اور ان کے ساتھی جلدی جلدی اس کے جسم کو کسی نہ کسی جگہ

سے بہتر لگانے۔۔۔ اب ہوا یہ کہ جس کے ہاتھ اس کے جسم پر کسی

کو تم سے۔۔۔ وہ تھیں۔۔۔ ملکمن ہو گیا۔۔۔ لیکن جس کے ہاتھ کوئی حصہ نہ

ہے۔۔۔ وہ تیرا کر انہیں جگ جگ سے نٹنے لگا۔۔۔ ایسے میں فرحت کی

المیاں شارا کی بغل سے چا لگیں۔۔۔

”اے۔۔۔ اے۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ کیا کر دیتی ہو۔“۔۔۔ وہ بے تحاشا

بہتیں گلی۔

340

فرحت چوکِ اُنھیں..... اس نے پوری طرح گدگدی کر دالی۔
اب تو شارا بے حال ہو گلی..... یہ دلکش کر رفتے نے اس کی دوسروی
بغسل میں بھی گدگدی تسویہ کر دی۔

”اوے اوے..... میں سری..... یہ..... یہ تم کیا کر رہی ہو؟“

”میرا خیال ہے..... اب شارا تو تم از کم تیرجا بھاگانے کے
قابل رہی نہیں۔ آپ دونوں مل کر گمراہ کو قابو میں کر لیں۔“ فرحت
نے خوش ہو کر کہا۔

”بہت خوب.... فرحت۔“

اب وہ اس کے پرے بن پر گدگدی کرنے لگے۔ شارا مت
کر شیخ گر کرنے لگی۔ اور انپکڑ کامران مرزا نے بھی شارا کو پہلو
کر گمراہ کو پکڑ لیا۔

”لو مسٹر گمراہ..... اب مارو تیرجا بھاگا۔“

گمراہ کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا۔ اس
نے ایک نظر شارا پر ڈالی۔ پھر سرد گواز میں بولا۔
”شارا..... میں نے کما تھا نا۔ بغلوں پر کوئی چڑھا نو۔ یہ لوگ
پورے وہ ہیں۔“

”آپ نے نجیک کما تھا پر دیکھو۔ مجھے افسوس ہے۔“ اس نے
بہت مشکل سے یہ الفاظ نکلے اور پھر بہتیں گلی۔ وہ سب لوگ رہا۔

341

گدگدی کر رہے تھے۔

”خیر کوئی بات نہیں..... میں آ رہا ہوں..... ان لوگوں کو کائی کی

طرح چھات کر رکھ دوں گا۔“

”شش..... ٹھکری پر دیکھو۔“

میں اس لمحے گمراہ نے تیرجا بھاگا مارا۔ انپکڑ چھیڈے، انپکڑ

کامران مرزا اور پاٹی لوگ اپنی پوری قوت صرف کیے ہوئے تھے۔

لیکن اس کے باوجود ان کے ہاتھ اس کے پدن سے ہٹ گئے اور وہ جہاز

میں اور ہر اور ہر گرے۔ ساتھ ہی ان لوگوں پر تایپ توڑھتم کے ہاتھ

پڑے۔ جنہوں نے شارا کو قابو میں کر رکھا تھا۔ بس پھر کیا تھا۔ وہ

بھی شارا کے جسم سے الگ ہو کر دور دور جا گرے۔ اور ہر ایک نے

ذریست چوت کھائی۔ چند لوگوں کے بعد وہ سب نی ہوش کو

بیٹھ۔ یہاں تک کہ انپکڑ چھیڈے اور انپکڑ کامران مرزا بھی خود کو

ہوش دھواس میں شرکھے۔

اور جب انہیں ہوش آیا۔ وہ دونوں جہاز میں نہیں تھے۔

○○

ہونہ ہو

"اڑے بآپ رے... وہ... وہ دونوں جہاز سے کل کئے۔
اب... اب کیا وہ دوسرے جہاز میں سوار ہو چکے ہیں۔" اسپر جشید
نے چلا کر کہا۔

"آئے دیکھتے ہیں۔" اسپر کامران مرزا بولے۔

انہوں نے آندھی اور طوفان کی طرح دوڑ لگا دی... اور
دوسرے جہاز تک پہنچ گئے... پسلے جہاز کا کیپٹن یقین کروائا۔
"وہ... وہ دونوں اس طرف تو نہیں آئے۔"

"نہیں جتاب... کیوں... کیا وہ جہاز میں نہیں ہیں۔"

"نہیں۔ انہوں نے جہاز سے باہر نکلنے کی کوشش کی تھی۔
میں ان دونوں کو روکنا پڑا۔" اس طرح داری جھوڑ پہنچی۔ چند لمحوں
کے لئے ہم ہوش کھو چکے ہیں۔ ہوش آیا تو وہ اندر نہیں تھے۔ اب
آپ کہتے ہیں۔ وہ اس طرف نہیں آئے۔ تب وہ کمال کے ہیں؟"
"یہ تو اور پریشانی کی بات ہو گئی۔ اب کیا ہم اس جہاز کو بھی
روکیں گے؟" پالٹت بولا۔

"یہ مسئلہ دو میں الاؤای بھروسہ کا ہے۔ اگر آپ چاہجے ہیں
کہ وہ ملک سے فرار ہو جائیں تو ضرور وہ جہاز کو چیلنج کے بغیر لے
جائیں... لیکن یہ جان لیں کہ وہ ہمارے ملک کو بہت تھان پہنچانے
والوں میں سے ہیں۔"

"میں کچھ نہیں کرتا۔ سافروں کی بات کر بہاں۔" سافر
ہیں پریشان کر رہے ہیں۔

"آپ فکر نہ کریں۔ ہم سافروں سے خود بیات کر لیں گے۔"

"تب ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ چاہے جہاز تمن گئے ہیں
اوچائے۔"

"خیر۔ اتنا لیت بھی نہیں ہو گا۔"

اب اسپر جشید نے اپنی خیر قورس کو ڈالیا۔ ویر۔
ایمپرورٹ کے تمام راستوں کی ہاتا بندی کر لی گئی۔ پورے ایمپرورٹ کی
ہاتا بندی کر لی گئی۔ دیے تو امکان اس بات کا تھا کہ وہ دوسرے جہاز
پر سوار ہونے کی حنفیت نہیں کر سکتے تھے۔ فی الحال وہ ایمپرورٹ سے
کل گئے ہوں گے... انہوں نے سوچا ہو گا کہ پھر کسی وقت کل جائیں
گے۔ اس وقت ان کی نظریوں سے بچ کر سوار ہو جانا مخلل ہے۔ پھر
بھی انہوں نے ہر طرح چیلنج کی۔ لیکن تھوڑا جہاز میں ان کا کوئی
سرخ طلاق... نہ ایمپرورٹ کے ایسے ہیں۔ آخر تھجھک ہے کہ انہوں
نے جہاز کو جانے دیا۔ اس سے پہلے انہوں نے سافروں کو صورت

حال بتا کر جہاد کو کچھ دیر غمراست کی اجازت لی تھی۔ اور تمام مسافروں نے ان کے نام سن کر خوشی سے اجازت دے دی تھی۔ لیکن جب مجرم نہ پکڑ جائے تو ان کے من بھی، بن گئے تھے۔ مگر آگئے سب چپ چپ تھے۔ مگر ان اور شارا کا لکل جانا اپنی بہت ناگوار گزرا تھا۔

"میرا خیال ہے۔ ابھی وہ ہمارے ملک میں ہی ہیں۔ خور کرنے کی بات یہ ہے کہ وہ کمال ہو سکتے ہیں۔" اسکے کامران مرزا نے کہا۔

"میں اس وقت فون کی گفتگی تھی۔

"ہوتے ہو۔ یہ مگر ان کا فون ہے۔" فرزانہ بول اٹھی۔ "اوہ!" ان کے مذہ سے ایک ساتھ لٹکا۔ پھر اسکے جشید نے خیریہ بن دیا دیا۔ اس کے بعد فون آن کیا۔

"اسکے جشید بات کر رہا ہوں۔"

"کیوں کیسی رہی؟"

"تیرا جو کایا دربے گا۔" اسکے جشید بولے۔

"ہمیں ٹلاش کرنے کی مماثم کر دی۔ میرا دعویٰ ہے کہ تم ابھی تک شرمندی ہیں۔ تو کیوں ہمیں ٹلاش ہیں کر لیتے۔ کیونکہ یہ بھی تا دوں۔ تم اس وقت کمال ہیں؟" اس نے شوش آواز میں کہا۔

"یا واقعی؟" اسکے جشید سکراتے۔

"ہاں! ہم اس وقت چوک مختاکر پہ ہیں۔ ایک گھنے تک یہاں خبریں نہیں۔ آپ ہمیں گرفتار کر سکتے ہیں تو کر لیں۔"

"اچھی بات ہے۔ ہم آرہے ہیں۔ لیکن وعدہ پورا کرنے۔ ایک گھنے سے پہلے ہر گز یہاں سے نہ جانا۔"

"ہمیں جائیں گے۔ اور اس بات کا ثبوت آپ لوگوں کو دیں گے کہ ہم ایک گھنے تک وہاں رہے ہیں۔"

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات۔ آج بھی چلیں۔"

وہ تیزی سے باہر آئے۔ ایک بڑی گاڑی میں بیٹھ کر چوک کی طرف روانہ ہوئے۔

"فرزانہ۔ رفت۔ فرحت۔ تم تینوں کا امتحان شروع ہو چکا ہے۔" ایسے میں اسکے جشید کی آواز گونج اٹھی۔

"تی۔ کیا مطلب۔ امتحان۔ اور ہمارا۔ اور باقی لوگوں کا۔" "ان کا بھی۔ لیکن پہلے تم سارا۔"

"لیکن کیسا امتحان؟"

"تم تینوں کو یہ بتانا ہے۔ کہ وہ دونوں چوک میں کس جگہ موجود ہیں اور کس روپ میں۔ اصلی مشکل یہ ہے کہ وہ روپ بدلتے کے ماہر ہیں۔ اس کام میں انہیں ذرا دیر نہیں لگتی۔"

"یہ نیک ہے۔ لیکن۔" فرزانہ کہنے کے تک رک گئی۔

"لیکن کیا؟"

"لیکن..... وہ فوری طور پر لباس تبدیل صیغہ کر سکتے۔"

"اوہ ہاں! یہ بات بھی ہے۔"

"تب پھر اگر ہم نے ایک بار یہ جان لیا کہ وہ کہاں ہیں۔ اس کے بعد اگر انہوں نے اپنی حکلی و صورت تبدیل کی۔ تو بھی وہ ہماری نظروں سے بچ نہیں سکتے۔ اس لئے کہ ہم اپنی لباس سے پہچان لیں گے۔"

"یہ تو اس صورت میں ہو گا نا۔ جب ہم اپنیں ایک بار پہچان لیں اور اگر ایک بار بھی نہ پہچان سکے۔ تو؟"

"ہاں! اس صورت میں ہمارے لئے ابھن والی بات ہو گی۔ خر و سکھا جائے گا۔"

"آخر دو چوک گھٹنا کھر بچنے کے۔ انہوں نے کار میں بیٹھے بیٹھے اس کا چکر لگایا۔ بگران اور شارا کمیں بھی نظر نہ آئے۔

"میری ایک تجویز ہے انکل۔" ایسے میں فردت کی آواز سنائی دی۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ ہم تینوں کو گھٹنا کھر کے اوپر جانے دی جائے۔ ہم دیاں سے چاروں طرف کا جائزہ لیں گے۔"

"کوئی اعتراض نہیں۔ کوئی حرج نہیں۔"

"تب پھر ہمیں اتر دیں اور آپ اپنی کوشش جاری رکھیں۔"

"لیکن ہے۔" وہ بولے۔

خان رخانہ نے گاڑی روک لی۔ اور پھر وہ دونوں اتر کر گھر کے ہماری طرف بڑھ گئیں۔

"لیکن فرزان۔ ذرا سوچ۔ وہ دونوں نہیں دیکھ رہے ہیں۔"

"ہاں! یہ تو ہے۔"

"تب پھر۔ جب وہ نہیں اور جانے دیکھیں گے تو اس بات کا بعد بہت بھی کر لیں گے کہ ہم انہیں نہ دیکھ سکتے۔"

"آؤ۔ دیکھا جائے گا۔" فرزان نے کندھے اپکائے۔

تینوں یہ صیال چھپتی رہیں۔ کافی اونچا ہمار تھا۔ پورے شر سے نظر آتا تھا۔ وہ یہ صیال چھپتی تھک گئی۔ آخر دو بھی اور پانچ گئیں۔ ہمار کے اوپر آئنے پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ اس جد سے پورے شر کا نظارہ کیا جا سکتا تھا۔ عام طور پر سایاں لوگ تو ضرور اور پڑھتے تھے۔ اس وقت بھی دیاں چار غیر ملکی موجود تھے۔ تین مقامی لوگ بھی موجود تھے۔ چار غیر ملکیوں میں دو خورعیں تھیں۔ دو مڑو۔

انہوں نے ان ساقوں کا بغور جائزہ لیا۔ کیونکہ یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ ان میں یہ بگران اور شارا بھوپال۔

"اوہ ہاں! یہ بات بھی میں دیکھ رہا تھا تو ناقوٹھوار انداز میں ایک

نیک انتہا پڑھ رہا تھا۔ کیونکہ یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ ان میں یہ بگران اور شارا بھوپال۔"

انہوں نے جو انہیں گھورتے دیکھا تو ناقوٹھوار انداز میں ایک غیر ملکی بودا۔

"اوپر سے صاف طور پر نظر نہیں آ رہا۔۔۔ ہمارے پاس دوربین ہوئی تو ایک بات بھی تھی۔۔۔ لہذا دہاں رکنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔۔ فزاد نے جلدی جلدی کہا۔

"اوپر کیا تھا؟" انسپکٹر کامران حمزہ بولے۔

"اوپر چادر فیر مکمل تھے۔۔۔ تم ملی۔۔۔ غیر ملکیوں میں دو عمر تھیں۔۔۔"

"ان کا جائزہ لیا۔۔۔ ان میں سے بھی تو دو گران اور شارا ہو سکتے ہیں۔۔۔"

"تمیں۔۔۔ ہم نے انہیں بخوردی کیا تھا۔۔۔ وہ آپس میں اس قدر مکن تھے کہ بھیسے انہیں اس دنیا اور دنیا والوں سے کوئی غرض نہ ہوا۔۔۔"

"ہم ایسا ختم۔۔۔ ہم انہیں تلاش نہیں کر سکتے۔۔۔ جب کہ وہ یہاں میں ہے۔۔۔"

"سری ایک تجویز ہے۔۔۔ ہم الگ الگ ہو کر مختلف جگہوں پر لمحہ ہو جاتے ہیں۔۔۔ اور بخورد جائزہ لینا شروع کرتے ہیں۔۔۔ گھوستے ہم کسی پر بھی پوری توبہ نہیں دے سکتے۔۔۔ رفتہ نے جلدی بندی کی۔۔۔"

"میکت خوب۔۔۔ چلو ایسا ہی کر لیتے ہیں۔۔۔"

انہوں نے گاڑی ایک جگہ پارک کر دی۔۔۔ اب وہ مختلف جگہوں

"کیا بات ہے۔۔۔ آپ ہمیں مگر کیوں رسی ہیں؟" یہ الفاظ اس نے انگریزی میں کے۔

"وہ۔۔۔ وہ اصل میں مگر نے کاشتی ہے۔۔۔ فزاد نے سکرائی۔۔۔ کیا مطلب؟"

"یہ ہمارا مشکل ہے۔۔۔"

"اوہ اچھا اچھا۔۔۔ وہ حیران ہو کر رہ گیا۔۔۔"

اب انہوں نے چاروں طرف کا جائزہ لینا شروع کیا۔۔۔ یہ انہیں اپنی گاڑی بھی پکر لگاتی نظر آئی۔۔۔ لیکن یہاں آ کر انہوں نے گھوس کیا۔۔۔ کہ یہے کا نظارہ صاف نظر نہیں آتا تھا۔۔۔ اس لیے کہ اوپریں بست تھی۔۔۔ ہاں ان کے پاس دوربین ہوتی تو اور بات تھی۔۔۔ لیکن وہ دوربین نہیں لائے تھے۔

"سیرا خیال ہے۔۔۔ ہم رکنے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔"

"بانکل نہیں۔۔۔ ہمیں یہے چلنے چاہیے۔۔۔"

"آؤ پھر۔۔۔"

وہ یہے آگئیں۔۔۔ اور پھر جو نہیں ان کی گاڑی پکر لگاتی ہوئی ان کے پاس پہنچنے۔۔۔ انہوں نے باقہ کا اشارہ دے دیا۔۔۔ خان رحمان نے گاڑی ایک طرف کر کے اپنی بھائیا۔۔۔

"کیا ہوا۔۔۔ بست جلد اپس آگئیں۔۔۔ انسپکٹر جمشید نے براس من بنایا۔

بھکاری نے چوک کر ان کی طرف دیکھا۔
”حیرت ہے میں نے تو آپ کو بہت لگی خیال کیا تھا۔“ اس نے
کہا۔

”لیکن تم خود پر غور کر۔ ساروپے کا نوٹ ملنے کے بعد بھی
میک مانگ رہے ہو۔ آخر کیوں۔ کیا تمہاری صورت پوری نہیں
ہوئی۔“

بھکاری جھلانے ہوئے انداز میں آگے بڑھ گیا۔
”کیا خیال ہے محمود۔ مگر ان اور شارا بیساں اپنی اصلی فہل میں
ہوں گے۔“

”تھی نہیں۔ میقتو بات ہے وہ میک اپ میں ہوں گے۔“

”لیکن کس کے میک اپ میں؟“ انہوں نے پوچھا۔

”یہ جھلا میں کیسے بتا سکتا ہوں ایجاداں۔“

”ہاں! کیوں بات ہے۔ اور اسی پر تمیں غور کرنا ہو گا۔ کہ آخر
کس کے میک اپ میں ہوں گے۔ میں یہ خیال دوسروں تک پہنچا
کر آتا ہوں۔“

”آپ اپنی جگہ پر پہنچیں۔ میں یہ کام کر کے آتا ہوں۔“

”خوب۔ یہ نہیں سمجھی۔“

وہ واپس مل گئے۔ محمود آگے بڑھ گیا۔ اس نے دیکھا۔ اس
سے آگے انسلک کارماں مرزا کھڑے تھے اور بورڈر رہے تھے۔

پر کھڑے ہو گئے۔
”اللہ کے نام پر۔“ ایسے میں ایک بھکاری انسلک بیشہ کے
ساتھ آنکھا ہوا۔ اس کا باتحق پھینکا ہوا تھا۔

انہوں نے ٹھیک نہ اس پر ڈالی۔ زہن تو بگران اور شارا میں
انجھا ہوا تھا۔ لیکن اس سے ایک نوٹ نکال کر یہ دیکھنے بغایہ کہ کتنے کا
ہے۔ میں لی طرف بھاوجا۔

”ارے والہ۔ ایسے فضی آج کل دیکھنے میں نہیں آتے۔“
بھکاری نے چوک کر کر۔

اب انہوں نے دیکھا۔ ہے خیالی میں انہوں نے ۲۰ روپ کا
نوٹ دے دیا تھا۔ وہ مکرا دیے۔ اور بھکاری دونوں باتحق آسمان کی
طرف بلند کرتا۔ دعائیں دعا آگے بڑھ گیا۔ وہ نظریں دوڑاتے رہتے۔
لیکن مگر ان اور شارا دور دور تک نظر نہیں آ رہے تھے۔
”وہ نظر آئیں بھی کیسے۔ وہ تو میک اپ میں ہوں گے۔“

پھر وہ اپنی جگہ سے آگے بڑھے۔ آگر یہ خیال سب کو نا
دین۔ تیر تیز پڑنے والے محمود کے نزدیک پہنچے۔ تو وہی بھکاری انہیں محمود
کے ساتھ باتحق پھینکا کر وا نظر آیا۔

”اے کچھ ن دینا محمود۔ میں دے چکا ہوں۔“ وہ جلدی سے
بُو

"کیا ہوا اکٹل... یہ اپنے آپ سے کیا ہاتھی کر رہے ہیں"۔
محمود مکرایا۔

"یار میں ان بھکاریوں سے نجک آگیا ہوں... ابھی ایک کو دس
روپے دے کر فارغ ہوا تھا کہ دوسرا آگیا"۔ وہ بولے۔

"اور آپ نے اسے بھی دس روپے دے دیے"۔ محمود مکرایا۔

"ہاں! اب میں ڈرد رہا ہوں کہ کہیں تیرا بھی نہ آ جائے"۔

محمود نہیں پڑا... گھنٹا گھر کے اروگرد دراصل بھکاری کچھ زدہ
ہی رہتے تھے... یہاں لوگوں کی تقدیر فتح بھی بہت تھی تاں... شاید اس
لئے... پھر اس نے پیغام دیا اور آگے بڑھا... اپنکے کامران مرزا نے
اس انداز میں سربالا تھا جیسے وہ اس پات کو پلے ہی سمجھتے ہیں۔

ادھر اپنکے جشید دیپس اپنی چکر پر پہنچے۔
"انہ کے نام پر"۔

اس یار عورت کی آواز تھی۔ انہوں نے پرا سامت بٹایا اور
جب میں پاٹھ ڈالا۔ پانچ روپے کا نوٹ لٹال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ تو انساف نہیں مولوی صاحب"۔ عورت بولی۔

"کیا... تم نے مجھے مولوی صاحب کیوں کہا"۔

"آپ نے ڈاڑھی جو رکھی ہوئی ہے"۔ عورت نے فوراً کہا۔

"صد ہو گئی... ارسے بھیتی۔ ہر ڈاڑھی رکھنے والا مولوی نہیں
ہوتا۔ ڈاڑھی تو ہر مسلمان کے لئے لازمی ہے... خوبی۔ یہ تم نے کہا

کیا۔ کہ میں نے انساف نہیں کیا؟"

"ہاں! میں نے بھی کہا ہے۔ میرے ساتھی کو تو آپ نے سو
روپے دیے ہیں"۔

"اوو۔ تو تم اس کی ساتھی ہو۔۔۔ لیکن میں نے اسے بے خیالی
میں سو روپے دے دیے تھے"۔

"لیکن میرے ساتھ تو پھر بھی نا انسافی ہوئی تا۔"

"خسیں دوس گا سو روپے... چلو آگے بڑھو"۔ وہ غرائے
عورت سے ہوئے انداز میں آگے بڑھ گئی۔ وہ پرا سامت بنا کر
ہو گئے ایسے میں انہوں نے سوچا... ان بھکاریوں کا بھی کچھ کرنا ہی
اہم ہے۔ یہ تو تمام دن لوگوں کو نجک کرتے رہتے ہیں... یہ سوچ کر
انہوں نے اکرام کو فون کیا۔

"اکرام۔ پولیس کی بھاری قدماء ساتھ لے کر گھنٹا گھر کو گھیر لو
اور تمام بھکاریوں کو گرفتار کر لو۔"

"تی۔ یہ۔ کیا"۔ اکرام حیرت زدہ رو گیا۔

"جو کہا ہے۔ وہ کہو۔ کوئی بھکاری فرار نہ ہوئے پائے"۔
"بہت بہت سر... ایسا ہی ہو گا۔۔۔ لیکن گرفتار کرنے کے بعد
ان کا کیا کیا جائے"۔

"ذیل والوں کے حوالے کر دیتا۔۔۔ پھر میں دہاں جا کر دیکھوں
کہا۔۔۔"

"لیکن سب... کہہ تو ان میں واقعی صورت مدد ہوتے ہیں۔" -
"اس کا بھی پورا پورا خیال کیا جائے گا۔ گرفتار کرتے وقت تو
ہم یہ فیصلہ تھیں کہ کون صورت مدد ہے اور کون فرضی
بھکاری ہے۔" -
"بہت بہتر۔"

اور پھر دبادبے چاروں طرف پولیس ہی پولیس نظر آنے لگی۔
 محمود دوڑ کر ان کے پاس آیا۔

"یہ... پولیس والوں کو آپ نے جایا ہے۔"
"ہاں!" وہ بولے۔

"لیکن آج آپ نے اپنا یہ اصول کیسے توڑ دیا۔ آپ کا تم خیال
ہے۔ ایسے موقعوں پر پولیس کی مسونوگی سے کام خراب ہو جاتا
ہے۔"

"پولیس گران اور شارا کے لئے نہیں بہاوائی گئی۔"

"تب پھر؟"

"بھکاریوں کو گرفتار کریں گے۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ ان بھکاریوں نے شہروں کا بہنا جرام کر دکھا
ہے۔ ہم اپنی جینے کے ذمہنگ سکھائیں گے۔ بھیک کی انت سے
اپنیں بچائیں گے۔ اپنیں باعزت طریقے سے روزی کمائے کا اگر

سکھائیں گے۔ تم دیکھو کہ... یہ لوگ معاشرے کے پا عزت افراد ہیں
بھائیں کے۔"

اور پھر چوک گھٹا گھر میں ملکہ رج گئی۔ بھکاری اوہر اور
بھائی تھر آئے۔ پولیس والے پوری طرح تک بندی کر پکے تھے۔
فراہ کے تمام راستے بند تھے۔ ان کا اوہر اور بھاگنا پیکار گیا۔ جس
لئے جس طرف سے بھائی کی کوشش کی۔ پکڑا گیا۔ پولیس کی
گاہیاں بھکاریوں سے بھرنے لگیں۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے چوک گھٹا گھر
بھکاریوں سے خال ہو گیا۔ لوگوں کے چہروں پر خوشی کے آثار نظر
نہ لگے۔ بہت سے لوگ اکرام کے گرد جمع ہو گئے۔ ایک سو کے
نہب بھکاری پھرے گئے تھے۔ جمع کیوں نہ ہوتے۔

"واہ ساحب و اوف۔ یہ کام کیا ہے آپ؟"

"یہ میں نے صیں۔ میرے افسرنے کیا ہے۔ اور ان کا نام
بے اسکے جشید۔ وہ اس طرف کھڑے ہیں۔" یہ کہ اکرام نے ان کی
رف اشارہ کیا۔

اب دو گ ان کے گرد جمع ہو گئے اور لگے تحریف کرنے
یہ کوئی ایسی تحریف کی بات نہیں۔ میں نے ایک بات کو
نوں کیا۔ اور اس پر عمل کر دالا۔"

"لیکن سب... پھر بھی یہ قابل تحریف کام ہوا ہے۔" ایک نے
کہا۔

"مخفی... آپ لوگوں کا شکریہ کے آپ نے اس کام کو پنڈ کیا۔"
 "لیکن سر... فائدہ کیا ہو گا۔ چند دن بعد پولیس انسیں چھوڑ
 دے گی اور یہ پھر ایسیں دنداتے نظر آئیں گے۔"
 "اس بار ایسا نہیں ہو گا۔ ان کے پاؤے میں بہت مضبوط
 پوگرام ترتیب دوا جائے گا۔"
 "خدا کرنے ایسا ہی ہو۔"
 "آپ جلد اذیارات میں پڑھ لیں گے۔"
 "اوہ اچھا۔"

کافی دیر کی کوشش کے باوجود بگران اور شارا ایسیں نظر نہ
 آئئے۔ اور ان بھکاریوں کی گرفتاری کی وجہ سے لوگ بار بار ان کی
 طرف آ رہے تھے۔ ان کی تعریف کر رہے تھے۔ اور ان کا شکریہ ادا
 کر رہے تھے۔ اس صورت حال نے ایسیں پریشان کر دیا۔ آخر
 انہوں نے والپی کا قسط کیا۔

سب لوگ گاہی میں بینہ کر گئے۔
 "افسوں ہم پکھنا کر سکتے۔ بگران اور شارا کو خلاش نہ کر
 سکے۔" محمود نے منہ بنا کر کہا۔
 "کوئی بات نہیں۔ اس کا فون آئے۔ پھر کوشش شروع کر
 دیں گے۔" پوچھ رہا۔
 "ہاں بالکل۔" اپنکے کامران مرزا نے کہا۔

"وہ بگران اور شارا کا انتقال کرتے رہے۔ لیکن فون نہ آتا تھا
 نہ آیا۔ حکم آ کر وہ بھکاریوں کی خبر لینے بیل بیج گئے۔ بیل
 پر شدید اور بہت پریشان تھا۔ ایسیں دیکھ کر فودا ان کی طرف پڑے۔
 "یہ آپ نے کیا کیا۔ میں ایسیں کہاں رکھوں گا۔ اور ان کے
 راشن کا انتظام کمال سے کروں گا۔"
 "راشن کی مختلوری میں کراووں گا۔ ان کے لئے اگر جگہ نہیں
 ہے تو ایک بارک تغیر کراووں گا۔ فی الحال کسی نہ کسیں سیٹ کر
 لیں۔"

"آخر آپ کا پوگرام کیا ہے؟"

"ہم ایسیں باتھ سے روزی کلکا عکسائیں گے۔ یہ کا کر کھائیں
 گے۔ معاشرے کے باعث افراد بیش گے۔ اب لوگ ایسیں
 خاترات کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ پھر عزت کی نہاد سے دیکھیں گے۔"

"آپ جانیں۔۔۔ مجھے تو آپ جو کہیں گے، کروں گا۔"

جلیٹ نے نایت خلوص سے کما اور کندھے اپکا دیے۔

"فی الحال تو ان سب کو ایک گراونڈ میں لے آئیں۔ میں ان
 کے سامنے ایک تقریر کروں گا۔"

"چھپی بات ہے۔"

پھر وہ جو خنی بھکاریوں کے سامنے پہنچ
 وہ ایک دم سے چوکپڑے۔

ان کی آنکھوں میں ہلاکی تحریر دوڑ گئی۔
انپر جشید کی حالت میں ہے اپنے تبدیلی ان کے ساتھوں کی
نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکی۔
اور پھر وہ بھی حیران نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگے۔

○○

اوکیس کا

"یہ... یہ... یہ کیا؟" انپر جشید نے بوکھلا کر کہا۔

"لکھ کیا ہوا جناب۔" جیلرنے مثہلایا۔ شاید یہ سارا
پروگرام ان کی بھروسہ میں نہیں آیا تھا۔

"پہلے تو یہ دیکھیں کہ ہم نے یہاں کتنے بھکاری بیجے تھے۔"

"نہیں لانا گیا تھا... مگر خوب تھے۔"

"بہت خوب! پہلے ان کی گفتگی ہو جائے۔"

"پورے ہیں جناب... یہ بھلا کیوں کم یا زیاد ہونے لگے۔
آپ کے ماتحتوں نے گازیوں میں سے اتار کر جتنے ہمارے حوالے
کیے... یہ اتنے ہی ہیں۔"

"میں نے درخواست کی ہے... انہیں گنوایا جائے۔" انہوں نے
بھی مٹہلایا۔

"گوں بھی" جیلرنے ایک ماتحت سے کہا۔

"اے... چلو... ایک لائن میں کھڑے ہو جاؤ۔" جیل کے ایک
نیوار نے جنت لیجے میں کہا۔

کہا؟" فاروق چالیا۔

"آپ نے نائیں۔ جیلر صاحب نے کیا فربیا تھا... یہ تو نے
ہیں۔ لہذا میں نے تو پورے کر دیے۔ آپ کو شاید معلوم
نہیں۔ یہاں تو وہی ہوتا ہے۔ جیلر صاحب کہتے ہیں... یا چاہے
ہیں.... اگر یہ کہیں۔ اس وقت دن نہیں ہے۔ رات ہے تو ہم ب
سو فیصد تین سے کہ دیں گے۔ کہ اس وقت رات ہے۔"

"دھوپ کے ہوتے ہوئے بھی؟" انپکٹ کامران مرزا ہنسے
"ہاں! دھوپ کے ہوتے ہوئے بھی؟"

"تم ادھر اور ہر کی بکواس کرنے سے باز نہیں آؤ گے۔" یہ
بھکاری تو نے تھے۔ اس لئے میں نے کہا تھا۔ یہ تو نے ہیں۔ اب تم
ہٹ جاؤ۔ میں گن کر دکھاتا ہوں۔ او کہیں کے۔" وہ گرجے۔
"جج... جی بہتر۔" نیبروار نے کہا اور کانپتا ہوا ایک طرف ہو
گیا۔

"کون ہو تم۔ بھلا؟" جیلر اس کی طرف ٹڑے۔
"اویں کہیں کا۔" اس نے فوراً کہا۔
"بالکل تھیک۔" اب دیکھو او کہیں کے۔ میں گن کر دکھاتا
ہوں۔"

انہوں نے کہتا شروع کیا۔ اور انھیں پر ان کی گاڑی بھی رک
گئی۔ اب تہ ان کی آنکھوں میں بھی خوف پھیل گیا۔

بھکاری خوف زدہ سے ایک قطار میں کھڑے ہو گئے۔ نیبروار
جلدی جلدی انہیں سنتے لگا۔ وہ گنتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ اس نے
کہا۔

"ستاں... انھیں... انھیں... انھیں۔"
پھر وہ پڑھ کر ان کی طرف مرا۔
"انھیں ہیں جتاب۔"

"دیاغ خراب ہے تہارا؟" جیلر غرائے
"جج۔ جی... جی... یقیناً۔" اس نے پوکھلا کر کہا۔
"کیا مطلب... کیا یقیناً؟"
"یہ کہ یقیناً میرا دیاغ خراب ہے۔ آپ فرمائیں اور میرا دیاغ
خراب نہ ہو۔ ہو ہی نہیں سکتا۔"

"میکومت... پھر سے گنو۔ تمہیں گنتا بھی نہیں آتا۔"
"او کے سر... ابھی گنتا ہوں۔"

"خوب یاد رکھ۔ تو نے بھکاری ہیں تو نے۔"
"جی ہیں۔ میں ابھی گنتا ہوں۔"
اس نے پھر گنتی شروع کی۔ یہاں تک کہ اس نے کہا۔
"ستاں انھیں اتنا نہیں۔ تو نے۔"

"اڑے۔ اڑے یہ کیا کر رہے ہیں۔ انھیں کے بعد آپ کے
ساتھ کوئی بھکاری نہیں بچا تو پھر آپ نے اتنا نہیں اور تو نے کہا۔

"اپ آپ کیا کہتے ہیں۔ دو بھکاری کام گئے؟" اسپر جنید
سرد آواز میں بولے۔

"میرے میں... میں کچھ نہیں باتھا... خدا کی حرم۔"

"اچھا... قسم نہ کھائیں... اور اپنے ملازمین کو چیک کریں۔
جلدی... بیل میں کہیں۔ کہیں آپ کے دو ملازم ہے، ہوش پرے
ہوں گے۔ اور ان کے جسموں پر ان کے کپڑے نہیں ہوں گے۔
ایسا! ایسا! کہیں ان کے نام جان سکتا ہوں؟"

"لکھ کیا مطلب؟"

"آپ اپنے کیا مطلب کو رہنے دیں۔ صرف وہ کریں۔ دو
میں نے کہا ہے۔"

بیل فوراً اس کام میں جت گیا۔ پوری بیل میں الیٹل
نہیں۔ آخر انہیں جنید کی بات درست ثابت ہو گئی۔ بیل کے دو
ملازم ہے، ہوش پرے پائے گئے۔ ان کے کپڑے بھی غائب تھے۔ دو
بھکاریوں کے کپڑے ضرور ان کے پاس پڑے ہیں۔

"یہ... یہ کیا پکر ہے جتاب... ویسے میں آپ سے معافی چاہتا
ہوں۔"

"بیل سے دو اہم ترین مجرم فرار ہوئے ہیں جتاب... ویسے
ہمیں بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ ان بھکاریوں میں شامل ہیں۔ ورنہ
ہم... انسس اسی وقت قابو میں کر لیتے۔"

"مجھے انہوں بے۔۔۔ لیکن یہ ہو کیسے گی۔۔۔ گیٹ پر موجود
پرسے دار ہر ایک کو محل دعوت سے دکھ کر باہر جانے دیتے ہیں۔"
"۔۔۔ بات آپ کی بکھر میں نہیں آئے گی۔۔۔ صرف اتنا چان ہیں
کہ دو توں میک اپ کے اس قدر ماہر ہیں کہ آپ اندازہ بھی نہیں لگا
سکتے۔"

"کیا میں ان کے نام جان سکتا ہوں؟"

"ہاں! اکیوں نہیں۔۔۔ وہ بگران اور شدار تھے۔۔۔
کیا!؟!؟! جیل نو سے اچھے! اس لیے کہ اخبارات میں بت کر
شائع ہو چکا تھا۔۔۔ ان کے بارے میں۔۔۔

"اپ تو ہم ان کی گرد کو بھی نہیں بخوبی سمجھ گے۔۔۔ اسپر
کامران حمزہ بڑا ہے۔۔۔

"ہاں! اب تاک بندی کی کوشش فضول ہو گی۔۔۔ ویسے ایسے پورت
سے معلومات لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔۔۔ اگر اس دو ران کوئی جہاز
روانہ ہو چکا ہے۔۔۔ تب پکوئی نہیں ہو سکتا۔"

"لیکن کیوں نہیں ہو سکا ایجاداں۔۔۔ جہاز کو راستے میں کسی
اتراوا میا جا سکتا ہے۔۔۔ فرزاد نے جہاں ہو کر کہا۔

"نہیں بھی۔۔۔ اس طرح جہاز کے صاف مصیحت میں ہما ہو
سکتے ہیں۔۔۔"
"اوہ! ہا۔۔۔ یہ بھی ہے۔۔۔"

انوں نے جیاں ہو کر کہا۔

"آن سے ہی۔" وہ فوراً بولے اور فون آن کر دیا۔

"انپکٹر جسیٹے بات کر رہا ہوں۔"

"اور میں ہوں وہ بھکاری۔ جس نے آپ سے چوک گھننا کر پر ایک سو روپے بھیک لی تھی۔"

"بات قابل بدل بانے پر میں بھج گیا تھا۔"

"پھر... ہماری گرفتاری کے لئے دوڑ کیوں نہیں کھلی۔"

"تم جہاز کے مسافروں کو مصیبت میں نہیں ڈال سکتے۔"

"غلط سوچا۔ ہم انہی نہیں ہیں۔ بلکہ آپ کے گھر کے آس ہاں اور نزدیک کی بات بتا دوں۔ ہم اس وقت ساری ہائی کورٹ میں ہیں۔"

"کیا۔ نہیں!!!" وہ چلا کئے۔

"اگر ہماری گرفتاری کا شوق باقی ہے۔ تو یہاں آ کر ایک ووش اور کر لیں۔ لیکن ایک بات یاد رکھیں۔ بگران کی آواز میں کراٹھر تھا۔"

"اور وہ کیا؟"

"جب ہمیں عدالت میں پیش کریں گے۔ تو یہ کیسے ثابت کرنے گے کہ تم بگران اور شارا ہیں۔۔۔ جب کہ ہم اس وقت ہماری پابندی... یہ آپ بھکاریوں سے کب سے خوف کھانے لگے۔"

"فدا بس۔ بیرن کرنا ہو گا۔"

"وہ تو ہم پہلے بھی کرتے رہے ہیں۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہ سکتا ہوں اُنکل کہ میر کا اور ہمارا چھلی داں کا ساتھ ہے۔" نکھن بول انجام۔

"اور ہمیں انہوں ہے۔ شوکی برادر نے۔ آپ لوگوں کو اور بلا گیا۔ زحمت دی گئی۔" اس طرح انپکٹر کامران مرزا آپ لوگوں سے بھی مغفرت۔"

"مغفرت کی تو اس میں کوئی ضرورت نہیں۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

"اُن پہر کیوں نہ ہم گھر پہل کر کھانا کھائیں۔ اس طرح میں اپنی بیکم کی ناراضی سے فیک جاؤں گا۔" انوں نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "اوکے۔" سب نے ایک ساتھ کہا۔

ب کے سب گھر پہنچے۔ اسی وقت فون کی کھنچی بیخ اپنی۔ ساتھ میں بیکم جدید بول اٹھیں۔

"تیری بار فون آیا ہے اس کم بخت کا۔"

"کس کم بخت کا۔"

"کوئی بھتی ہے۔"

"اُرے باپ۔" وہ بوجھا اٹھی۔

"بائیں۔" یہ آپ بھکاریوں سے کب سے خوف کھانے لگے۔"

"بگران کی خاص عادت"۔ وہ الحسن کے نام میں بولے۔

"میں تو شکنست کی آئی تھی... اور شارا کی؟" انہوں نے کہا۔

"میں نوٹ کر سکتے"۔ محمود نے کہا۔

"لیکن میں نے اور اسپرٹ کامران مرزا نے ضور نوٹ کی ہے"۔

"اوہ... تب تم آپ بھی بھی بتا دیں"۔

" بتے رہتے وقت بگران دائیں کہا ہے کہ بھلی سی حرکت ضور

رہتا ہے... اور شارا اپنے یا وہ کو پار پار جھکنا ضروری تھی ہے"۔

"ایسا تو اکثر عورتیں کرتی ہیں"۔

"میں... شارا صرف جملہ پورا ہونے پر ایسا کرتی ہے"۔

"اوہ، اچھا... اب ان دونوں باتوں کو ذہن میں رکھ کر تم انہیں

ٹاٹش کریں گے"۔ محمود نے چونک گر کہا۔

"بالکل نیک"۔ وہ بولے۔

انہوں نے سب لوگوں کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔ ایک سیر پر

انہیں ایک فیر ملکی مرا اور ایک عورت بیٹھے نظر آئے۔ اسپرٹ جیشید

لے ان پر نظریں بھا دیں۔

"سو بھی... یوں کام نہیں پڑے گا"۔ ساتھ ہی وہ بولے۔

"تب پھر؟"

"تب پھر یہ کہ اس وقت ہال میں بیٹھتے بھی ایک ایک مرا اور

عورت بیٹھتے ہیں... انہیں آپس میں تقسیم کر لیں۔ مٹا" اس فیر ملکی

ٹھکیں تبدیل ہو جائیں گی۔ جب آپ ہمیں عدالت کے اندر لے جا رہے ہوں گے"۔

"عن نہیں"۔ انہوں نے گھبرا کر کہا۔

"لیکن اس کے باوجودہ... آپ گرفتاری کا شوق ضور پورا کریں"۔

"ہاں! ہم مجبور ہیں... یہ تو کرنا ہو گا۔ آؤ بھی چلیں۔ ہمیں

افسوں ہے۔ یہ یک بار پھر کھانا ٹھیں کھا سکے"۔

"کوئی بات نہیں۔ اس میں آپ کا بھی کیا تصور؟" "وہ

مکرا ہے۔ اور پھر وہ ساری بان ریپورٹ میں آگئے۔ یہ ان کے گمراہ

پاکل نزدیک تھا اور اس کا سارا عالم ان سے بخوبی واقف تھا۔ وہ سب

تن میزس کھیر کر جینے گئے۔

"ہمیں صرف خاصو شی سے جائزہ لیتا ہے۔ اگر کسی پر فک گزرا

جائے کہ وہ بگران اور شارا ہے تو پہلے باقیوں کو بجا دیا جائے"۔

"بہت بہتر بایا جائے۔ آپ ٹکرنا کریں"۔

"ویسے ان کی کسی خاص عادت کو ذہن میں لے تو۔ اس طرح

ہم آسمانی سے انسس دیکھ سکتے گے"۔

"خاص عادت"۔ وہ بولے۔

"ہاں! جدا بگران کی خاص عادت کیا ہے؟" وہ مکراۓ

”جی بان! لیکن ہم ان دونوں کو زندہ گرفتار کریں گے۔ بل پاپ کی سوچوں پر کون ساز ہر ہے؟“
 تمہرے پاس اس وقت دو پاپ ہیں۔ ایک صرف بے ہوش کرے والا۔ دوسرا موت کے لحاظات آتا رہے والا۔“
 ”تب پھر مجھے صرف بے ہوش کرنے والا غیر محسوس طریقے پر دے دیں۔ لیکن آپ ہاتھ سے پاپ نکال کر میز پر رکھ لیں۔ میں انہا کر ہوتیں سے لگاؤں گا۔ کسی کو شک نہیں گزرتے گا۔“
 ”بہت خوب!“ دو بولے۔
 ”بہت اختیال کی ضرورت ہے کامران مرزا۔ مجھے تادیں۔ میں بھی آپ کا ساتھ دوں گا۔“ اپنکے جمشید پر
 ”کیا مطلب؟“

”وہ ہیں کون سے؟“
 ”غیر علی جوڑے کے بالکل یچھے والی میز پر مجھے ہیں۔“
 ”اوہ!“ دو بولے۔ پھر انہوں نے اس جوڑے کی طرف دیکھا۔ اور پاپ ہوتیں سے لگاتے ہوئے اٹھ کر رہے ہوئے ان کے دل دھک دھک کر رہے تھے۔

368
 مرد عورت پر میں نظر رکھوں گا۔۔۔ اپنکے کامران مرزا و اُسیں طرف مجھے ہوئے جوڑے پر۔۔۔ اسی طرح آپس میں طے کر لو۔۔۔ مگر ایک وقت میں ہم سب پر نظر رکھ رکھیں۔“
 ”لیکن ایجاداں! یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ ایک ساتھ مجھے کی بجائے الگ الگ مجھے ہوں۔“
 ”الگ الگ پر بھی نظر ڈالتے رہیں گے۔۔۔ لیکن خصوصیت سے جوڑوں پر نظر رکھیں گے۔“
 ”وہ بخوبی جائزہ لیتے رہے۔۔۔ آخر اپنکے کامران مرزا نے پروفیسر داؤڈ کے کام میں کہا۔
 ”آپ کے پاس اس وقت کون سا ہتھیار ہے؟“
 ”شماعی پتوول۔“
 ”وہ تو ان پر اثر نہیں کرتا۔“
 ”ایک عدد بلوپاپ بھی ہے۔“
 ”بہت خوب! بن کیا کام۔۔۔ کیا اس میں زہری سوچاں ہیں؟“
 ”اگر نہ ہوں تو پھر اس کا کیا فائدہ۔۔۔ پتوول کی طرح وہ بھی میں ہر وقت نوڑ رکھتا ہوں۔“
 ”ہوں۔۔۔ مرزا آگیا۔۔۔ وہ آپ مجھے دے دیں۔“
 ”انت۔۔۔ تو کیا۔۔۔ کامران مرزا تم نے ان دونوں کو دیکھ لیا ہے۔۔۔“

مکمل شکست

انپکز کامران مرزا ایک ایک قدم الحالت پر سکون اندازیں آگے بیٹھ رہے تھے لیکن ان کا رخ غیر ملکی جوڑے کی طرف تھا۔ ان کے پیچے والی سریز بیٹھے جوڑے کی طرف تو انہوں نے آگہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔

"یہ..... یہ کیا..... یہ تو اس غیر ملکی جوڑے کی طرف قدم اٹھا رہے ہیں" آفتاب نے پریشان ہو کر کہا۔
"کوئی بات نہیں..... تحلیل دیکھو..... تحلیل کی دعا دیکھو"۔ آسف مکرایا۔

آفتاب اسے گھور کر بہ گیا۔ اوہ انپکز کامران مرزا غیر ملکی جوڑے کے نزدیک بیٹھ کر رک گئے۔
"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں سر"۔ وہ نرم گرم آوازیں پر لے۔
"لکھ..... کیوں..... کیوں جتاب..... کیا بال میں کوئی میر خالی نہیں ہے..... مجھے تو کبھی میر س خالی نظر آ رہی ہیں"۔ مودتے گز بڑا کر کہا۔
"تی بان! یہ تو ہے..... لیکن مجھے آپ سے چند باتیں کرنا ہیں"۔

"ہم لوگ اجنبیوں سے ملتا پنڈ نہیں کرتے۔ آج کل بت پکر ہل رہے ہیں"۔

"اوہ..... خوب..... آپ کی مرضی"۔

یہ کہتے ہوئے وہ مڑے اور مڑتے مڑتے انہوں نے پاپ میں پھونک دے ماری۔ صرف ایک نہیں۔ وہ پھونکلیں۔ وہ سویں اگے پیچے تیر کی طرح دوسرے جوڑے کی طرف لگیں۔ وہ سرے ہی لئے وہ تر سے گرے اور ساکت ہو گئے۔
"بت خوب انپکز کامران مرزا۔۔۔ مرزا آگیا"۔ انپکز جیہید لپکارے۔

اب وہ سب بے ہوش جوڑے کے گرد جمع ہو گئے۔ اور دشمنوں کا مالک ہانپتا کانپتا دوڑتا دہاں جانچ کیا۔
"یہ..... یہ کیا ہوا جتاب"۔

"آپ کے دو گاہک بے ہوش ہو گئے۔۔۔ انہیں علاج کی فوری ضرورت ہے۔۔۔ لہذا انہیں ہم ہپتال لے جا رہے ہیں"۔
"آپ۔۔۔ یعنی کہ آپ لے جائیں گے"۔ اس نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں ہم لے جائیں گے"۔

"چیزے آپ کی مرضی۔۔۔ مجھ سے کسی نے ان کے بارے میں بچھاتیں آپ کا نام ہتا دوس گا"۔ اس نے جلدی سے کہا۔

"بِاکْلِ نَحِيْكَسْ۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں"۔

اپنی گاڑی میں ان دونوں کو لاد کر وہ بہاں سے روانہ ہو گئے۔ اور سیدھے ایک خفیہ نمکانے تک لے آئے۔ اب اسکل جیش نے ڈاکٹر قاضل کو فون کیا۔ ساتھ میں انہوں نے اپنی نظریں ان دونوں پر بھی جائے رکھی تھیں۔ کیونکہ ان کے ہوش میں آئنے کی صورت میں ان کے لیے بت مسئلہ ہو جاتی۔

فون کرنے کے بعد انہوں نے اپنی خفیہ فورس کو خاص پدالیات دیں۔ وہ فوراً چاروں طرف سچل گئی اور ان میں سے دس اندر ان کے پاس رہ گئے۔ ان دس کو بھی خاص پدالیات دی گئیں۔ وہ پوری طرح چوکس ہو گئے۔ ہر طرح کے اسلئے سے لیس ہو گئے۔ اور ضرورت پڑنے پر وہ ان دونوں سے پوری طرح نکلا سکتے تھے۔ جب کہ خود وہ لوگ بھی پوری طرح چوکس تھے۔

"پُوفِرِ صاحب۔ آپ کے خیال میں ان عویش کے لئے کے بعد کتنی دری تک بے ہوش رہیں گے"۔

"ہمک از کم تین گھنٹے" اس سے پہلے تو خیریہ ہوش میں آئیں گے ہی نہیں"۔

"اوہ اچھا۔ ابھی کافی وقت ہے"۔

"بہاں! کیوں نہیں"۔ وہ بولے۔

آخر ڈاکٹر صاحب وہاں پہنچ گئے۔

"ڈاکٹر صاحب۔ ان دونوں کو فائی کا یکٹک لایا دیں"۔

"آپ کا مطلب ہے۔۔۔ انسیں فائی ہے"۔

"نہیں۔۔۔ میں چاہتا ہوں۔۔۔ انسیں فائی ہو جائے"۔

"آپ۔۔۔ آپ ایسا کام مجھ سے کیوں لیتا چاہتے ہیں"۔

"بجھوڑی ہے۔۔۔ یہ بگران اور شارا ہیں۔۔۔ فرار ہونے کے ماہر ہیں۔۔۔ بہت مشکل سے انسیں تلاش کیا گیا ہے۔۔۔ لیکن اگر آپ نے انسیں ٹالکیں شل کر دیئے والا انجکشن نہ لگایا تو یقیناً یہ فرار ہو جائیں گے"۔

"آپ کہتے ہیں تو لگا دیتا ہوں۔۔۔ لیکن ڈاکٹروں کا کام یہ نہیں ہے"۔

"یہ ہمارے ملک کے پدترین دشمن ہیں"۔

"اسی لئے لگانے کی حکیمی بھری ہے۔۔۔ ورنہ میں آپ کی یہ بات ہرگز نہ مانتا۔۔۔"

"خیریو نہیں سی"۔

آخر انہوں نے ایک ایک میٹا دونوں کو لگا دیا۔

"آپ کے خیال میں اس نیکے کا وقت کب تک رہے گا"۔

"تین دن تک"۔

"یہ تو بہت کم مدت ہے۔۔۔ کیا اس سے زیادہ مدت کا یکٹک نہیں لگایا جا سکتا"۔

"نہیں.... اس طرح صوت واقع ہونے کا ذر ہے۔"
 "تب پھر آپ کو ہر تین دن بعد یہاں آنا پڑے گا..... جب تک
 ہم ان سے معاملات طے نہیں کر لیتے۔"
 "کیا مطلب کیے معاملات؟"

"ہم اشارجہ اور بیگال سے اپنے بہت سے قیدی چھڑائیں
 گے۔"

"اوہ! تب تو یہ کام بہت ضروری ہے..... وہ خوش ہو گئے۔"

"چلے..... آپ کی ذہنی الجھن تو رفع ہو گئی۔"

"ہاں! یہ تو ہے۔"

ڈاکٹر ساحب اپنا کام کر کے چلے گئے..... اس کے دو گھنٹے بعد
 خوش میں آئے..... دونوں نے آنکھیں کھولیں اور انہیں اپنے ارد گرد
 دیکھ کر وہ پچنک اٹھے۔

"یہ.... یہ کیا..... آپ کون لوگ ہیں.... اور ہم کمال ہیں۔ ہم
 تو ایک ریشور نہ میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔"

"ہاں.... لیکن اب آپ یہاں ہیں۔"

"کیوں.... آخر کیوں.... آپ لوگ کون ہیں۔"

"مسٹر بگران۔ انجان بنی کی صورت نہیں۔ ہم نے آپ
 دونوں کو پچان لیا تھا۔"

"کیون بگران.... یہ آپ کیا کہ رہے ہیں۔"

"اب بنیت کی صورت نہیں۔ اس طرح ہم آپ کو رہا نہیں کر
 دیں گے۔"

"ارے۔ ارے۔ حد ہو گئی۔ آپ لوگ کسی اور کے
 دھوکے میں دو بے ضرر انسانوں کو پکڑ لائے ہیں۔"
 "تھی نہیں۔ یہ آپ ہی ہیں۔ بگران اور شارا۔" اسکر جشید
 نے آنکھیں نکالیں۔

"آخر کیسے۔ اس لیقین کی وجہ۔" ایک نے چلا کر کہا
 "بے ہوشی میں آپ کئی بار بیڑاۓ ہیں۔ اس وقت آپ کے
 منہ سے صرف شارا شارا لکھا تھا۔" اسکر جشید سکراۓ
 "من نہیں۔ نہیں۔" وہ چلا اٹھا۔
 "کیوں! اب کیا ہوا؟"

"شارا۔ ہم تو اقی کہکر گئے۔" وہ اس کی طرف مڑا۔
 "لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ آپ بے ہوشی کی حالت میں
 بیڑاۓ ہوں اور آپ کے منہ سے شارا لکھ لگا ہو۔" شارا نے جلا کر
 کہا۔

"اوہ..... تو یہ ان کی چال تھی۔ افسوس شارا بھو سے ظلطی ہو
 گئی۔ میں نے جلد یہ خود کو بگران مان لیا۔ لیکن خوب۔ یہ ہمیں کب
 تک قید میں رکھ سکیں گے۔"

"جب تک ہم چاہیں گے۔ آپ اگر بھائی چاہیے ہیں تو اشارجہ

سے رابطہ کریں۔ یہ بہافون۔ لیکن اس فون کا نمبر آپ کسی کو نہیں
بنا سکتے۔ اس لئے کہ اس فون کا نمبر سوائے میرے کسی کو معلوم
نہیں۔

”نہیں فرار ہوتے سے نہیں روکا جاسکے گا۔“

مگر ان نے پراسامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ خوش تھی میں جلا ہیں۔ اپنی نانگوں کو حرکت دے کر
دیکھیں۔“

انسپکٹر جمشید نے چیخ کرنے والے آواز میں کہا۔

”میں۔ نانگوں کو کیا ہوا؟“

مگر ان اور شارادوں نے گمراہ کر ایک ساتھ پوچھا۔

”میں نے کہا ہے۔ ہلا جلا کر دکھائیں۔“

”اچھا۔“ دونوں ایک ساتھ یوں۔

دونوں نے نانگیں ہلانے کی کوشش کی۔ لیکن ہلانہ سکے
اپ تو دوتوں کے چہرے کا رنگ از کر کر دھک سے ہے۔

جسے

”جب تک ہم نہیں ہائیں گے۔ آپ کی نانگیں حرکت میں
کریں گی۔ وہاں آپ کو فون کرنا ہی پڑے گا۔ اب نہیں تو چند دن
بعد سی۔ چند دن بعد نہ سی تو چند ماہ بعد سی۔“ انسپکٹر جمشید
پر سکون آواز میں ہو لے۔

”نہیں نہیں نہیں۔“

وہ چلائے

ان کی آنکھوں سے مایوس جھکتے گئی۔

مگر ان اور شارا نے ایک دمرے کی طرف دیکھا۔ اور غصہ
سائیں لیا۔

پھر مگر ان کا ہاتھ فون کی طرف ہو گیا۔

اب وہ انشارج فون کر رہا تھا۔

ان کی ترکیب کارگر ہی تھی اور اس بار انہوں نے ان دونوں کو
تمل نکلتے دے دی تھی۔

○○